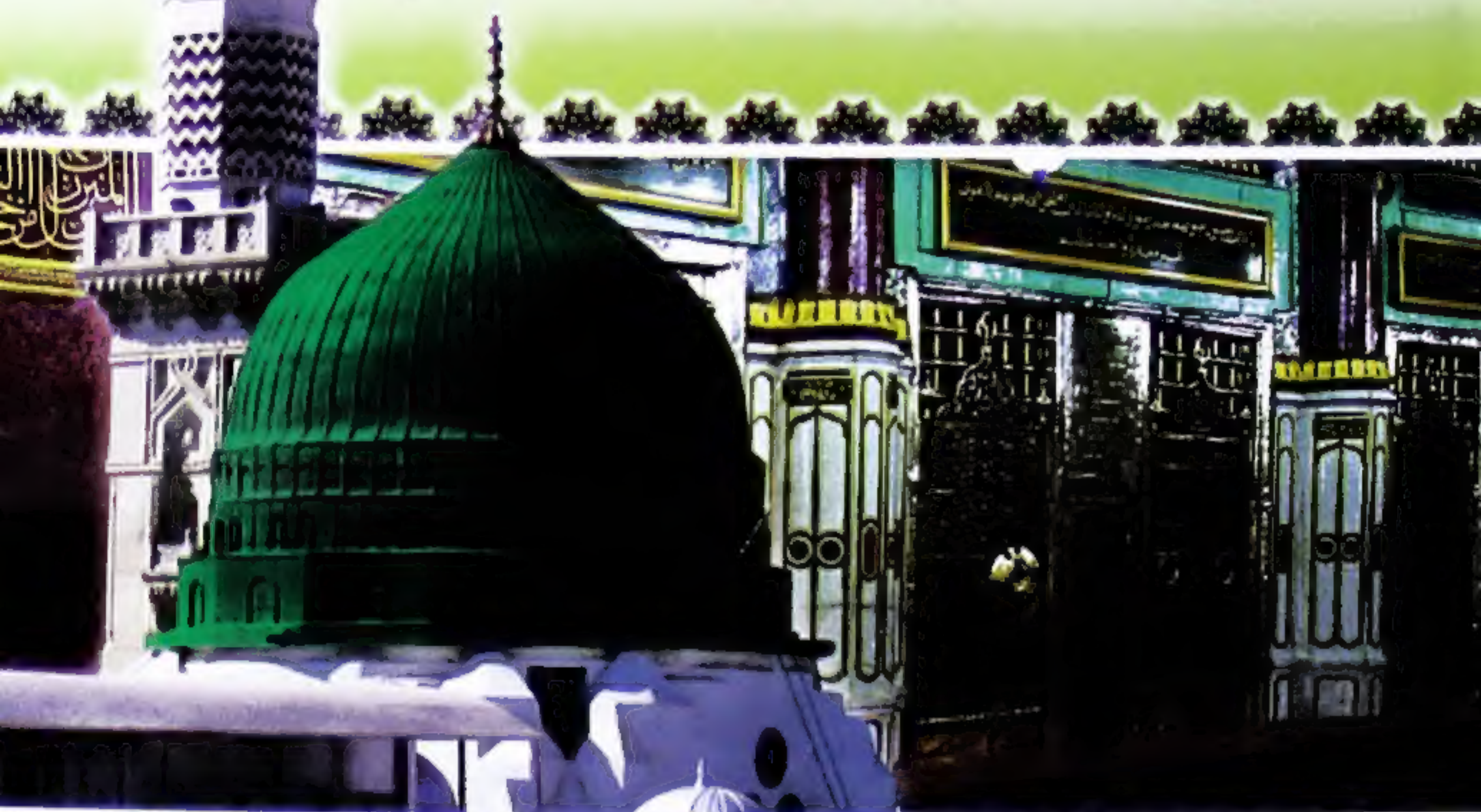


آں مہن لٹاس برمولائے ما آں کلیمے اول سٹیناے ما

شان

حضرت صدیق اکبر
سیدنا محمد



انتر

ترجمان اہلسنت علامہ ابو الحقائق غلام مرتضی ساقی مجذبی

اکبر پبلشرز لاہور

آں مہن الناس بر مولائے ما
آں کلیمے اول سینائے ما

شان

حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ

انتر

ترجمان الہدیت علامہ ابوالحقوق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

اکبر پبلشرز

زبید پبلیشرز ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

﴿جملہ حقوق محفوظ﴾

نام کتاب..... شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مصنف..... ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدد

با اہتمام.....

کمپوزنگ..... ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

03466049748

سن اشاعت..... 2014ء

تعداد..... 1100

ہدیہ..... - 350

صفحات.....

ملنے کے پتے

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	انتساب	16
2	﴿فرمان الہی﴾	17
3	﴿تصدیق نبوی﴾	18
4	﴿قال سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ﴾	19
5	بارگاہ صدیق اکبر ﷺ میں شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا ﴿نذرانہ عقیدت﴾	20
6	بارگاہ صدیق اکبر ﷺ میں اعلیٰ حضرت فاضل بزیلوی علیہ الرحمۃ کا ﴿نذرانہ عقیدت﴾	21
7	پیش لفظ	22
8	﴿حضرت ابو بکر کا مختصر تعارف﴾	40
9	نام و نسب	40
10	صدیق اکبر کا اسم گرامی	41
11	آپ کی کنیت	42
12	آپ ﷺ کے والد کا تعارف	42

42	آپ ﷺ کے والد کا قبول اسلام	13
44	آپ ﷺ کی والدہ کا تعارف	14
44	آپ ﷺ کی والدہ کا قبول اسلام	15
45	ازواج کی تعداد	16
47	آپ کی اولاد	17
48	نسل در نسل فیضان صحابیت	18
48	آپ ﷺ کے بھائی	19
49	آپ ﷺ کی بہنیں	20
49	حضرت صدیق اکبر ﷺ کے بعض فضائل	21
51	وصال کا سبب	22
52	وصال با کمال	23
52	آپ کا جنازہ	24
52	پہلوئے رسول ﷺ میں تدفین	25
53	آپ ﷺ کی وفات پر شہر کانپ اٹھا	26
53	آپ کی مدت خلافت	27
53	آپ کی مرویات	28

55	حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ قرآن کی روشنی میں	29
57	آیت..... ①	30
59	آیت..... ②	31
60	آیت..... ③	32
61	آیت..... ④	33
62	آیت..... ⑤	34
65	آیت..... ⑥	35
67	آیت..... ⑦	36
69	آیت..... ⑧	37
70	آیت..... ⑨	38
71	فائدہ	39
71	آیت..... ⑩	40
72	آیت..... ⑪	41
74	آیت..... ⑫	42

82	شام کے سفر کے متعلق حدیث ترمذی	43
84	حضرت ابو بکر کی فضیلت پر ایک اعتراض کا جواب	44
85	خلاصہ آیت	45
86	آیت ۱۳	46
87	آیت ۱۴	47
91	آیت ۱۵	48
93	آیت ۱۶	49
96	آیت ۱۷	50
98	آیت ۱۸	51
105	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قبل از ہجرت قتال	52
106	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قبل از ہجرت خرچ کرنا	53
107	آیت ۱۹	54
109	آیت ۲۰	55
111	آیت ۲۱	56
112	آیت ۲۲	57
114	آیت ۲۳	58

114	آیت..... ﴿۳۳﴾	59
115	آیت..... ﴿۳۵﴾	60
117	آیت..... ﴿۳۶﴾	61
118	آیت..... ﴿۳۷﴾	62
118	آیت..... ﴿۳۸﴾	63
124	خلفائے اربعہ کو آیت استخلاف کا مصداق تسلیم نہ کرنے کے مفاسد	64
128	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	65
130	آیت..... ﴿۳۹﴾	66
131	آیت..... ﴿۴۰﴾	67
133	آیت..... ﴿۴۱﴾	68
134	آیت..... ﴿۴۲﴾	69
135	آیت..... ﴿۴۳﴾	70
137	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ”صدیقیت“ کے چرچے احادیث و آثار میں	71
137	حضرت جبریل کا اعلان صدیقیت	72

157	آیت..... ﴿۳۳﴾	86
158	آیت..... ﴿۳۴﴾	87
159	آیت..... ﴿۳۵﴾	88
159	آیت..... ﴿۳۶﴾	89
160	آیت..... ﴿۳۷﴾	90
161	آیت..... ﴿۳۸﴾	91
162	آیت..... ﴿۳۹﴾	92
162	آیت..... ﴿۴۰﴾	93
164	آیت..... ﴿۴۱﴾	94
164	آیت..... ﴿۴۲﴾	95
165	آیت..... ﴿۴۳﴾	96
165	آیت..... ﴿۴۴﴾	97
166	آیت..... ﴿۴۵﴾	98
166	آیت..... ﴿۴۶﴾	99
167	آیت..... ﴿۴۷﴾	100
167	آیت..... ﴿۴۸﴾	101

168	آیت..... ﴿۵﴾	102
169	آیت..... ﴿۵﴾	103
169	آیت..... ﴿۵﴾	104
170	آیت..... ﴿۵﴾	105
171	آیت..... ﴿۵﴾	106
171	آیت..... ﴿۵﴾	107
172	آیت..... ﴿۵﴾	108
173	آیت..... ﴿۵﴾	109
174	افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ ترجمہ الْحَبْلُ الْوَثِيقُ فَيَنْصُرُهُ الصِّدِّيقُ (رضی اللہ عنہ)	110
175	پیش لفظ	111
178	﴿تعارف﴾ حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ	112
178	ولادت	113

194	دوسری فصل	128
195	وجہ اول	129
197	وجہ دوم	130
200	وجہ سوم	131
202	وجہ چہارم	132
205	پہلی وجہ	133
206	دوسری وجہ	134
207	شبہ کا ازالہ	135
209	﴿تنبیہ﴾	136
211	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث و روایات کی روشنی میں	137
245	﴿افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ﴾	138
246	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیات قرآن کی روشنی میں	139

246	آیت اولیٰ	140
247	آیت ثانیہ	141
252	آیت ثالثہ	142
254	آیت رابعہ	143
255	آیت خامسہ	144
256	احادیث مبارکہ کی روشنی میں	145
286	حدیث افضلیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صحیح مفہوم	146
297	روایت کا صحیح مفہوم	147
297	احادیث نبوی سے وضاحت	148
299	شارحین کی تصریحات	149
304	حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کتب شیعہ کی روشنی میں	150
306	تفسیر قرآن کی روشنی میں	151
306	پہلی آیت	152

309	فائدہ	153
311	فائدہ	154
312	خلاصہ عبارت	155
312	غار ثور کا واقعہ	156
314	اشعار کا ترجمہ	157
316	دوسری آیت	158
318	فائدہ	159
318	تیسری آیت	160
319	چوتھی آیت	161
321	پانچویں آیت	162
322	چھٹی آیت	163
326	ساتویں آیت	164
327	فائدہ	165
328	آٹھویں آیت	166
330	نویں، دسویں آیت	167

انتساب

تاجدار ولایت، غفتر شجاعت پنجہ پنجتن، شاہ خیر شکن
رازدارِ حلِ اتی، مراد قل کفی امام المتقین، امیر المؤمنین
شیر خدا، باب علم مصطفیٰ حیدر گزار، لافزار

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے مبارک نام!

جنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اے ابوبکر! آپ
سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، چال ڈھال میں اور رحمت و فضل میں۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۳۰ باب غزوہ الجندبہ)

اور مزید فرمایا: جو مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہے گا میں اس کو
حد لگانے والے کی سزا (۸۰ کوڑے) لگاؤں گا۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۳۸۹)

گر قبول افتد زہے عز و شرف
نیاز مند

ابوالحق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

03007422469

﴿فرمان الہی﴾

ثانی اثنین افسہا فی الغار

اذ یقول لصاحبه لاتحزن

ان الله معنا

فانزل الله سكينته علیہ۔

(التوبة: ۴۰)

دو میں سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے

جب وہ اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا

بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے

تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔

﴿تصدیق نبوی﴾

”حبیب بن ابی حبیب قال: شهدت رسول اللہ ﷺ“ قال لحسان بن ثابت:

قلت في ابني بكر شيناً؟ قال: نعم، قال: ”قل حتى اسمع“ قال: قلت:

وثنائي اثنين في الغار المنيف وقد

طاف المدو به اذ صاعد الجبلا

وكان حب رسول الله قد علموا

من الخلایق لم يعدل به بدلا

فتبسم رسول اللہ ﷺ

(المستدرك على الصحيحين ج 3 ص 280، 293 كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم)

حضرت حبیب بن ابوجبیب بیان کرتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے حضرت حسان بن ثابت

رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے، انہوں نے عرض کیا:

ہاں (یا رسول اللہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ کلام پڑھوتا کہ میں بھی سنوں، حضرت

حسان نے عرض کیا میں نے کہا ہے:

وہ غار میں دوسرے تھے، جب وہ آپ ﷺ کو لے کر پہاڑ (ثور) پر چڑھے، تو

دشمن نے ان کے ارد گرد چکر لگائے،

اور سب کو معلوم ہے کہ وہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے محبوب

ہیں، اور آپ ﷺ کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

﴿قال سيدنا حسان بن ثابت رضي الله عنه﴾

اذا تذكّرتُ شجّوا من أخى ثمة
فأذكرُ أخاك أبابكر بما فعلا
خبر البرية أنفاسها وأعدّها
بعد النبي وأوقافها بما حملا
الثاني، الثّالثي، المعتمد مشهّد
وآولُ النّاس منهُم صدّق الرّسلا

لمستدرك على الصحيحين ج ۳ ص ۲۸۱ كتاب معرفة الصحابة ابوبكر بن
قحافة رضي الله عنه

ترجمہ: حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب تم کسی معتبر بھائی کا غم و اندوہ سے ذکر کرو

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں کی وجہ سے انہیں ضرور یاد کرو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ تمام مخلوق سے بہتر، اللہ عزوجل سے زیادہ ڈرنے والے،

عدل کرنے والے، اور اپنے فرائض کو پوری طرح انجام دینے والے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ (غار میں) دوسرے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار،

محفل میں ان کی موجودگی پسندیدہ ہے،

وہ لوگوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب رسولوں کی تصدیق کی۔

بارگاہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا

﴿ نذرانہ عقیدت ﴾

تربیاق در دہان رسول آفرید حق
صدیق را چہ غم بود از زہر جانگزا

اے یارِ غار و سید و صدیق و راہبر
مجموعۂ فضائل و گنجینہ صفا

مردان قدم بصنعت یاران نہادہ اند
لیکن نہ ہمچنان کہ تو در کام اژدہا

یار آن بود کہ مال و تن و جان فدا کند
تا در سبیل دوست بیایاں برد وفا

بارگاہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا

﴿نذرانہ عقیدت﴾

خاص اس سابق سیر قرب خدا
اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفا
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ تعالیٰ فضل و رحمت والا ہے، وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل و کرم اور رحمت و نعمت عطا فرماتا ہے۔

①..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واللہ ذو الفضل العظیم۔ (الحدید: ۲۱)

ترجمہ: اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

②..... مزید فرماتا ہے:

واللہ ذو فضل عظیم۔ (آل عمران: ۱۷۳)

ترجمہ: اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

③..... اور ارشاد فرمایا:

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ (آل عمران: ۷۳)

ترجمہ: تم فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہے دے اور اللہ

وسعت والا، علم والا ہے۔

④..... مزید فرمایا:

ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین۔ (البقرہ: ۲۵۱)

ترجمہ: مگر اللہ سارے جہاں پر فضل والا ہے۔

⑤..... مزید ارشاد فرمایا:

ان الله لذو فضل على الناس..... الآية۔ (البقرة: ۲۲۳)

ترجمہ: بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔

⑥..... اور فرمایا:

والله ذو فضل على المؤمنين۔ (آل عمران: ۱۵۲)

ترجمہ: اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

⑦..... اللہ تعالیٰ جل وعلا نے فضل و کرم اور فضیلت و شان اپنے رسل عظام کو عطا فرمائی

اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سب سے بلند شان سے نوازا ہے۔ آیت قرآنی ہے:

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع

بعضهم درجات..... الآية۔ (البقرة: ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی

سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

⑧..... اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

و كلا فضلنا على العالمين۔ (الانعام: ۸۶)

ترجمہ: اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔

⑨..... ہر صاحب فضیلت کو خالق ارض و آسمان ہی نے فضل و کمال اور فضیلت و شان سے

ممتاز فرمایا ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے:

ويؤت كل ذي فضل فضله۔ (هود: ۳)

ترجمہ: اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا۔

⑩..... جبکہ ہمارے آقا و مولیٰ، امام الانبیاء، احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”فضل عظیم“ عطا فرمایا ہے، ارشاد مبارک ہے:

وعلمتک مالک تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

(النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

⑪..... مزید فرمایا:

ان فضله کان علیک کبیرا۔ (الاسراء: ۸۷)

ترجمہ: بے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے۔

⑫..... بلکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے ”فضل کبیر“ کی بشارتیں آپ کی زبان مقدس سے ہی دی گئی ہیں:

وبشر المؤمنین بان لهم من اللہ فضلا کبیرا۔ (الاجزاب: ۴۷)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

⑬..... قرآن مجید میں اس بات کو بھی دو ٹوک بتا دیا گیا ہے کہ ”فضل“ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں، اس سلسلہ میں قرآنی جملے ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما لھموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ۔ (التوبہ: ۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

⑭..... اور اہل ایمان کو یہی نظریہ اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے:

وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله۔ (التوبة: ٥٩)

ترجمہ: اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور

اللہ کا رسول۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضل و رحمت:

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت میں

فضیلت و شان میں سب سے بلند و بالا ہیں، امت کا کوئی دوسرا فرد ان کا مقابلہ نہیں

کر سکتا۔ انعم الله عليهم من النبيين والصدّيق والشهداء والصالحين۔

الآية۔ (النساء: ٦٩)

ترجمہ: اللہ نے فضل کیا انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ پر۔

صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے کامل ترین درجے اس امت میں اعلیٰ و اکمل طور پر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئے ہیں۔ فرمان نبوی ملاحظہ فرمائیں!

..... سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ ان الله اختار اصحابي على العالمين سوى

النبيين والمرسلين..... الحديث۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۲۹ ص ۱۸۴، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۸، ۱۶،

الریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے

علاوہ سب لوگوں پر میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

..... حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان الله نظر في قلوب العباد فاختر محمدا فبعثه الى خلقه فبعثه برسالته وانتخبه بعلمه ثم نظر في قلوب الناس بعده فاختر الله له اصحابا فجعلهم انصار دينه ووزاء نبههم ﷺ۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۷۳، نصب الراية ج ۲ ص ۱۳۳، المقاصد الحسنہ ص ۳۶۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں (بندوں) کے دلوں کو دیکھا تو ان میں سے محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا، پھر انہیں اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا، انہیں رسالت کے ساتھ بھیجا اور اپنے علم کے لیے منتخب فرمایا، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا، تو ان (رسول اللہ ﷺ) کے لئے اصحاب کو چنا، پھر انہیں آپ کے دین کے مددگار اور آپ کے وزراء بنا دیا۔

..... رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی فضیلت و بزرگی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اکرموا اصحابی فانہم خیارکم..... الحدیث۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

ترجمہ: میرے صحابہ کی تکریم بجالاؤ کیونکہ وہ تم سب سے بہتر (افضل) ہیں۔
..... آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الذین یلونہم
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۲، ج ۲ ص ۹۹۵، ۹۹۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۱۷۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۳، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۲۷، سنن ابن ماجہ ص ۱۷۱، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۲)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر (میرے زمانہ کے لوگ) ہیں پھر وہ جو ان کے

بعد ہیں، پھر وہ جوان کے بعد ہیں، پھر وہ جوان کے بعد ہیں۔

﴿﴾..... مزید ارشاد فرمایا:

خیر القرون قرنی..... الحدیث۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۴۳۴، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر)

ترجمہ: تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ (کے لوگ) ہیں۔

ان روایات سے واضح ہو گیا ہے کہ انبیاء کرام اور مرسلین عظام کے بعد انسانوں میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افضل و اعلیٰ کا شرف ملا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انفرادی شان:

سرکار کائنات ﷺ کے جملہ صحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین شان و فضیلت، عزت و عظمت اور مقام و رفعت کے حامل ہیں، لیکن ان میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انفرادی شان اور منفرد مقام کے مالک ہیں، آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہیں اور آپ ہی کو "افضل البشر بعد الانبیاء" ہونے کا منفرد اعزاز حاصل ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ کی جانشینی کے سب سے پہلے مستحق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "فضل والا" کہہ کر یاد فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُوتُوا أُولَى الْقَرْبَىٰ..... الْآيَةُ۔

(النور: ۲۲)

ترجمہ: یعنی تم میں جو فضیلت والے لوگ ہیں وہ قریبوں پر خرچ کرنے کی قسم نہ اٹھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ظاہر ہے کہ یہ آیت صدیق اکبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو! صحیح بخاری کتاب التفسیر۔

گویا قرآن مجید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ”فضل والا“ قرار دے کر امت کے باقی افراد سے ممتاز کر رہا ہے۔

احادیث نبویہ میں بھی آپ ﷺ کی انفرادی شان کو متعدد مقامات پر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ چند ایک مقامات ملاحظہ فرمائیں:

..... قال رسول الله ﷺ : أفضل هذه الامة بعدى أبوبكر۔

(ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۹۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں میرے بعد ابوبکر افضل ہے۔

..... ﴿١﴾ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما ابويكر منا اهل البيت۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۳۹)

ترجمہ: ابو بکر تو ہم اہلبیت سے ہے۔

..... ﴿۴﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أبو بكر محمد بن أبي بكر بن أبي بكر

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۱۲، الصواعق المحرقة ص ۹۶)

ترجمہ: ابو بکر سوائے نبی کے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔

..... ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

اتمشى قدام رجل لم تطلع الشمس على احد منكم افضل منه -

(ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۰۷، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴)

ترجمہ: یعنی تم ایسے مرد سے آگے چلتے ہو جن سے افضل شخص پر سورج طلوع

نہیں ہوا۔

..... ﴿٦﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح -

(تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۲۶)

ترجمہ: اگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ایمان کا زمین پر رہنے والوں کے ایمان کے

ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان بڑھ جائے گا۔

..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أبو بكر منى وأنامنه وأبو بكر أخى فى الدنيا والآخرة.

(الفردوس نبأ ثور الخطاب برقم: ۸۰ لاج اص ۴۳۷، کنز العمال ج ۱۱،

الصواعق المحرقة ص ۹۶، الروض اللائق للسيوطي حديث نمبر ۱۳)

ترجمہ: ابوبکر مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور ابوبکر دنیا و آخرت میں میرا

بھائی ہے۔

..... ﴿۲﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک پیالہ دیا گیا

ہے۔ جو دودھ سے بھرا ہوا تھا، میں نے اس پیالے سے پیا، حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ دودھ میری کھال اور گوشت کے درمیان رگوں میں جاری ہو گیا، میں نے اس پیالے میں دودھ بچا دیا اور وہ دودھ ابوبکر کو دیا، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ علم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، حتیٰ کہ جب آپ اس سے سیر ہو گئے تو آپ نے اپنا بچا ہوا علم ابوبکر کو دیا، آپ نے فرمایا: تم نے اس کی صحیح تعبیر کی ہے۔

(صحیح ابن حبان برقم: ۶۹۸۰)

۸..... بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اتنا ممتاز اور منفرد تھا کہ جب محفل و مجلس ختم جاتی تو حلقہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے نشست خالی ہوتی، کوئی وہاں بیٹھنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے تو اس جگہ بیٹھ جاتے اور نبی اکرم ﷺ اپنا چہرہ انور ان کی طرف فرما لیتے اور اپنی گفتگو سے مشرف فرماتے اور دیگر حاضرین سماعت کرتے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر ج ۳ ص ۱۳۰)

۹..... حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ ﷺ۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶، المستدرک ج ۳ ص

۲۸۲، صحیح ابن حبان برقم: ۶۸۶۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوبکر ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے زیادہ

رسول اللہ ﷺ کو پیارے ہیں۔

۱۰..... حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ابوبکر صدیق کا مقام، بارگاہ رسالت میں ایک وزیر کی طرح تھا، آپ ﷺ سے تمام امور میں مشورہ فرماتے، وہ اسلام میں آپ کے ثانی، غار میں آپ کے ثانی، جنگ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی، قبر انور میں آپ کے ثانی ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹، تاریخ الخلفاء ص ۶۰)

..... ربيع بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے صحابہ کو دیکھا لیکن کسی نبی علیہ السلام کا کوئی صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا نہیں۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۱۲۷)

..... امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”جانتا چاہئے کہ حضرت صدیق کی حقیقت یعنی اسماء الہی جل شانہ میں سے ان کا رب جو ان کا مبداء تعین ہے بغیر کسی امر کے توسط کے حقیقت محمدی کا ظل ہے اس نہج پر ہے کہ جو کچھ اس حقیقت میں موجود ہے وہ جمعیت اور وراثت کے طریق پر اس ظل میں بھی ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) اس امت کے وارثوں میں سے اکمل وافضل قرار پائے جیسا کہ آپ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما صب الله شيئا في صدري الا وقد صبته في صدري بكر -

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال

دیا۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۲۲)

..... آپ مزید فرماتے ہیں:

ایک دن کسی شخص نے بیان کیا کہ (راویوں نے) لکھا ہے کہ حضرت امیر کا نام

بہشت کے دروازے پر ثبت کر دیا گیا اس فقیر کے دل میں گزرا کہ حضرات شیخین کے لیے اس مقام پر کیا خصوصیتیں ہوں گی؟ پوری توجہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس امت کا بہشت میں داخلہ ان دونوں اکابر حضرات کے داخلے کی تجویز اور استصواب پر ہوگا۔ گویا حضرت صدیق بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور لوگوں کو داخلے کی تجویز فرماتے ہیں اور حضرت فاروق ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے ہیں اور ایسا مشاہدہ میں آتا ہے، کہ گویا تمام بہشت حضرت صدیق کے نور سے بھری ہوئی ہے۔

اس حقیر کی نظر میں حضرات شیخین تمام صحابہ کے درمیان ایک علیحدہ شان اور یگانہ درجہ رکھتے ہیں گویا کہ کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں ہے، حضرت صدیق حضرت پیغمبر علیہ وسلم والصلوة والسلام کے ساتھ گویا ”ہم خانہ“ ہیں، اگر فرق ہے تو صرف بلندی اور پستی کا ہے۔ (یعنی سرور عالم ﷺ بالائی منزل میں ہیں اور حضرت صدیق اسی محل کی چلی منزل میں ہیں) اور حضرت فاروق بھی حضرت صدیق کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں..... اور حضرت صدیق کے متعلق کیا بیان کرے کہ حضرت عمر کی تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی کے برابر ہیں، جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے..... الخ۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ص ۲۵۱)

..... آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

اہل حق کا اجماع اسی پر ہے کہ پیغمبروں صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ سبحانہ علیہم اجمعین کے بعد افضل بشر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کی افضلیت کی وجہ جو کچھ اس فقیر نے سمجھی ہے وہ فضائل و مناقب کی کثرت نہیں ہے بلکہ ایمان کی اسبقیت اور مال کے خرچ کرنے میں پیش پیش رہنا ہے اور دین کی تائید اور ملت متین کی

تروج میں اپنے نفس کو لگائے رکھنے میں اولیت ہے، کیونکہ سابق اگرچہ دین کے معاملہ میں لاحق کا استاد ہے اور لاحق جو کچھ پاتا ہے وہ سابق کی دولت کے دسترخوان سے پاتا ہے اور ان تینوں صفات کا مجموعہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات میں منحصر ہے جس نے ایمان کی سبقت کے ساتھ ساتھ مال کو خرچ کیا اور اپنے نفس کو دین کے کاموں میں لگایا وہ وہی (حضرت ابوبکر صدیق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ دولت اس امت میں ان کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں ہوئی۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: ایس من الناس احد امن علی فی نفسه وماله من ابی بکر بن ابی قحافة ولو كنت متخذاً من الناس خليلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً ولكن اخوة الاسلام افضل سدوا عنی کل عوذة فی هذا المسجد غیر عوذة ابی بکر۔

ترجمہ: لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے ابوبکر بن ابوقحافہ سے زیادہ بڑھ کر اپنے نفس اور مال خرچ کرنے میں میری خدمت کی ہو، اگر میں لوگوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت افضل ہے، اس مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ جتنی کھڑکیاں ہیں سب کو بند کر دو۔

اور حضرت علیہ علی آلہ والصلوة والسلام نے فرمایا:

ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابوبکر صدقت وواساني بنفسه وماله فهل انتم تاركون لي صاحبي۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا پس تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے مری ہمدردی و غمخواری کی کیا

سبحان اللہ کن دو کے تیسرے؟ ایک رب العالمین جلا جلالہ، دوسرے افضل المرسلین ﷺ

ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی

واللہ کہ صدیق کا ہوتا نہیں کوئی

(مطلع القمرین ص ۷۴ مطبوعہ لاہور)

یہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات کا مضمون بھی ذہن میں لائیے،

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو اپنے لیے چن لیا اور رسول اکرم ﷺ

نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خاص اپنی ذات کے لئے چن لیا۔

..... حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

نیابت نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہر نفس، انبیاء کے جوہر نفس

کے قریب ہو۔ (فتاویٰ مہریہ ص ۱۳۵)

واضح ہو گیا کہ خلفائے اربعہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جوہر نفس، رسول

اللہ ﷺ کے جوہر نفس کے سب سے قریب ہے، اس لیے پہلی نیابت و خلافت انہی کے

حصے آئی۔

..... حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اگر تم غور اور تدبیر سے کام لو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حضرت ابوبکر کی

فضیلت اور زہد میں تمام صحابہ کرام سے مقدم ہے، آپ کے فضل و کمال اور مرتبے کے

لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کافی ہے کہ ابوبکر میرے کان، آنکھ اور روح کے

بمزلہ ہیں۔ (مذہب شیعہ ص ۸۵)

حضرت سیدنا اکبر رضی اللہ عنہ کی شان، فضیلت، عزت، عظمت، بزرگی اور مرتبت

کے متعلق کس کس کی بات نقل کی جائے یہاں تو ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایسا سمندر ہے جس کنارہ ہی نہیں ملتا، بھلا وہ عظیم و جلیل ہستی جسے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک میں فنایت کلی حاصل ہو، جو بال برابر بھی مخالفت رسول کو برداشت نہ کرے، بلکہ ذہن میں اس کا تصور بھی نہ لائے، جسے رحمت کائنات ﷺ سے مشابہت کاملہ حاصل ہو، اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

﴿.....﴾ خود سیدنا مولائے کائنات، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”كنت اشبههم برسول الله ﷺ هديا وسمتا ورحمة وفضلا“۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۳۰ باب غزوة الحديبية)

ترجمہ: (اے ابوبکر صدیق!) آپ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہیں، چال ڈھال اور رحمت و فضل میں۔

﴿.....﴾ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں:

لست تاركا شيئا كان رسول الله يعمل به۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۵)

ترجمہ: یعنی مجھ سے وہ کام نہیں چھوٹ سکتا، جسے رسول اللہ ﷺ نے انجام دیا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید میں ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار مدینہ ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا:

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين۔ (الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

﴿.....﴾ مزید فرمایا گیا:

بالمؤمنين رؤف رحيم۔ (التوبة: ۱۲۸)

ترجمہ: مؤمنوں کے لیے مہربان اور نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔

اور ہمارے حضور پر نور، شافع یوم النشور ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے حق میں فرمایا: ارحم امتی بامتی ابوہکر۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ

ج ۷ ص ۲۷۲ کتاب الفضائل، الصواعق المحرقة ص ۹۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۱۷)

ترجمہ: یعنی میری امت میں ابو بکر میری امت پر سب سے زیادہ رحمت کرنے

والے ہیں۔

..... اور مزید فرمایا:

أراف امتی ابوہکر۔ (مسند ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۳۱۱، مسند عبد اللہ بن عمر)

ترجمہ: یعنی میری امت میں ابو بکر میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

یہاد وہیے رافت کا درجہ رحمت سے زیادہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد امت پر

سب سے زیادہ رحم والے اور مہربان حضرت ابو بکر صدیق ﷺ ہیں۔

گویا رسول اللہ ﷺ کی ”رحمۃ للعالمین“ کا عکس پوری آب و تاب کے ساتھ

حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی ذات میں جلوہ فرما ہے۔ اور اس مقام پر حضرت صدیق اکبر ﷺ

یکتا و منفرد ہیں۔

اس کے علاوہ سینکڑوں پہلو ہیں، جو حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کو پوری

امت بلکہ تمام نبیوں کی امتوں سے بھی ممتاز اور منفرد اور یکتا و تنہا حیثیت سے نمایاں

کر دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک امت کے جلیل القدر افراد نے اپنے

اپنے انداز میں مقام سیدنا صدیق اکبر ﷺ بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، تقریباً کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں چھوڑا، لیکن چونکہ اب ضرورت ہے کہ نسل نو کو جدید انداز میں اپنے اکابرین کے فیوض و برکات سے مستفید کیا جائے، لہذا اکابرین اسلام کی کاوشوں سے روشناس کرایا جائے۔

پیش نظر کتاب ”شان سیدنا صدیق اکبر ﷺ“ خلیفہ اول بلا فصل حضرت سیدنا ابوبکر ﷺ کی عظمت و فضیلت پر مشتمل ہے جو کہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اور اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی روحانی توجہات سے فیض یاب ہو سکیں، اس کاوش کو بارگاہ صدیقی میں ہدیہ نیاز مندی بلکہ کاسۂ گدائی کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ آپ کی عنایات خسروانہ سے کچھ حصہ نصیب ہو سکے۔

ہم نے اس کتاب شان سیدنا صدیق اکبر ﷺ پر ستاون (۵۷) آیات اور کتب تفسیر سے عبارات نقل کی ہیں اور پھر آپ کی فضیلت پر کثیر روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ افضلیت سیدنا صدیق ﷺ کو اولاً آیات قرآنی پھر احادیث نبوی اور اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات کے اقوال پر دقلم کئے گئے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا مقالہ بنام

”الجبیل الوثیق فی بصرة الصدیق ﷺ“

(جو کہ ”وسیعنبھا الاثقی“ کی تفسیر پر مشتمل ہے) کا ترجمہ و تخریج بھی

”افضلیت حضرت ابوبکر صدیق ﷺ“

کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں مشہور حدیث ”من امن الناس..... الحدیث“ کا ترجمہ و مفہوم

پر مشتمل راقم الحروف کا ایک مضمون بھی تیار پڑا تھا، اسے بھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے، اور اس کتاب کا آخری باب ”سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کتب شیعہ کی روشنی میں“ اہل تحقیق و صاحبان جستجو کے لیے ایک قیمتی خزانہ ہے، جس میں آیات قرآنی کی تفسیر میں اور دیگر موضوعات کے حوالے سے شیعہ حضرات کی تفاسیر، روایات اور اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔

ہماری یہ کاوش جہاں موافقین کیلئے فرحت قلب و روح کا سامان ہے وہاں مخالفین کے لیے دعوت غور و فکر بھی ہے۔

اس سلسلہ میں حافظ طارق محمود نقشبندی کی معاونت نے بھرپور ساتھ دیا اور برادر معظم مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال خان مدنی قادری زید مجدد، حافظ محمد امتیاز ساقی مجددی، عزیزم پروفیسر محمد الیاس قادری عطاری، عزیزم محمد عمران قادری عطاری پرنسپل رضا پبلک سکول (کالیکی منڈی، حافظ آباد) رانا صغیر احمد نقشبندی، رانا محمد آصف اقبال مجددی اور دیگر مخلصین کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی برکات سے نوازے۔ بھرپور کوشش کے باوجود اغلاط کا رہ جانے ایک فطری امر ہے۔ قارئین نشاندہی فرما کر مشکور ہوں۔

ان ارید الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

خیر انبیشی:

ابوالحق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

(0300-7422469)۔ (اپریل، 2014)

﴿تعارف﴾

نام و نسب:

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ہے۔

مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جا کر آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے نسب سے جا ملتا ہے۔

آپ کے والد عثمان کی کنیت ابوقحافہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام اُمّ الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ہے۔

ام الخیر سلمیٰ کی والدہ (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نانی) کا نام دلاف ہے اور یہی امیمہ بنت عبید بن ناقد خداعی ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دادی (یعنی حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) کا نام امینہ بنت عبد العزیٰ بن حریثان بن عوف بن عبید بن عوتج بن عدی بن کعب ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۵۱، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۲ ص ۱۲۴)

صدق اکبر کا اسم گرامی:

آپ ﷺ کے نام کے بارے میں تین قول ہیں:

پہلا قول: عبد اللہ بن عثمان۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن عثمان ہے۔

(صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۶)

دوسرا قول: عبد الکعبہ۔

جمہور اہل نسب کے نزدیک آپ ﷺ کا قدیم نام عبد الکعبہ تھا مشرف بہ

اسلام ہونے کے بعد اللہ عز وجل کے پیارے حبیب ﷺ نے تبدیل فرما کر عبد اللہ رکھ

دیا۔ (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۳ ص ۹۱، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۷)

..... ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ کے گھر والوں نے عبد الکعبہ نام تبدیل

کر کے عبد اللہ رکھ دیا، اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ جب دعا کرتیں تو یوں کہتیں:

یا رب عبد الکعبہ۔ اے عبد الکعبہ کے رب!

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۵، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۳۸۴، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۷)

تیسرا قول: عتیق۔

اکثر محدثین کے نزدیک آپ ﷺ کا نام عتیق ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عتیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور یہ نام ان کے والد نے رکھا۔

جبکہ حضرت سیدنا موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ یہ نام آپ کی والدہ نے رکھا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۷۷)
آپ کی کنیت:

آپ ﷺ کی کنیت ابو بکر ہے۔

واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں، بلکہ کنیت سے مشہور ہیں، نیز آپ کی اس کنیت کو اتنی شہرت حاصل ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ آپ کا نام عبد اللہ ہے۔

آپ ﷺ کے والد کا تعارف:

آپ ﷺ کے والد محترم کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر قرشی تمیمی اور کنیت ابو قحافہ ہے۔
فتح مکہ کے روز داخل اسلام ہوئے، اللہ عز و جل کے محبوب ﷺ کی بیعت کی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور ان کے وارث ہوئے، اسلام میں کسی خلیفہ کے بطور والد وارث بننے کا سب سے پہلے انہیں اعزاز حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

(تہذیب الاسماء واللغات لللووی ج ۱ ص ۲۹۶ تا ۲۹۷)

آپ ﷺ کے والد کا قبول اسلام:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق ﷺ سے روایت ہے:

جب نبی کریم ﷺ فتح مکہ سے قبل شہر کے باہر وادی ذی طویٰ میں ٹھہرے

ہوئے تھے، حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا: اے بیٹی! مجھے جبل ابوقبیس پر لے چلو۔ چھوٹی بچی سے اس لیے کہا کہ اس وقت آپ کی نظر تقریباً زائل ہو چکی تھی، دونوں پہاڑ پر چڑھے تو آپ نے پوچھا، بیٹی، تمہیں کیا نظر آرہا ہے جو قافلہ کے آگے پیچھے آ جا رہا ہے، بیٹی یہ لشکر کا سپہ سالار ہے، بچی کہنے لگی، بابا! اب قافلہ منتشر ہو گیا ہے، بولے: بیٹی مجھے جلدی سے گھر لے چلو، بچی آپ کو لے کر گھر کی طرف چل دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں قاتحانہ داخل ہوئے اور مسجد حرام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هلا تركت الشيخ في بيته حتى اكون انا آتية فيه۔

ترجمہ: یعنی ابوبکر! ان کو گھر ہی میں رہنے دیتے ہم خود ان کے پاس جاتے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يا رسول الله ﷺ اهو الحق ان يمشي اليك من ان تمشي انت اليه۔

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی خدمت

میں حاضر ہوں نہ کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کو اپنے

سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: اسلام قبول کرو،

اتنا فرمانا تھا کہ وہ بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگے اور دائرہ اسلام میں داخل

ہو گئے۔ (مسند امام احمد ج ۱۰ ص ۲۷۴، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۵)

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا تعارف:

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ بنت صحز بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ اور کنیت ”ام الخیر“ ہے۔

یہ لفظاً اور معنی دونوں طرح ام الخیر یعنی بھلائی کی اصل ہی ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔

ابتدائے اسلام میں ہی خاتم المرسلین، ﷺ کی بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہو گئیں تھیں، پھر مدینہ منورہ میں ہی اسلام پر دنیا فانی سے تشریف لے گئیں، آپ ﷺ کا انتقال حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے پہلے جمادی الثانی سن ۱۳ ہجری میں ہوا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۴، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۸

ص ٣٨٦، الرياض النضرية ج ١ ص ٦٦)

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام:

آغاز اسلام میں جب اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کے صحابہ کی تعداد اڑتیس (۳۸) ہو گئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے اعلان و اظہار اسلام کے لئے اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ اسلام دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور وہاں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ مشرکین مکہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوت اسلام دیتے دیکھا تو ان کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مسلمانوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کو بھی نہایت ہی بری طرح تکالیف پہنچائیں کہ آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا، نیز آپ ﷺ بے ہوش ہو گئے، آپ کی والدہ اور ام جمیل بنت خطاب یہ دونوں آپ کو سہارا دے کر سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئیں۔
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ آپ کی خدمت میں آئی ہیں ان کا اپنے والدین کے ساتھ رویہ بہت اچھا ہے، آپ عظیم ہستی ہیں، میں چاہتا ہوں آج یہ یہاں سے محروم نہ جائیں لہذا آپ ان کے لئے دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ انہیں دولت ایمان سے سرفراز فرمائے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے انہیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمائے گا، آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور انہیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ وہ مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۹، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۶۹

،الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۶)

ازواج کی تعداد:

آپ ﷺ کی ازواج کی تعداد چار ہے۔

آپ نے دو نکاح مکہ مکرمہ میں کیے اور دو مدینہ منورہ میں۔

پہلا نکاح: آپ کا پہلا نکاح قریش کے مشہور شخص عبدالعزیٰ کی بیٹی حضرت

ام قلیلہ سے ہوا، بعض کے نزدیک اس کا نام ام قتلہ ہے، یہ قریش کے قبیلہ بنو عامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھیں۔

اس سے آپ کے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

دوسرا نکاح: آپ کا دوسرا نکاح حضرت اُم رومان (زینب) بنت عامر بن عویمر سے ہوا، یہ قبیلہ فراش بن غنم بن کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

ان سے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی ام المؤمنین
حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

فائدہ: حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو عمرہ کے لئے لے کر گئے۔

حضرت سیدہ اُم رومان رضی اللہ عنہا وہ صحابیہ ہیں کہ جب ان کا وصال باکمال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازے میں شریک ہوئے، ان کی قبر میں داخل ہوئے اور ان کے بارے میں فرمایا: جو حور عین میں سے کسی غورت کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔

تیسرا نکاح: آپ کا تیسرا نکاح حضرت حبیبہ بنت خارجه بن زید سے ہوا۔
ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

چوتھا نکاح: آپ کا چوتھا نکاح حضرت اسماء بنت عمیس سے ہوا،

یہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، جنگ موتہ میں شام کے اندر حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو گئی تو ان سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

جب یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کا سفر کرتے ہوئے ۲۵ ذوالقعدہ کو

ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچی تو وہاں آپ کے بیٹے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔
اس موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: غسل کر کے حج کے ارکان ادا کرتی رہو، ہاں کعبے کا طواف نہ کرنا۔

آپ وہ پہلی خاتون ہیں جنہیں اسلام میں یہ شرعی مسئلہ درپیش آیا، یوں قیامت تک یہ مسئلہ آپ کے سبب سے نافذ ہو گیا، آپ رضی اللہ عنہ کی پاک دامنی کی شہادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ہوا، تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، اس طرح آپ کے بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پرورش حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمائی۔ (الریاض النضرۃ)

آپ کی اولاد:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔

تین بیٹیاں.....

①..... اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

②..... سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

③..... سیدہ ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

اور تین بیٹے.....

۱..... حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

۲..... حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

۳..... حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

نسل در نسل فیضان صحابیت:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے کو جو شرف حاصل ہوا وہ کسی اور مسلمان گھرانے کو حاصل نہیں، اور وہ شرف یہ ہے کہ وہ خود بھی صحابی، ان کے والد بھی صحابی، ان کے بیٹے بھی صحابی اور ان کے پوتے بھی صحابی، ان کی بیٹیاں بھی صحابیات، ان کے نواسے بھی صحابی۔

حضرت سیدنا موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم صرف چار ایسے افراد کو جانتے ہیں جو خود بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور شرف صحابیت پایا اور ان کے بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر کے شرف صحابیت حاصل کیا، ان چاروں کے نام یہ ہیں، ابوقحافہ عثمان بن عمر، ابوبکر عبداللہ بن عثمان، عبدالرحمن بن ابی بکر اور محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۵۴)

آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی:

آپ رضی اللہ عنہ کے دو بھائی تھے۔

۱..... معتق بن ابوقحافہ۔

۲..... معتق بن ابوقحافہ۔

حضرت سیدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: عبد اللہ، اس پر انہوں نے کہا: لوگ تو عتیق کہتے ہیں، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے، آپ نے ان کے نام عتیق، معتق اور معتق رکھے۔

(المعجم الکبیر رقم: ۶ ج ۱ ص ۵۳، تاریخ الخلفاء ص ۲۸)

آپ رضی اللہ عنہ کی بہنیں:

آپ کی تین سوتیلی بہنیں تھیں۔

۱..... حضرت اُم فروہ بنت ابی قحافہ۔

۲..... حضرت قریبہ بنت ابی قحافہ۔

۳..... حضرت ام عامر بنت ابی قحافہ۔

ان کی والدہ کا نام ہند بنت نقید بن بکیر بن عبد بن قصی ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا، تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے تصدیق کی اور اپنی جان اور اپنے مال سے میری غم خواری کی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے مؤمن ہیں۔

..... ﴿.....﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت میں سب سے پہلے تبلیغ اسلام کی اور آپ کی تبلیغ کی برکت سے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم ایسے اکابر صحابہ نے اسلام قبول فرمایا۔

..... ﴿.....﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت میں اپنی رفاقت کے لئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔

..... ﴿.....﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج میں مسلمانوں کا امیر بنایا۔

..... ﴿.....﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

..... ﴿.....﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام علالت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔

..... ﴿.....﴾ واقعہ معراج کی جب کافروں نے تکذیب کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

..... ﴿.....﴾ غزوہ تبوک میں گھر کا سارا سامان اور مال لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

..... ﴿.....﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں آپ رضی اللہ عنہ کو ”صدیق“ فرمایا۔

..... ﴿.....﴾ قرآن مجید میں نبوت کے بعد جس مرتبہ کا ذکر ہے وہ صدیقیت ہے اور متعدد

آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

..... ﴿.....﴾ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صدیق ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

..... ﴿.....﴾ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق کا ذکر اور مقام ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں اور یہی پوری امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

وصال کا سبب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب رسول اللہ ﷺ کے وصال ہے اس صدمے سے آپ کا جسم نحیف و کمزور ہوتا گیا، حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی۔
(تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

..... ایک روایت میں ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن کلدہ حریرہ کھارہے تھے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ہدیہ کسی نے بھیجا تھا، اس دوران حارث نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! کھانے سے ہاتھ اٹھا لیجئے! کیونکہ اس میں زہر ہے جس کا اثر ایک سال کے بعد ہوگا اور میں اور آپ ایک دن وفات پائیں گے۔

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانے سے ہاتھ اٹھالیا، مگر بعد میں دونوں بیمار اور نحیف ہوتے گئے حتیٰ کہ ایک سال کے ختم ہونے کے بعد ایک ہی دن دونوں نے وفات پائی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

..... حضرت امام شعمی نے فرمایا:

ہم اس دنیا فانی سے کیا توقع رکھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

وصال با کمال:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

حضرت صدیق اکبر ﷺ کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ آپ نے بروز پیر جمادی الاخریٰ کی سات تاریخ کو غسل کیا اور اس دن سخت سردی تھی، اس سے آپ کو بخار ہوا اور پندرہ دن تک رہا، ان دنوں آپ نماز کے لیے نہیں باہر نہیں نکل سکتے تھے اور آخر بروز منگل بائیس جمادی الاخریٰ کو ۱۳ ہجری میں تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔
(تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

آپ کا جنازہ:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار بار تکبیر کہی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر نبوی کے درمیان رکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۵ ملخصاً)
پہلوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین:

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ رضی اللہ عنہ کی قبر اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھے کے برابر رکھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ ملا دیا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ اور مختلف طرق سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کورات کے وقت دفن کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۵)

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر شہر کانپ اٹھا:

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو تمام شہر کانپ اٹھا، ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے یہ اضطراب دیکھ کر کہا یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کے بیٹے وفات پا گئے، آپ نے فرمایا: اف کیسی بڑی مصیبت ہوئی، ان کے بعد کون خلیفہ ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ، آپ نے فرمایا: یعنی آپ کا دوست۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۵، ۸۶)

آپ کی مدت خلافت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو سال اور سات ماہ خلافت فرمائی ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۵)

آپ کی مرویات:

امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک سو بیالیس حدیثیں مروی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۶)



بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق
 سروری جس پہ کرے ناز وہ سرور صدیق
 ثانی اثنین ہیں ابوبکر خدا میرا گواہ
 حق مقدم کرے پھر کیوں ہوں موخر صدیق
 زیست میں موت میں اور صبر میں ثانی ہی رہی
 ثانی اثنین کے اس طرح ہیں مظہر صدیق
 والذین معہ کے ہیں یہ فرو کامل
 حشر تک پائے نبی پر ہیں دھرے سر صدیق



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قرآن

کی روشنی میں

قرآن مجید، فرقان حمید کی وہ آیات کریمہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی تعریف و توصیف، آپ کی تصدیق و تائید یا آپ کی خلافت و رحلت کے بارے میں نازل ہوئیں، سطور ذیل میں انہیں اختصاراً نقل کیا جا رہا ہے۔ وبالله التوفیق۔

آیت..... ﴿۱﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثانی اثنین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ (التوبہ: ۴۰)

ترجمہ: صرف دو میں سے دوسرے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا! بیشک اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ عزوجل نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔

تفسیر: اس آیت مبارکہ میں ”ثانی اثنین“ ”اور“ ”لصاحبه“ کے مراد بالاتفاق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کی ذات بابرکت ہے۔

جب کفار مکہ کے شرکی وجہ سے سرکارِ دو عالم، نور مجسم ﷺ، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے لئے تشریف لے جانے لگے تو راستے میں تین دن غار ثور میں قیام فرمایا، چونکہ کفار ان کے تعاقب میں تھے، غار کے باہر جب صدیق اکبر ﷺ نے کفار کی موجودگی کو محسوس کیا تو آپ ﷺ پریشان ہو گئے، اس وقت نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ عزوجل ہے۔“ وہاں اللہ عزوجل نے یوں مدد فرمائی کہ کفار اندھے ہو گئے اور آپ دونوں کو نہ دیکھ سکے۔

اور ایک روایت میں یوں بھی ہے:

کافر جیسے ہی غار پہنچے دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دیئے ہوئے ہیں اور مکڑی نے جالا بنایا ہوا ہے۔ اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ دونوں کہیں اور تشریف لے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

تفسیر البیضاوی، ج ۳ ص ۱۴۶، درمنثور ج ۴ ص ۱۸۲، ۱۸۳، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۱، تاریخ الخلفاء ص ۳۶، الصواعق المحرقة ص ۹۲ وغیرہ۔
 علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

اجمع المسلمون علی أن الصحاب المذکور ابوبکر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۸)

ترجمہ: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس آیت میں ”صاحب“ سے مراد حضرت ابوبکر ؓ ہیں۔

..... اور علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے یہ بات لکھ کر مزید لکھا ہے:

ومن ثم من انكر صحبته كفر اجماعا۔ (الصواعق المحرقة ص ۹۲)

ترجمہ: اسی وجہ سے اجماع ہے کہ جو آپ ؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہو جائے گا۔

آیت..... ﴿...﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فانزل الله سكينته عليه..... الآية۔ (التوبة: ۴۰)

ترجمہ: تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

تفسیر: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”سکینہ علیہ“ میں ”علیہ“ کی ”ہ“ ضمیر سے مراد بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی سکینہ زائل ہی نہیں ہوا اس موقع پر اس کا نزول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہوا۔

﴿...﴾ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ”فانزل الله سكينته عليه“ کی تفسیر میں نقل کیا ہے:

على ابي بكر، ان النبي عليه الصلوة والسلام لم تزل السكينة عليه۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۸، الصواعق الخرقہ ص ۹۲، درمنثور ج ۴ ص ۱۸۹، تاریخ

مسند دمشق ج ۳ ص ۸۸، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سکینہ کو نازل فرمایا، کیونکہ نبی کریم

ﷺ پر ہمیشہ ہی سکینہ کا نزول رہتا ہے۔

﴿...﴾ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

جب حضرت ابوبکر نے سوراخ پر اپنی ایڑی رکھ دی تو سانپ ان کی ایڑی میں

ڈنگ مارنے لگے، اور حضرت ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور رسول اللہ ﷺ

فرما رہے تھے: اے ابوبکر غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ابوبکر

کے دل میں سکون نازل فرمایا۔ (الوفاء ج ۱ ص ۲۳۸)

﴿﴾..... شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی یہی عبارت مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۸ پر نقل کی ہے۔

یعنی غار میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سکینہ کا نزول فرمایا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سکینہ کا نزول ہر وقت رہتا ہے۔

﴿﴾..... یہ بات حضرت حنیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۸۸)

آیت..... ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معہ الا یہ (التوبہ: ۴۰)
ترجمہ: جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرما رہے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تفسیر: سالم بن عبید بیان کرتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، تو حضرت عمر نے کہا: ایسا کون شخص ہے جس کے متعلق یہ تین باتیں ہیں:

اذھما فی الغار (جب وہ دونوں غار میں تھے)

وہ دونوں کون تھے؟

اذ یقول لصاحبه (جب وہ اپنے صاحب سے کہہ رہے تھے)

وہ صاحب کون ہیں؟

لَا تَحْزَنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (غم نہ کھاؤ، اللہ ہمارے ساتھ ہے)

یہ دونوں کون ہیں؟

پھر حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا اور سب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنی شروع کر دی۔ اور یہ بہت عمدہ بیعت تھی۔ (السنن الکبریٰ ج ۶ ص ۳۵۵)

گویا اس ایک آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں تین جملے نازل ہوئے ہیں۔

آیت..... ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنثٰى اِنَّ سَعِيَكُمْ لَشَتٰى۔ (اللیل: ۴ تا ۱)

تفسیر: اور رات کی قسم جب چھائے، اور دن کی جب چمکے، اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے، بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

تفسیر: ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے بدلے خرید کر رضائے الہی کے لیے آزاد کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلٰى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنثٰى اِنَّ سَعِيَكُمْ لَشَتٰى۔

اور ”تمہاری کوشش مختلف ہے“، اس سے مراد حضرت ابوبکر کی کوشش اور امیہ والی کی کوشش ہے۔

(الصواعق المحرقة ص ۹۲، تاریخ الخلفاء ص ۲۸، درمنثور ج ۸ ص ۱۹۰، تاریخ

طبیعیۂ دمشق ج ۳۰ ص ۶۹)

آیت.....: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فأما من أعطى واتقى، وصدق بالحسنى، فستيسره اليسرى، وأما من
بخل واستغنى، وكذب بالحسنى، فستيسره العسرى، وما يغنى عنه ماله إذا
تردى، إن علينا للهدى، وإن لنا للأخرة والأولى، فأنذرتكم نارا تلظى، لا يصورها
الا الشقى، الذى كذب وتولى، وسيجزيها الاتقى، الذى يؤتى ماله يتزكى، وما
لاحد عنده من نعمة تجزى، الا ابتغاء وجه ربه الاعلى، ولسوف يرضى.

(اللیل: ۲۱۵۵)

ترجمہ: تو وہ جس نے دیا، اور پرہیزگاری کی، اور سب سے اچھی بات کو
سچ مانا، تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے، اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ
بنا، اور سب سے اچھی بات کو جھٹلایا، تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے، اور اس
کا مال اسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا، بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ
ہے، اور بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں، تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اس
آگ سے جو بھڑک رہی ہے، نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بد بخت، جس نے جھٹلایا اور منہ
پھیرا، اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے، جو اپنا مال دیتا
ہے کہ ستھرا ہو، اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی
رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

تفسیر: ابن جریر نے حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا

ہے کہ حضرت ابو بکر مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے والوں کو آزاد کرتے تھے، پس انہوں نے بوڑھی اور دوسری عورتوں کو ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد آزاد کیا، تو ان کے والد نے کہا کہ بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو، اگر تم مضبوط لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوتے، اور تیری حفاظت اور دفاع کرتے؟ آپ نے کہا: ابا جان! میں اللہ کے ہاں ثواب کا ارادہ رکھتا ہوں۔

حضرت عامر کہتے ہیں کہ مجھے میرے بعض اہل بیت نے بتایا کہ بلاشبہ یہ آیت آپ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

فاما من اعطى واتقى آخر سورت تک۔

(تاریخ الخلفاء، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۶۹، درمنثور ج ۸ ص ۴۹۱، ص ۴۹۳، المستدرک ج ۳ ص ۱۲۹، تفسیر سورۃ اللیل، ابن کثیر ج ۶ ص ۶۷۶، فضائل الصحابہ ص ۲۷، ۶۶، ۷۲، ۲۸۹)

ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عروہ سے بیان کیا:

بے شک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سات افراد کو آزاد کیا جنہیں اللہ عز و جل کو ماننے کی وجہ سے سزائیں دی جاتی تھیں، اور یہ آیتیں آپ کے بارے میں نازل ہوئیں:

((وسيجنبها الأنطى)) آخر سورت تک۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، تفسیر ابن ابی حاتم ج ۱۰ ص ۴۴۴، درمنثور ج ۸ ص ۴۹۳، الصواعق المحرقة ص ۹۲)

..... حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

کئی ایک مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں حتیٰ کہ مفسرین نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۸۷۸ آخر سورۃ اللیل)

..... علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے ابن جوزی سے بھی مفسرین کے اجماع کا ذکر کیا ہے۔ (الصواعق المحرقة ص ۹۱)

..... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے بھی مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۸۸)

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ:

”فأما من أعطى واتقى، وصدق بالحسنى، فسنيسره لليسرى“

”تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی، اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد

ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے“ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(درمنثور ج ۸ ص ۴۹۱، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۷۰)

..... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

”وسيجنبها الأتقى“ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔

(درمنثور ج ۸ ص ۴۹۴)

..... اوزبزار نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت آخر سورت

تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

..... حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت صدیق کی مدح میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے، صرف ایک سورۃ اللیل ہی

میں تین آیات کریمہ حضرت کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں۔ (دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۲)

آیت ﴿...﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون۔ (الزمر: ۳۳)

ترجمہ: اور جو سچ لے کر آئے اور جس نے اس کی تصدیق کی، وہی متقی

ہیں۔

تفسیر: بزار اور ابن عساکر نے حضرت اسید بن صفوان (جو کہ صحابی

ہیں) رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

(والذی جاء بالحق) محمد (وصدق به) ابوبکر الصديق قال ابن

عساکر نہ کذا الروایة (بالحق) ولعلها قراءة لعلی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، الصواعق المحرقة ص ۹۲، ۹۳، درمنثور ج ۷ ص ۱۹۷،

تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۶ الاحادیث المختارہ للمقدسی ج ۱ ص ۲۲۹ برقم ۳۹۸،

مسند بزار ج ۱ ص ۱۱۷ نمبر ۸۳۴، معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۲ نمبر ۸۴۱، من اسمہ اسید)

اور جو حق لے کر آئے اس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے اس کی

تصدیق کی اس سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ روایت میں اسی طرح (بالحق) ہی ہے، ہو سکتا

ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قرآۃ میں ”بالصدق“ کی جگہ ”بالحق“ ہو۔

﴿...﴾ حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ سے ہی یہ روایت

بھی نقل کی ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (والذی جاء بالصدق) محمد رسول

اللہ علیہ السلام (و صدق بہ) ابوبکر الصدیق۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۴۳۸)

مزید ملاحظہ ہو! اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۱۰۔

..... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت مبارکہ کے تحت نقل کرتے ہیں:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ اس آیت مبارکہ میں ”بیچ لانے والے“ سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ”تصدیق کرنے والے“ سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔..... ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے حضرت ابوبکر کا مراد ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی تھی اور جو سب سے پہلے تصدیق کرنے والا ہو وہی سب سے افضل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت حضرت ابوبکر کو اس آیت سے مراد لینا زیادہ رائج ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت علی کم سن تھے جیسے گھر میں کوئی بچہ ہوتا ہے اور حضرت علی کے اسلام لانے سے اسلام کو، کوئی زیادہ قوت اور شوکت حاصل نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکر بڑی عمر کے تھے اور معاشرہ میں ان کی عزت اور وجاہت تھی اور جب انہوں نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی تو اس سے اسلام کو بہت زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی، اس وجہ سے اس آیت میں ”و صدق بہ“ سے حضرت ابوبکر صدیق کو مراد لینا زیادہ رائج ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۲۷۹)

..... امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیچ لے کر آنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (جامع البیان ج ۲۴ ص ۵)

آیت..... ﴿۱﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ

علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ (ال عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں

ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک تو کل

والے اللہ کو پیارے ہیں۔

تفسیر: حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان باری تعالیٰ

(وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ) کی تفسیر میں نقل کیا ہے قال: نزلت فی ابی بکر وعمر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، المستدرک ج ۳ ص ۲۸۶)۔

ترجمہ: یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

..... علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

درج ذیل حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ان اللہ امری ان

استشیر ابا بکر وعمر۔ (الصواعق المحرقة ص ۹۳)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں ابو بکر وعمر سے مشورہ لو۔

..... حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص

سے یوں نقل کیا ہے: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول أتانی جبریل فقل

لی: یا محمد ان اللہ یمرک ان تستشیر ابا بکر۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۲۹)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں: میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے، انہوں نے مجھے کہا: اے محمد! (ﷺ) بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ابو بکر سے مشورہ فرمائیں۔

..... علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے درمنثور میں بھی امام حاکم اور علامہ بیہقی کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا و ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ (درمنثور ج ۲ ص ۳۳۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۵۹)

..... حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا:

لواجمعتما فی مشورۃ ما خالفتكما۔

(تفسیر الدر المنثور ج ۲ ص ۳۳۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۵۹، مجمع الزوائد ج ۹

ص ۵۳، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۲۹)

ترجمہ: اگر تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں

کروں گا۔

نوٹ: یہی بات مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۷ کتاب مسند الشامین، حدیث عبدالرحمن بن غنم

الاشعری برقم ۵۳۳۱ پر بھی موجود ہے۔

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دونوں روایتوں کو حافظ ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

آیت..... ﴿۸﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٍ۔ (الرحمن: ۴۶)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے

لئے دو جنتیں ہیں۔

تفسیر: ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شوذب سے نقل کیا ہے:

(وَلَمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٍ) فی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

(الصواعق المحرقة ص ۹۳، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۷۰، درمنثور ج ۷ ص ۶۲۲،

تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

..... علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

اس کے کئی طرق ہیں جنہیں میں نے ”اسباب النزول“ میں ذکر کیا ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

..... حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز قیامت کی ہولناکیوں، میزان،

جنت و نار، ملائکہ کی صفوں، آسمانوں کے لپیٹے جانے، پہاڑوں کے پھٹنے، سورج کے بے

نور ہونے، ستاروں کے بکھرنے کا ذکر اور فکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”کاش! میں کوئی سبزہ ہوتا جسے چوپائے کھا جاتے، کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا،

“پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر الدر المنثور ج ۷ ص ۶۲۲)

..... ضحاک نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے،

ایک دن انہوں نے سخت پیاس میں دودھ پیا، جو ان کو بہت اچھا لگا، انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دودھ حلال نہیں تھا، تو پھر انہوں نے اس دودھ کی قے کر دی، رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھ رہے تھے، آپ نے فرمایا:

اللہ تم پر رحم فرمائے، تمہارے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (النکت والعیون ج ۵ ص ۴۳۷، الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۱۶۱) آیت..... ﴿.....﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فان الله هو موله وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهير۔ (التحریم: ۴)

ترجمہ: ”تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔“

تفسیر: حضرت ابن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے جملے ”صالح المؤمنين“ کی تفسیر میں نقل کیا:

قال ﷺ من صالح المؤمنين ابوبكر وعمر رضي الله عنهما۔

ترجمہ: یعنی اس سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں۔

(درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸، تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۰۴، الفردوس ج ۴ ص ۴۱۴)

..... طبرانی ج ۱۰ ص ۲۰۵، ابن مردودہ اور ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں بھی اسے نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸)

..... طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان باری تعالیٰ (وصالح المؤمنين) کے بارے میں نقل کیا ہے:

نزلت فی ابی بکر و عمر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۹، درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸، ۲۰۹، المعجم الاوسط ج ۱ ص ۲۰۵،

الصواعق المحرقة ص ۹۳)

ترجمہ: یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

..... حاکم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں

فرمایا: ابوبکر و عمر۔ اس سے مراد ابو بکر و عمر ہیں (رضی اللہ عنہما)

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۵، درمنثور ج ۸ ص ۲۰۹)

..... میمون بن مہران نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۲۲۳)

..... یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۳ ص ۱۳)

..... بلکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرآنہ میں یوں ہی تھا (وصالہ المؤمنین)

ابوبکر و عمر۔ (درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸)

فائدہ: اس کی تفسیر میں بعض روایات میں حضرت ابو بکر و عمر اور علی، بعض میں صرف

حضرت عمر اور بعض میں صرف حضرت علی کا ذکر ہے۔ (درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸، ۲۰۹)

نوٹ: تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۲۵۶ میں بھی مختلف تفاسیر درج ہیں۔

آیت..... ﴿۱﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هو الذی یصلی علیکم وملتکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور

وکان بالمؤمنین رحیمًا۔ (الاحزاب: ۴۳)

ترجمہ: ”وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں

اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔“

تفسیر: عبداللہ بن ابوجمید نے اپنی تفسیر میں حضرت مجاہد (تابعی) سے

بیان کیا ہے:

جب (ان الله وملائكته يصلون على النبي) نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب بھی اللہ تعالیٰ آپ پر کوئی خیر نازل فرماتا ہے تو اس میں ہمیں بھی شریک فرماتا ہے (جبکہ اس آیت میں صرف آپ کا ذکر ہے) تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، (هو الذي يصلي عليكم وملائكته)۔۔۔۔۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، درمنثور ج ۶ ص ۵۲۸، الصواعق المحرقة ص ۹۳)

..... صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ میں اس آیت کا شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت ”ان الله وملائكته يصلون على النبي“ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزائن العرفان) آیت..... ﴿۱﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ونزعنا ما في صدورهم من غلٍّ اخوانا على سرر متقابلين۔

(الحجر: ۴۷)

ترجمہ: ”اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے، سب کھینچ لئے

، آپس میں بھائی ہیں، تختوں پر زور و بیٹھے ہوئے۔“

تفسیر: ابن عساکر نے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہ

سے نقل کیا ہے کہ بلاشبہ یہ آیت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے (وندعنا مافی صدورهم من غلّ اخوانا علی سرر متقبلین)۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، الصواعق المحرقة ص ۹۳، لباب النزول ص ۱۶۰)

..... حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اس مضمون کو تاریخ مدینہ دمشق جلد ۳۰ صفحہ ۳۳۸ پر نقل کیا ہے۔

..... حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”یہ آیت مبارکہ عرب کے تین قبیلوں بنو ہاشم، بنو تمیم، بنو عدی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔“ (درمنثور ج ۵ ص ۷۶)

..... جناب کثیر النواء علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت ابو جعفر امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فلاں شخص نے مجھے حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کی قسم! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی تو پھر کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ اس میں تو کینے کا ذکر ہے (حالانکہ ان کے دلوں میں تو ایک دوسرے کے لیے کوئی کینہ نہیں ہے؟) فرمایا ”اس کینے سے مراد زمانہ جاہلیت والا کینہ ہے جو ان کے قبائل بنو عدی، بنو تمیم، بنو ہاشم میں پایا جاتا تھا، جب یہ تمام

لوگ اسلام لے آئے، (تو کینہ ختم ہو گیا اور آپس میں شیر و شکر ہو گئے)، ان کے مابین اس قدر الفت و محبت پیدا ہو گئی کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں درد ہوا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے ہاتھ کو گرم کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو کو ٹکور کرنے لگے، تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر الدر المنثور، ج ۵ ص ۷۶، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص

۳۳۸، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۵۸)

آیت..... ﴿﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كَرهًا وَوَضَعَتْهُ كَرهًا وَحَمَلُهُ وَفِطْرُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشُدَّهُ وَبَلَغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِي اِنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاِنْ اَعْمَلُ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلَحْ لِي فِي فِدَائِي ۖ اِنِّي تَبَتَّ اِلَيْكَ وَاِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَلَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي اَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعَدَ الصَّدَقُ الَّذِي كَانُوا يُوْعَدُونَ۔ (الاحقاف: ۱۶، ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جتنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے، یہاں تک کہ جب اپنی قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں نیکی رکھ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں

مسلمان ہوں۔ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے، جنت والوں میں، سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا۔

تفسیر: یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال کم تھی، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال کی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۲۶)

یہ مضمون تفسیر درمنثور ج ۷ ص ۳۸۲، تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۸۹، تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۴۴۷، ابوسعود ج ۲ ص ۳۷۲، تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۳۴، تفسیر مدارک ج ۲ ص ۳۸، تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۳۴، تفسیر صاوی ج ۲ ص ۶۵، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۳۸، وغیرہم میں بھی موجود ہے۔

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی:

(حتی اذا بلغ اشده وبلغ اربعین سنة قال رب اوزعنی الآیة۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا تو ان کے والدین، بھائی اور

اولاد سب مسلمان ہوئے۔ (درمنثور ج ۷ ص ۳۸۳)

بہ کثرت مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں انسان کا مصداق حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اس آیت میں ان کی فضیلت بیان کی گئی ہے، کیونکہ اس آیت میں

اس انسان کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جس نے چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کی

نعمت کا شکر ادا کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اڑتیس سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، جو چالیس سال کے قریب ہیں۔

اور اس آیت میں جس انسان کا ذکر فرمایا ہے اس کے ماں باپ دونوں مسلمان تھے اور عہد رسالت میں صرف ابوبکر واحد انسان تھے جن کے ماں باپ دونوں مسلمان تھے اور اس آیت میں جس انسان کا ذکر ہے اس نے اپنی اولاد کے لئے نیکی کی دعا کی ہے اور تمام اصحاب اکرام میں صرف حضرت ابوبکر ایسے تھے کہ عہد رسالت میں ان کا بیٹا بھی مسلمان تھا اور ان کا پوتا بھی مسلمان تھا، اس لیے یہ اوصاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی میں متحقق نہیں ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن میں اسلام لائے تھے، ان کے والد اسلام نہیں لائے اور ان کے بیٹے تو صحابی تھے، ان کے پوتے صحابی نہیں تھے، سو یہ آیت صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ہے اور ان کی ایسی خصوصیت ہے جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔

..... امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی نیشاپوری لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کا حمل اور ان کا دودھ چھوٹا اسی مدت میں تھا اور یہ پوری آیت ان ہی کے متعلق ہے اور اس سے بعینہ حضرت ابوبکر صدیق مراد ہیں۔

..... جناب عطاء نے بیان کیا ہے:

اس آیت میں ہے: ”حتی اذا بلغ اشده“ حتی کہ جب وہ اپنی قوت کو پہنچ گیا اس سے مراد ان کی عمر کے اٹھارہ سال ہیں اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی، جب آپ تجارت کے لیے شام کے علاقے میں گئے اور حضرت ابوبکر سفر اور حضر میں

نبی اکرم ﷺ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ پس جب حضرت ابوبکر کی عمر چالیس سال کی ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ کو (اعلان) نبوت (کی اجازت) عطا کر دی گئی تو حضرت ابوبکر نے اپنے رب سے دعا کی:

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہے، یعنی تو نے مجھے ہدایت دی اور ایمان لانے کی توفیق دی یہاں تک توفیق دی کہ میں تیرا شکر نہ کروں اور میرے باپ ابو قحافہ عثمان بن عمر اور میری ماں ام الخیر (سلمیٰ) بنت صخر بن عمر پر بھی یہ انعام کیا کہ وہ بھی ایمان اور اسلام کی دولت سے سرفراز ہو گئے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں، ان کے ماں باپ دونوں نے اسلام قبول کیا اور صحابہ میں سے کسی کے ماں باپ دونوں مسلمان نہیں ہوئے اور انہوں نے دعا کی: اور میں ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حضرت ابوبکر نے ان متعدد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے ان کو عذاب دیا جا رہا تھا۔

..... حافظ علی بن الحسن ابن عساکر لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سات غلاموں اور باندیوں کو خرید کر آزاد کیا، جن کو اسلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا، حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، زبیرہ، ام عباس، ہندیہ اور ان کی بیٹی اور بنی عمرو بن مول کی باندی۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۲ ص ۴۶)

﴿.....﴾ امام واحدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی اولاد کے متعلق ان کی دعا قبول فرمائی، انہوں نے دعا کی تھی: اور میری اولاد میں بھی نیکی رکھ دے، پس ان کی اولاد، ان کی والدہ اور ان کے والد سب ایمان لے آئے۔

امام واحدی اپنی سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت ابوبکر خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لائے، ان کے والد حضرت ابوقحافہ بھی آپ کے عہد میں ایمان لائے، ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر بھی آپ کے عہد میں مسلمان ہوئے اور ان کے پوتے ابوعتیق بن عبدالرحمن بن ابوبکر بھی آپ کے عہد میں اسلام لائے۔ امام بخاری نے کہا: ابوعتیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور وہ عبدالرحمن بن ابی بکر کے بیٹے ہیں۔

﴿.....﴾ علامہ علی بن محمد الجزری ابن الاثیر لکھتے ہیں:

صحابہ میں صرف چار شخص نسل بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے شرف صحابیت پایا: حضرت ابوقحافہ، ان کے بیٹے حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر اور ان کے بیٹے محمد بن عبدالرحمن ابوعتیق۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۴۶۲)

لہذا تمام صحابہ میں صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ خود بھی صحابی ہیں، ان کے والد بھی صحابی ہیں، ان کے بیٹے بھی صحابی ہیں اور ان کے پوتے بھی صحابی ہیں اور ان کی چار نسلوں میں شرف صحابیت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس انسان (یعنی حضرت ابوبکر) نے کہا:

بے شک میں نے تیری طرف رجوع کیا اور بے شک میں اطاعت گزاروں

میں سے ہوں، حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: میں نے ہر اس کام کی طرف رجوع کیا جس کو تو پسند فرماتا ہے اور میں نے اپنے دل اور زبان سے تیری اطاعت کی۔ (الوسیط ج ۴ ص ۱۰۸)

علاوہ ازیں دیگر مفسرین نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بیان میں نازل ہوئی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو!:

①..... تفسیر کشاف میں ہے: یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، ان کے والد ابوقحافہ، ان کی والدہ ام الخیر اور ان کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ان کی دعا کے مقبول ہونے کے بیان میں ہے اور مہاجرین اور انصار میں کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جو خود بھی اسلام لایا ہو، اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں بھی اسلام لائے ہوں، ماسوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ (الکشاف ج ۴ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

②..... امام فخر الدین محمد رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ میں سے کسی کے لئے بھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں اور اس کی تمام اولاد بھی اسلام لائی ہو خواہ مذکر یا مؤنث۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۲۰)

③..... علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی نے لکھا ہے:

شام کے سفر میں حضرت ابوبکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور وہاں راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا تھا: یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں اور اللہ کی قسم! یہ نبی ہیں، اس وقت سے حضرت ابوبکر کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی، حتیٰ کہ اس واقعہ کے بیس سال بعد رسول اللہ

ﷺ کو نبی (ہونے کا اعلان کرنے کا اذن دے) دیا گیا۔ (الی قولہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی، ان کے ماں باپ دونوں اسلام لائے اور حضرت ابوبکر کے سوا مہاجرین میں سے کسی کے ماں باپ دونوں اسلام نہیں لائے، اس آیت میں ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر نے دعا کی: اور میں ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو، ان کی یہ دعا قبول ہوئی، انہوں نے نو غلام آزاد کیے جن میں حضرت بلال اور فہیرہ بھی تھے اور ہر نیک کام میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ صحیح حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے آج کون شخص روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں ہوں، آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں، آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے، آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس شخص نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں بھی یہ اوصاف جمع ہوں گے وہ جنتی ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے سوا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی شخص نہیں جو خود بھی ایمان لایا ہو، اس کے ماں باپ بھی ایمان لائے ہوں اور اس کے تمام بیٹے اور بیٹیاں بھی ایمان لائی ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۱۸۱، ۱۸۲)

④..... قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی لکھتے ہیں: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

متعلق نازل ہوئی ہے اور ان کے سوا مہاجرین اور انصار میں سے کوئی بھی ایسا صحابی نہیں ہے جو خود بھی اسلام لایا ہو اور اس کے ماں باپ بھی اسلام لائے ہوں۔ (تفسیر البیضاوی مع الکازرونی ج ۵ ص ۱۸۰)

۵..... امام ابواسحاق احمد بن ابرہیم الثعلبی۔ (الکشف والبيان ج ۹ ص ۱۲)

۶..... امام الحسین بن مسعود بغوی۔ (معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۹۵)

۷..... امام عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی۔ (زاد المسیر ج ۷ ص ۳۷۶، ۳۷۵)

۸..... علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی حنفی۔ (مدارک علی ہامش الخازن ج ۴ ص ۱۲۶)

۹..... علامہ علی بن محمد خازن شافعی۔ (لباب التأویل ج ۴ ص ۱۳۱، ۱۳۰)

۱۰..... علامہ نظام الدین حسین بن محمد قسطلانی۔ (غرائب القرآن و رغائب الفرقان ج ۶ ص ۱۲۱)

۱۱..... حافظ جلال الدین سیوطی۔ (جلائین ص ۵۰۴)

۱۲..... شیخ سلیمان بن عمر الجمل۔ (الفتوحات الالہیہ ج ۴ ص ۱۲۹)

۱۳..... علامہ احمد بن صاوی مالکی۔ (تفسیر صاوی ج ۵ ص ۱۹۳۷)

۱۴..... علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مہاجرین اور انصار میں سے حضرت ابوبکر کے سوا کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جو خود بھی اسلام لایا ہو اور اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں۔ امام واحدی نے بیان کیا کہ ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی جب وہ تجارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے، راہب نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے سبائے میں آپ کے سوا کوئی نہیں

بیٹھا، تب حضرت ابوبکر کے دل میں نبی کریم ﷺ کی تصدیق بیٹھ گئی اور وہ کبھی سفر اور حضر میں آپ سے جدا نہیں ہوئے اور جب حضرت ابوبکر کی عمر ۳۸ سال تھی اور رسول اللہ ﷺ کی عمر ۴۰ سال تھی تو آپ کو مبعوث کیا گیا۔ (روح المعانی ج ۲۶ ص ۳۰)

شام کے سفر کے متعلق حدیث ترمذی:

مفسرین کی عبارات میں شام کے تجارتی سفر کا ذکر آیا ہے، اس کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب شام کی طرف گئے، ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ اور قریش کے شیوخ تھے، جب وہ ایک راہب کے پاس پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے اور انہوں نے اپنا سامان سفر کھول دیا، ان کے پاس وہ راہب آیا، اس سے پہلے وہ وہاں سے گزرتے تھے تو وہ راہب ان کے پاس نہیں آتا تھا اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتا تھا، ابھی وہ اپنا سامان کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان کے درمیان آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کا کہا: یہ سید العالمین ہے، یہ رسول رب العالمین ہے، ان کو اللہ رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا، قریش کے شیوخ نے راہب سے کہا تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ راہب نے کہا: جب تم گھاٹی سے اترے تھے تو ہر پتھر اور درخت سجدہ میں گر گیا تھا اور وہ نبی کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کے پٹھے کے نیچے سب کی طرح ابھری ہوئی ہے، پھر وہ لوٹ گیا اور ان سب کے لیے کھانا بنا کر لایا، پھر جب وہ ان کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ اونٹوں کو چرا رہے تھے، اس نے کہا: ان کو بلاؤ، آپ آئے اور اس وقت بادل

آپ کو سایہ کر رہا تھا جب آپ لوگوں کے پاس پہنچے، تو سب لوگ درخت کے سائے میں پہلے ہی بیٹھ چکے تھے، جب آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف مڑ گیا، جب راہب لوگوں کے پاس کھڑا تھا تو وہ ان سے کہنے لگا: ان کو روم کی طرف نہ لے جانا، کیونکہ اگر رومیوں نے ان کو دیکھ لیا تو ان کی صفت سے ان کو پہچان کر قتل کر دیں گے، پھر اس نے دیکھا تو سات رومی ان کے سامنے آ گئے، اس نے کہا: تم کیوں آئے ہو، انہوں نے کہا: ہم کو معلوم ہوا کہ وہ نبی اس مہینہ آنے والا ہے اور ہم نے ہر راستہ میں اس کی تلاش میں لوگوں کو مامور کر دیا ہے اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ وہ اس راستہ میں آنے والے ہے، راہب نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہو، کیا اس کو کوئی شخص رد کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، پھر انہوں نے آپ کی بیعت کی اور وہاں پر ٹھہر گئے، پھر انہوں نے کہا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں، پھر وہ راہب آپ سے باتیں کرتا رہا، حتیٰ کہ ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کو بھی بھیج دیا اور روٹی اور زیتون بہ طور زادراہ دی، امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص ۵۴۰ باب فی المعجزات، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۴۷۹، دلائل النبوة للبیہقی ج ۲ ص ۲۴)

امام ابن اسحاق نے ”السیرۃ النبویہ“ میں کہا ہے کہ ابوطالب شام کی طرف تجارتی سفر میں گئے اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ بھی تھے اور اس وقت آپ کم عمر تھے، جب وہ لوگ مقام بصریٰ پر ٹھہرے تو بحیرہ راہب اپنے گرنے میں گیا اور وہ نصرانیت کا بڑا عالم تھا، بحیرہ نے ان لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا، ان لوگوں پر بادل سایہ کر رہا

تھا، ابوطالب ایک درخت کے سائے میں ٹھہر گئے، بھیرا نے ان لوگوں کو کھانے کی دعوت دی اور کہا: آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں، کھانے کے وقت قریش نبی کریم ﷺ کو کم عمر ہونے کی وجہ سے ساتھ نہیں لے گئے، بھیرا نے آپ کو بلوایا، بھیرا آپ کو غور سے دیکھتا رہا، اور تنہائی میں اس نے آپ سے کہا: میں تم کو لات اور عزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ میں تم سے جو بھی سوال کروں تم اس کا جواب دینا، آپ نے اس سے فرمایا: تم مجھے لات اور عزیٰ کی قسم نہ دو، میں سب سے زیادہ ان سے بغض رکھتا ہوں، پھر اس نے آپ کے احوال کے متعلق متعدد اشیاء پوچھیں اور اس کو آپ کی صفات کے متعلق جو علم تھا وہ اس کے موافق تھیں، پھر اس نے آپ کی مہر نبوت دیکھی، پھر اس نے ابوطالب سے پوچھا: ان کا تم سے کیا رشتہ ہے؟ ابوطالب نے کہا: وہ میرے بیٹے ہیں، اس نے کہا: ان کے باپ تو زندہ ہونے چاہئیں، تب ابوطالب نے کہا: وہ میرے بھتیجے ہیں، اس نے کہا: اب تم واپس چلے جاؤ اور یہودیوں سے ان کی حفاظت کرنا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱ ص ۹۷، ۹۶، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ۱ ص ۲۱۸، ۲۱۷، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۴۴، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۱۱، سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۵۱، ۴۹)

حضرت ابوبکر کی فضیلت پر ایک اعتراض کا جواب:

اس آیت پر ایک اعتراض ہے کہ اس آیت میں جمع کے صیغہ کے ساتھ فرمایا ہے: ”یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول فرماتے ہیں“ اور اس سے اشارہ پہلی آیت میں مذکور ”ووصینا الانسان“ کی طرف ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس

آیت میں انسان سے مراد عام مسلمان ہیں جو چالیس سال کی عمر کو پہنچ کر یہ دعا کریں کہ اے اللہ! مجھے اپنی ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق دے جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور میری اولاد کو بھی نیکی عطا فرما اور یہ آیت خصوصیت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل نہیں ہوئی۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم قوی دلائل کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

اور کسی شخص پر یہ آیت صادق نہیں آتی اور اس کے بعد والی زیر تفسیر آیت میں جو جمع کے صیغے ہیں وہ اس کے منافی نہیں ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ بھی حضرت ابوبکر کی سیرت پر عمل کرتے یا کریں گے ہم ان کے نیک کاموں کو قبول فرمائیں گے اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائیں گے۔

الہ العلمین! ہمارے بھی نیک کاموں کو قبول فرما اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما، اور ہمارے والدین کی بخشش فرما اور ہماری اولاد کی اصلاح فرما!۔
(ما خوذ از تبیان القرآن)

خلاصہ آیت:

قرآن مجید کی درج بالا آیت مبارکہ ”ووصینا الانسان بوالدیہ“ الایۃ۔ سے شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلاصہ درج ذیل ہے:

①..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر انسان کے نام سے کیا گیا ہے۔

②..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے میلاد و پیدائش کا ذکر ہے۔

۳..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حمل اور رضاعت کے زمانے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۴..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والدین کریمین کا تذکرہ احسن صورت میں کیا گیا ہے۔

۵..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے داغ جوانی کا ذکر ہے۔

۶..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے نیک ہونے کا ثبوت ہے۔

۷..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیک تمناؤں کا ذکر ہے۔

۸..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر ہے۔

۹..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعمال صالحہ کا تذکرہ ہے۔

۱۰..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعمال صالحہ کی قبولیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

۱۱..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رجوع الی اللہ کا ذکر ہے۔

۱۲..... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے جنت موعودہ کے مل جانے کا یقینی وعدہ ہے۔

آیت..... ﴿.....﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السَّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (التوبة: ۲۵)

تفسیر جامعہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے: غم نہ کھا! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں، اور کافروں کی بات نیچے ڈالی، اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

تفسیر: ابن عساکر نے حضرت ابن عیینہ سے بیان کیا:

”اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تمام مسلمانوں کو عتاب کیا، سوائے حضرت ابوبکر کے، وہ عتاب سے باہر ہیں، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

(الانصرون فقد نصره الله اذ اخرجهم الذين كفروا ثانی اثین انھما فی الغار)۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰، الصواعق المحرقة ص ۹۴)

ملاحظہ ہو! تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۹۲، ۹۳۔

نوٹ: پہلی آیات امام سیوطی کی ترتیب کے مطابق لکھی گئی ہیں، جبکہ علامہ ابن حجر مکی نے گیارہویں نمبر پر سورۃ النور کی درج ذیل آیت لکھی ہے۔

آیت..... ﴿۲۷﴾: فرمان باری تعالیٰ ہے:

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا ولی التقری
والمنساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر
اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ (النور: ۲۲)

ترجمہ: ”اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

تفسیر: علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا:

بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی قسم نہیں توڑی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ نازل فرمادیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

یہ روایت صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۴، ۹۸۰ پر بھی موجود ہے۔

﴿﴾ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی، جب انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کریں گے، کیونکہ وہ حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والوں کے حامی تھے، اس تہمت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت میں آیات نازل فرما کر انہیں بری کر دیا، اور جب یہ آیت نازل ہوئی (کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے) تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا:

کیوں نہیں، خدا کی قسم! اے ہمارے پروردگار ہم پسند کرتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرمائے، اور آپ نے مسطح کو وہ مال دے دیا جو آپ اس پر خرچ کرنا چاہتے تھے۔

اور بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے: تہمت کے بارے میں

ایک طویل روایت میں آپ فرماتی ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ”ان الذین جاء وبالا فلك عصبه منكم الآیة۔ (النور: ۱۱) پوری دس آیتیں، پس جب اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی نازل فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا (اور وہ مسطح بن اثاثہ کی قریبی رشتہ داری کی وجہ سے اس پر خرچ کرتے تھے) اللہ کی قسم! میں آج کے بعد مسطح پر خرچ نہیں کروں گا اس وجہ سے جو اس نے عائشہ کے خلاف کاروائی کی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

(ولایاتل اولوا الفضل منكم والسعة) حضرت عائشہ نے سابقہ آیت کو بھی ذکر کیا، پھر کہا کہ حضرت ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے، تو انہوں نے مسطح کو وہ خرچ بھیج دیا جو آپ اس کو دیا کرتے تھے، اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس پر خرچ نہیں روکوں گا۔

(الصواعق المحرقة ص ۹۴، النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

”تنبیہ“ کا عنوان جما کر علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

”وہ حدیث جس میں تہمت کا ذکر کیا گیا ہے (جس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے) سے معلوم ہوا کہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بدکاری منسوب کرے وہ کافر ہے، ہمارے ائمہ اور دیگر حضرات نے اس کی تصریح کی ہے، کیونکہ اس سے قرآنی آیتوں کی تکذیب ہوتی ہے اور قرآن کو جھٹلانے والا مسلمانوں کے اجماع سے کافر ہے، اور یہاں قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ عالی رافضیوں میں اکثر لوگ کافر ہیں، کیونکہ وہ بدکاری کی نسبت حضرت ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) کی طرف کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کیسے بہتان گھڑتے ہیں۔ (الصواعق المحرقة ص ۹۴)

﴿.....﴾ تفسیر جلالین ص ۲۹۶ میں ہے:

نزلت فی ابی بکر حلف ان لا ینفق علی مسطح وھو ابن خالۃ مسکین مہاجر بدری۔

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر نے اپنے خالہ زاد جو کہ مسکین مہاجر بدری ہیں، مسطح پر خرچ نہ کرنے کا حلف اٹھایا تو یہ آیت آپ کے بارے میں اتری۔

﴿.....﴾ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۵ میں ہے:

یہ آیت حضرت صدیق ﷺ کے بارے میں اتری جب انہوں نے قسم کھائی کہ مسطح بن اثاثہ پر خرچہ نہ کریں گے۔

﴿.....﴾ تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۲ ص ۱۷۹ میں ہے:

زیادہ مناسب یہ ہے کہ ”الفضل“ کی تفسیر علم، دین اور احسان سے کی جائے اور یہ حضرت صدیق اکبر کی فضیلت پر کافی دلیل ہے۔

﴿.....﴾ تفسیر درمنثور اور خزائن العرفان کا خلاصہ یہ ہے:

یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کے حق میں نازل ہوئی، جب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے تہمت لگائی تو آپ ﷺ نہایت ہی مغموم ہوئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی بہت رنجیدہ ہوئیں، لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کو آپ ﷺ کے دکھی ہونے کا بہت افسوس تھا، آپ ﷺ کے خالہ زاد حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ موافقت کی تھی اور چونکہ وہ بچپن سے ہی آپ کی پرورش میں تھے اور ان کا ہر چھوٹا بڑا خرچہ آپ برداشت کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ

سطح کے ساتھ پہلے جیسا سلوک نہ رکھیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، جب یہ آیت سید عالم ﷺ نے پڑھی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے اور میں سطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی نہ روکوں گا۔“

چنانچہ آپ نے اپنی خرچہ کو جاری فرمادیا۔ اس آیت سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولوا الفضل (فضیلت والا) فرمایا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۳۴، تفسیر الدر المنثور ج ۶ ص ۱۵۰)

نوٹ: یہ مضمون تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۱۸، ۵۱۹ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

آیت ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلُهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۖ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ - (آل عمران: ۱۸۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی، اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا، اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا، اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔

تفسیر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت المدارس گئے، آپ نے دیکھا وہاں بہت سے یہودی فحاش کے گرد جمع تھے، یہ شخص یہودیوں کا بہت بڑا عالم تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فحاش سے کہا:

۱۰۶، دونر نسخہ ج ۲ ص ۳۷۰، تفسیر ابوالسعود ج ۳ ص ۱۲۷، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۱۱، دوسرا نسخہ ص، روح المعانی مورد الآیۃ)

آیت..... ﴿.....﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اهدنا الصراط المستقیم۔ (الفاتحہ: ۵)

ترجمہ: ”ہم کو سیدھا راستہ چلا۔“

تفسیر: عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن عساکر نے عاصم الاحول کے طریق سے حضرت ابوالعالیہ سے ”الصراط المستقیم“ کی تفسیر میں لکھا ہے:

هو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ من بعدہ۔ (درمنثور ج ۱ ص ۳۶)

ترجمہ: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے دونوں ساتھی ہیں۔

..... علامہ بخوی نے حضرت ابوالعالیہ اور حضرت حسن سے بیان کیا کہ

رسول اللہ وآلہ وصحابہ۔ (معام التنزیل ج ۱ ص ۲۰)

اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل اور دونوں صحابی (حضرت ابوبکر اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہما) ہیں۔

..... حضرت ابوالعالیہ سے مزید نقل کیا:

هم آل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما واهل

بیتہ۔ (ایضاً)

ترجمہ: اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور اہل بیت

رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

..... حافظ ابن جریر علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

قال هو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ من بعدہ ابوبکر وعمر فذکر
ذلك للحسن فقال: صدق ابو العالیہ وانصح۔ (تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۷۵ برقم: ۱۸۴)
ترجمہ: (عاصم الاحوال) نے بیان کیا کہ اس مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
بعد ہونے والے، آپ کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں، میں نے
اس کا ذکر حضرت حسن سے کیا انہوں نے فرمایا: ابو العالیہ نے سچ کہا اور خیر خواہی کی
ہے۔

..... علامہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ من بعدہ۔ (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۳۶)
ترجمہ: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد، آپ کے دونوں ساتھی ہیں۔
..... امام ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ نے بھی ابو العالیہ کا یہ قول لکھا ہے:
هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ من بعدہ قال عاصم: فذکرنا ذلك للحسن،
فقال: صدق ابو العالیہ ونصح۔ (تفسیر ابن ابی حاتم برقم ۳۴، درمنثور ج ۱ ص ۳۶)
ترجمہ: وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی ہیں۔ ہم نے حضرت حسن
سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ابو العالیہ نے سچ فرمایا اور خیر خواہی کی ہے۔
..... حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۳۲ پر بھی اسے نقل کیا ہے۔
..... اور امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو العالیہ کے طریق سے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ

هو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ۔ (المستدرک ج ۲ ص ۳۷۷)

ترجمہ: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) ہیں۔

نوٹ: امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوالعالیہ اور حضرت حسن بصری کی اس تفسیر کو المستدرک ج ۲ ص ۷۷ کتاب التفسیر میں نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا اور اسی طرح حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

﴿﴾..... اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس آیت ”اهدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیہم“ کی وضاحت دوسری آیت میں کی ہے کہ جن لوگوں پر انعام ہوا ہے، وہ کون ہیں؟ تو فرمایا:

فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين

والشهداء والصالحين۔

اور بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیقوں کے سردار اور رئیس ہیں۔ تو گویا آیت کریمہ ”اهدنا الصراط المستقیم“ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم اُس ہدایت کو طلب کریں جس پر حضرت ابوبکر اور تمام صدیقین ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۳)

﴿﴾..... اس بات کو حافظ ابن عسا کر علیہ الرحمہ نے تاریخ مدینہ دمشق ج ۱۸ ص ۱۷۰،

ج ۲۲ ص ۲۵۴ اور علامہ مرتضیٰ زبیدی نے مختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۶۱، علامہ ابن عدی

نے الکامل ج ۳ ص ۱۶۳، اور علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة ص ۲۶ پر نقل کیا ہے۔

﴿﴾..... قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ نے بھی حضرت ابوالعالیہ اور حضرت حسن کی تفسیر

کو نقل کر کے لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میری اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور فرمایا: میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرو۔

(مظہری ج ۱ ص ۹)

آیت..... ﴿.....﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
وحسن اولئک رفیقاً۔ (النساء: ۶۹)

ترجمہ: جن پر اللہ نے فضل کیا وہ انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ ہیں
یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

تفسیر: جناب عکرمہ (تابعی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بلاشبہ یہاں نبیوں سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، صدیقوں سے مراد
حضرت ابوبکر صدیق اور شہداء سے مراد حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت
مولا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(تفسیر بغوی زیر آیت مذکورہ، زاد المسیر تحت الآیۃ، الکشف والبیان ج ۳ ص ۳۲۲)

..... صاحب تفسیر خازن نے لکھا ہے:

والمرب بالصدیقین فی هذه الآیت افاضل اصحاب رسول اللہ ﷺ

کا ہی بکر فائزہ هو الذی سمی بالصدیق من هذه الامة وهو افضل اتباع
الرسول۔ (خازن ج ۱ ص ۴۶۴)

اس آیت میں صدیق سے مراد افاضل صحابہ کرام (زیادہ فضیلت والے

اصحاب) ہیں جیسے حضرت ابوبکر، ان کا نام اس امت میں صدیق رکھا گیا ہے اور وہ تمام

رسولوں کے تابعداروں سے (بھی) افضل ہیں۔

تفسیر کشاف ج ۱ ص ۵۴۰ پر بھی یہ مضمون درج ہے

..... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

صدیق کے بارے میں پہلی وضاحت یہ ہے کہ جو شخص تمام دینی امور کی بغیر کسی شک کے تصدیق کرے وہ صدیق ہے، فرمان الہی ہے جو لوگ اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے، وہی صدیق ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ”ایک گروہ نے کہا نبی کریم ﷺ کے افاضل صحابہ صدیق ہیں چنانچہ وہ اور اس میں تمام دین پر استقامت رکھنے والے تمام حضرت شامل ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر، جب معاملہ یوں ہے تو پھر آپ اس امت میں وہ پہلے شخص ہیں جو اس شان کے مالک ہیں، کیونکہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی تصدیق میں سبقت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جس پر اسلام پیش کیا اس نے کچھ تردد کیا سوائے ابوبکر کے، اس نے بلا توقف میری بات مان لی، یہ حدیث بھی ہے کہ آپ ﷺ نے جب حضرت ابوبکر پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بلا توقف اسے قبول کیا، پس ثابت ہوا کہ اس صفت کے امت میں سب سے زیادہ حقدار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً

مَنْ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا۔ (الحديد: ۱۰)

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ

میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔

پس یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ کمزوری کے زمانہ میں اسلام کی مدد کرنا، غلبہ و قوت کے زمانہ میں مدد کرنے کے مقابلہ میں بہت بڑا ثواب ہے، پس ان مجموعی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ لوگوں میں اس وصف کا سب سے زیادہ حقدار صدیق ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں کا حضرت ابوبکر کو اس لقب ”صدیق“ کے لئے تسلیم کر لینے پر اجماع ہے۔ اس کے سوا کسی بات کی طرف التفات بھی نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ مردود و منکر ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۸۱)

آیت ﴿۱۸﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ (الحديد: ۱۰)

ترجمہ: ”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

تفسیر: علامہ محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ امر مخفی نہیں ہے کہ یہ آیات سابقین مہاجرین و انصار کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، اور ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو فتح مکہ یا صلح حدیبیہ سے پہلے خرچ کرنے والے ہیں، اور اس آیت کے بارے میں واحدی نے کلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یعنی آپ ہی اس کا سبب نزول ہیں، اور تو جانتا ہے کہ سبب خاص، تخصیص حکم پر دلالت نہیں کرتا، پس اس لیے یہ آیت

آپ ﷺ کے علاوہ ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو ان صفات سے متصف ہیں، ہاں ان لوگوں میں سب سے کامل اور اکمل ذات آپ ﷺ کی ہے، کیونکہ آپ ہی وہ ذات ہیں جنہوں نے فتح مکہ اور ہجرت سے پہلے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور خود کو رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ رفاقت کے اعتبار سے سب سے زیادہ غمخواری ابو بکر نے کی ہے۔ (روح المعانی ج ۴ ص ۱۷۳)

..... تفسیر بغوی ج ۴ ص ۲۹۵، اور دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۶۹ میں ہے یہ آیت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، آپ سب سے پہلے اسلام لائے، سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلام کی خاطر سب سے پہلے نبی کریم ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھائی۔

..... یہ مضمون تفسیر خازن ج ۴ ص ۲۲۸ اور تفسیر مدارک ج ۴ ص ۲۲۸ پر بھی موجود ہے۔

..... امام بغوی علیہ الرحمہ نے اسی آیت کی تفسیر میں شان صدیق اکبر ﷺ میں ایک زبردست حدیث اپنی مکمل سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت ابو بکر بھی موجود تھے، آپ نے عبا پہنی ہوئی تھی جسے سامنے سینے کے پاس کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا تھا، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، انہوں نے عرض کیا، ابو بکر نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ ابو بکر کو میرا سلام پہنچائیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تم اس فقر کی

حالت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ بات پوچھی: ابوبکر نے عرض کیا میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(تفسیر بخوی ج ۴ ص ۲۹۵، کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۸)

..... حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت مبارکہ سے حضرت صدیق اکبر کے لیے بہت بڑا حصہ ہے، آپ تمام امتوں میں اس پر عمل کرنے والوں کے سردار ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا اور ان پر کسی (بندے) کا کوئی احسان نہیں تھا جس کا انہوں نے بدلہ دیا ہو، (اسناد نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ) ”حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی عبا زین تن فرمائی ہوئی تھی۔ جس میں بول کے کانٹے بطور بٹن کے لگائے ہوئے تھے، اسی وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے ایسی عبا زین تن کر رکھی ہے جس کے گریبان پر (بٹنوں کے بجائے) بول کے کانٹے لگائے ہوئے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! اس نے فتح مکہ سے قبل اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے، یہ سن کر جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رب عزوجل انہیں سلام ارشاد فرما رہا ہے اور یہ بھی ارشاد فرما رہا ہے کہ ابوبکر اپنی اس موجودہ حالت پر مجھ سے راضی ہیں یا ناراض؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! رب عزوجل نے آپ کو سلام ارشاد فرمایا

ہے اور یہ بھی پوچھا ہے کہ آپ اپنے موجودہ حال میں اپنے رب عزوجل سے راضی ہیں یا ناراض؟ یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ (پر رقت طاری ہو گئی اور انہوں نے) عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں؟ (ہرگز نہیں) میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۴)

..... امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اللہ کے دشمنوں سے قتال کیا وہ بعد والوں سے بہت زیادہ افضل ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اسلام کے لئے نمایاں خرچ کرنے والے حضرت ابوبکر تھے اور اسلام کے لئے نمایاں قتال کرنے والے حضرت علی تھے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والے کے ذکر کو قتال کرنے والے کے ذکر پر مقدم کیا ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ حضرت علی ؓ پر مقدم ہیں، نیز خرچ کرنا باب رحمت ہے اور قتال کرنا باب غضب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سبقت رحمتی غضبی۔ میری رحمت میرے غضب پر سابق ہے۔ (مسند حمیدی برقم: ۱۱۲۶)

لہذا خرچ کرنے والا قتال کرنے والے پر سابق ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت علی ؓ بھی خرچ کرنے والے تھے کیونکہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مَشْكِيْنَا وَيَتِيمَا وَاسِيرًا۔ (الدھر: ۸)

ترجمہ: اور جو اللہ کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ کا اسلام کی راہ میں مال خرچ کرنا اسی وقت ثابت ہوگا

جب انہوں نے بڑے بڑے مواقع پر بہت زیادہ مال خرچ کیا ہو اور یہ چیز صرف حضرت ابو بکر کے لئے ثابت ہے، نیز امام واحدی نے ”الْبَسِيط“ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے سب سے پہلے قتال کیا، کیونکہ اسلام کے ظہور کی ابتداء میں حضرت علی چھوٹے بچے تھے اور اس وقت وہ قتال کرنے والے نہ تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت شیخ اور مقدم تھے اور اسی وقت وہ اسلام کی مدافعت کرتے تھے حتیٰ کہ وہ کئی مرتبہ لڑتے لڑتے موت تک پہنچے۔

﴿...﴾ علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص پہلے اسلام لایا اور جس نے پہلے جہاد کیا اور جس نے فتح مکہ سے پہلے اسلام کی راہ میں خرچ کیا، وہ بعد والوں سے افضل ہے، کیونکہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی مدد کا عظیم موقع حاصل ہوا اور اس نے اس وقت مال خرچ کیا جب مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اس وقت مسلمانوں کو مدد اور معاونت کی بہت ضرورت تھی، اس کے برخلاف فتح مکہ کے بعد اسلام قوی ہو چکا تھا اور کفر بہت ضعیف تھا۔

(تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۴۵۳)

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود حضرت ابو بکر کو اشجع الناس کہا ہے ملاحظہ ہو!

﴿...﴾ بزار اپنی سند میں بیان کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا کہ مجھے بتلاؤ کہ (اشجع الناس) تمام لوگوں سے زیادہ شجاع کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ، آپ نے فرمایا کہ میں تو صرف اس شخص سے لڑتا ہوں جو (شجاعت اور بہادری میں) میرا ہم پلہ اور برابر ہو۔ (اور یہ کوئی بڑی شجاعت نہیں) تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ شجاع کا نام بتاؤ۔ انہوں

نے کہا کہ ہمیں ایسا شخص معلوم نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ شجاع ترین شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سائبان بنا دیا تھا، پھر ہم نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے پاس کون رہے گا؟ تاکہ مشرکین سے کوئی شر کے ارادہ سے آپ ﷺ کی طرف نہ آ سکے۔ تو بخدا! ہم سے کسی کی ہمت نہ بڑی، مگر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے جو تگوار سونت کر حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک کی جانب کھڑے ہو گئے اور مشرکین میں سے جو شخص بھی آنحضرت ﷺ کی طرف آتا آپ اس پر حملہ کر دیتے، پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ شجاع ہیں۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ قریش نے آنحضرت ﷺ کو پکڑ لیا اور کوئی ان سے آپ کو گھسیٹا، کوئی دھکے دیتا اور وہ کہتے جاتے کہ تو ہی ہے جس نے ایک خدا بنا دیا ہے۔ بخدا! ہم سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، کسی کو مارتے، کسی کو گھسیٹتے اور کسی کو دھکا دیتے اور کہتے جاتے تمہیں خدا کی مار کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو؟ جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر حضرت علی نے اپنی چادر اوپر اٹھائی اور رو پڑے، حتیٰ کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی، پھر فرمایا میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ مومن آل فرعون اچھا ہے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ بخدا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومن آل فرعون جیسوں کی ہزار ساعت سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ شخص (یعنی مومن آل فرعون) اپنے ایمان کو چھپاتا ہے اور اس شخص (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۶، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۱۹، مجمع الزوائد و منبع الفوائد)

ج ۴ ص ۸۴، کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۴، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۶۶، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۶۱۷ (غزوہ بدر)

..... تفسیر قرطبی ج ۷ جزء ۱ ص ۲۰۶ میں ہے:

یہ آیت حضرت ابوبکر کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے، آپ سب سے مقدم ہیں اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے، سب سے پہلے جہاد کیا اور سب سے پہلے اللہ عزوجل کے نبی ﷺ پر اپنا مال خرچ کیا۔

..... قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور کفار سے دست و گریباں ہوئے حتیٰ کہ اتنی زبردست چوٹیں کھائیں کہ انسان ان سے ہلاک ہو سکتا ہے۔

(تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۴۶۸)

..... شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے قربانیاں دینے والے بعد والوں سے بہتر ہیں..... صدیق اکبر نے ہجرت سے پہلے قتال بھی فرمایا اور اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا اور فاروق اعظم نے ہجرت سے پہلے قتال فرمایا۔ بخلاف دوسرے تمام صحابہ کے، حضرت علی المرتضیٰ ہوں یا ان کے علاوہ، ان سے قبل از ہجرت قتال و انفاق واقع نہیں ہوا۔ پس اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) حضرت علی مرتضیٰ سے افضل ہیں۔ (ازالہ الخفاء ج ۱ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آیت کریمہ باعلیٰ نداء منادی کہ جنہوں نے ابتداء اسلام میں جو زمانہ ضعف و غربت تھا اپنی جان و مال سے اس کی امداد و اعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا و شوکت و ظہور و قوت و ثبات و قرار و امن و انتشار کے قتال و انفاق مال کیا، اب جسے تاریخ و قائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائی پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جانثاری و سپرداری و پروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی، پھر بشہادت قرآن کوئی ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔ (مطلع القمرین ص ۹۵ جامعہ اسلامیہ کھاریاں)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قبل از ہجرت قتال:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قبل از ہجرت قتال کے ذکر کے لیے صحیح بخاری اور المستدرک للحاکم کی درج ذیل روایات ملاحظہ ہوں!

..... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا: مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کیا کی، تو انہوں نے جواب دیا میں نے عقبہ بن ابی معیت کو دیکھا وہ نبی کریم ﷺ کی طرف آیا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈال دی اور اس سے نہایت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کو آپ ﷺ سے دور ہٹایا، پھر کہا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہلے رب کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰، تاریخ الخلفاء ص ۳۷)

..... ﴿.....﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کفار و مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر جسمانی اذیت پہنچائی کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (آئے اور) کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے: تم تباہ و برباد ہو جاؤ، کیا تم ایک (معزز) شخص کو صرف اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ عزوجل ہے؟ اُن (ظالموں) نے کہا: یہ کون ہے؟ (کفار و مشرکین میں سے کچھ) لوگوں نے کہا: یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے جو (اپنے رسول ﷺ کی محبت میں) مجنوں بن چکا ہے۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۳، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۷۱، الا حاذیث المختارہ ج ۶ ص ۲۲۱، فضائل الصحابہ ص ۵۸ برقم: ۲۱۸)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبل از ہجرت خرچ کرنا:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہجرت سے پہلے خرچ کرنے کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی عباء (وہ لباس جو سامنے سے کھلا ہوا ہو اور اُس کو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے) پہنی ہوئی تھی جسے اپنے سینے پر خلال (لکڑی کے ٹکڑے) سے جوڑا ہوا تھا اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عباء پہن کر اُسے اپنے سینے پر ٹانکا ہوا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے

جبریل! انہوں نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر (میری مدد و نصرت کے لیے) خرچ کر ڈالا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ رب العزت نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہیں، کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ جبریل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تم پر سلام لے کر آیا ہے اور اس نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا میں اپنے رب کریم پر ناراض ہو سکتا ہوں گا؟ میں تو اپنے رب سے (ہر حال میں) راضی ہوں میں، اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۰۵، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۳، زیر تفسیر سورۃ الحديد آیت نمبر ۱۰، الصواعق المحرقة ص ۱۰۴، ۱۰۵، تاریخ الخلفاء ص ۳۹، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۷۰، صفۃ الصفوة ج ۱ ص ۲۵۰، تفسیر بغوی ج ۳ ص ۲۶۹، تفسیر کبیر، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۷۲، ۷۳)

آیت..... ﴿۹﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ستدعون الی قوم اولی بأس شدید تغاتلونہم او یسلمون فان تطرموا یؤتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیم (الفتح: ۱۶)

ترجمہ: عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا، اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

لکھتے ہیں:

تفسیر میں ہے اس سے مسلمہ کذاب کی قوم کے لوگ مراد ہیں، جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ فرمائی، یہ آیت شیخین جلالین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صحت خلافت کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا ہے۔

(حاشیہ کنز الایمان بنام خزائن العرفان)

نیز! تاریخ الخلفاء ص ۶۵ میں ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کی پختہ دلیل ہے۔

اس آیت میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی امامت اور خلافت کی صحت کی دلیل ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو بنو حنیفہ سے لڑنے کی دعوت دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فارس اور روم کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی اور اس جنگ جو قوم کے خلاف لڑنے کی دعوت دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے، کیونکہ منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے: **فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ ابَدًا وَلَنْ تَقَاتِلُوا مَعِيَ**۔ (التوبة: ۸۳) آپ کہیے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ روانہ نہیں ہو گے، اور تم کبھی بھی میرے ساتھ دشمن کے خلاف جہاد نہیں کرو گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا گیا کہ بنو حنیفہ کے خلاف اعراب کو قتال کی دعوت دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے، ہو سکتا ہے کہ کوئی کہے کہ اس سے مراد حضرت علی کرم

اللہ وجہ الکریم ہوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کو اپنے زمانہ خلافت میں دشمنان اسلام سے جہاد کرنے کا موقع نہیں ملا، ان کی زیادہ تر جنگیں اپنوں (اور خارجیوں) سے ہوئیں، پہلے حضرت عائشہ ام المؤمنین سے جنگ جمل ہوئی، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین ہوئی، اگرچہ ان جنگوں میں حق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور اخیر میں آپ کی جنگ خارجیوں کے ساتھ ہوئی، بہر حال اگر یہ جنگ جو قوم بنو حنیفہ تھی تو اس کے داعی حضرت ابوبکر تھے اور ان کے حکم کی اطاعت کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی:

فان تطيعوا يؤتكم الله اجرا حسنا۔ (الفتح: ۱۶)

ترجمہ: اگر تم نے اس حکم کی اطاعت کی تو تم کو اللہ تعالیٰ اجر حسن عطا فرمائے گا پس معلوم ہوا کہ اس جنگ جو قوم کے خلاف قتال کی دعوت دینے والا امام برحق ہے اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، سو ان کی امامت اور خلافت کا برحق ہونا ثابت ہو گیا ہے اور حضرت عمر کی خلافت حضرت ابوبکر کی خلافت کی فرع ہے سو وہ بھی برحق ہے اور اگر اس جنگ جو قوم سے مراد اہل فارس اور روم ہیں تو ان کے خلاف جنگ کے داعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو ان کی خلافت برحق ہوئی اور ان کی خلافت حضرت ابوبکر کی خلافت کی فرع ہے، لہذا حضرت ابوبکر کی خلافت بھی برحق ہوئی، سو یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور امامت پر دلیل ہے۔ (تبیان القرآن)

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذين يفضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله

قلوبهم للتقوى لهم مغفرة واجر عظيم۔ (الحجرات: ۳)

توضیح: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تفسیر: حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت ابو بکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کو ان کی قوم پر عامل بنادیتے، حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! ان کو عامل نہ بنائیں، پھر ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بحث کی، حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں، حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا: تم صرف میری مخالفت کا ارادہ کرتے ہو، حضرت عمر نے کہا: تم صرف میری مخالفت کا ارادہ کرتے ہو، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اپنے نبی (کی آوازوں) پر بلند نہ کرو۔ اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو ان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، حتیٰ کہ ان سے سوال کیا جاتا کہ آپ نے کیا کہا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۸۷ کتاب التفسیر، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۹، ابواب

التفسیر، مسند احمد ج ۲ ص ۴)

﴿.....﴾ آیت قرآنی: یا ایہا الذین اٰمَنُوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا له بالقول..... الا یہ۔ (الحجرات: ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو۔

کے نازل ہونے کے بعد حضرات ابوبکر و عمر و غیر ہمارے رضوان اللہ علیہم نے اپنی آوازیں نہایت پست کر لیں جس پر یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔

(خزان العرفان ص ۹۲۸، تفسیر البحر المحیط، ج ۲ ص ۸، ابن کثیر ج ۵ ص

۹۲۲، درمنثور ج ۷ ص ۶۷۶)

آیت ﴿...﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ
اَلْاٰتِیْتُ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَ مَن یَنْقَلِبْ عَلٰی عَقْبِهٖ فَلَن یَضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَ سَیَجْزِی
اللّٰهُ الشَّاکِرِیْنَ۔ (آل عمران: ۱۴۴)

تفسیر جامعہ: اور محمد ﷺ تو ایک (عظمت و شان والے) رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول بھی ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

تفسیر جامعہ: اس آیت میں ”الشاکرین“ میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وافر حصہ موجود ہے۔

فَكَانَ عَلٰی یَقُولُ: كَانَ ابُو بَكْرٍ اَمِيْنُ الشَّاکِرِیْنَ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں۔ (درمنثور ج ۲ ص ۳۱۸)

﴿...﴾ وَاَخْرَجَ ابْنُ جُرَیْرٍ عَنْ عَلٰی بْنِ اَبِی طَالِبٍ فِی قَوْلِهِ (وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشَّاکِرِیْنَ) قَالَ: الثَّابِتُیْنِ عَلٰی دِیْنِهِمْ۔ اَبَا بَكْرٍ وَاصْحَابُهُ۔

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ”الشاکرین“ سے مراد دین پر ثابت رہنے والے یعنی ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں۔

﴿﴾ عن زید ابن علی: قال ابوبکر الصديق امام الشاكرين ثم قرأ
وسيجزي الله الشاكرين۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۱۸، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ لکائی ج ۲ ص ۲۵۷)
ترجمہ: حضرت زید بن علی (بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم) بیان کرتے ہیں: ابوبکر شکر کرنے والوں کے امام ہیں، اور انہوں نے یہ آیت پڑھی:
وسيجزي الله الشاكرين۔ اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

آیت ﴿۴﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ
عَلِيمٌ۔ (المائدہ: ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو
عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، مسلمانوں پر نرم
اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا
اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

تفسیر: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و

حضرت سیدنا حسن و حضرت قتادہ، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اس آیت

مبارکہ میں جن لوگوں کے اوصاف بیان ہوئے وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں سے جہاد کیا۔ (تفسیر الدر منثور ج ۳ ص ۹۵، ۹۶، تفسیر خزائن العرفان ص ۲۲۶، ابن کثیر ج ۲ ص ۵۶۳، تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۱۹، تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

..... ﴿.....﴾ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی حالت کے بیان کے لیے اس آیت کا نزول ہوا، اسی لیے کہا گیا ہے کہ اس قوم سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر (صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم) ہے، جنہوں نے مرتدوں کے خلاف جہاد کیا۔ صحابہ نے کہا: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا کہ وہ مرتدین کے خلافت لڑائی کرنے میں انبیاء میں سے ایک نبی کے قائم مقام ہوئے، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کے خلاف جہاد کا قصد کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے (پہلے پہل) اس کو ناپسند کیا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہیں ان پر کیوں کر جہاد ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ ہم کہاں تک اس بے شمار قوم سے لڑیں گے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مشقت اٹھائی تھی، غرضیکہ سب نے اختلاف کیا، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا ان پر جہاد کرنے کا قصد فرمایا اور تلوار اجمال کر کے باہر نکلے، پس چارونا چار سب لوگ ان کے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے ابتداء میں اس جہاد کو ناپسند کیا پھر آخر میں ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا، اگر وہ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۶۵، در منثور ج ۳ ص ۹۶، روح البیان ج ۳)

آیت..... ﴿۳﴾ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ
مِنْكُمْ۔ (النساء: ٥٩)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا، اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

تفسیر: علامہ رازی علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیر میں پہلا قول لکھا ہے:

أن المراد من اولى الامر الخلفاء الراشدين۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۱۴۴)

ترجمہ: اس آیت میں ”اولوا الامر“ سے مراد خلفائے راشدین ہیں۔

ترجمہ: اس آیت میں ”اولوال الامر“ سے مراد خلفائے راشدین ہیں۔

..... ﴿﴾ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اولی الامر سے مراد ابو بکر و عمرؓ لکھا ہیں۔

(تفسير معالم التنزيل ج ٢ ص ٢٣١، تفسير الدر المنثور ج ٢ ص ٥٣٨)

❖..... ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ (تفسیر الدر المنثور ج ۲ ص ۵۳۸)

آیت.....: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَعَالَوْا دَعِ ابْنَانَا وَابْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَ كُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ ثُمَّ

نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔ (آل عمران: ۶۱)

تسوجمہ: تو فرماؤ کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی

عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں، تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

تفسیر: حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سے انہوں نے اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو مع ان کی اولاد کے حضرت عمر کو مع ان کی اولاد کے، حضرت عثمان کو مع ان کی اولاد کے اور حضرت علی کو مع ان کی اولاد کے بلا لیا تھا۔
(تاریخ مدینہ دمشق، درمنثور ج ۲ ص ۲۲۱)

اور تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۴۰۶ میں بھی جمہور کے برعکس کہہ کر اس روایت کو درج کیا ہے۔

آیت: ﴿۱۵﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوهُ - (المائدہ: ۵۴)

ترجمہ: وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے حق میں

فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ (جن کے سرخیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں) کے

حق میں فرمایا: ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان

موصوٰص۔ (القصف: ۴)

ترجمہ: بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر

(صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار)۔

(تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

لہذا حضرت ابوبکر اللہ کے محبت اور محبوب ہیں، جو اللہ کا محبت و محبوب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محبت و محبوب ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۱۶)

اور احادیث میں واضح ثبوت ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت بھی ہیں اور محبوب بھی۔

..... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ میں عرض کیا:

ای الناس احب الیک؟ قال عائشة: فقلت من الرجال؟ فقال ابوہا..... الحدیث۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، کتاب المناقب، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳ کتاب الفضائل، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

ترجمہ: لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا: مردوں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا باپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔
..... حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶، المستدرک ج ۳ ص ۲۸۲، صحیح ابن حبان برقم: ۶۸۶۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوبکر ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے ہیں۔

..... علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الصدیق رضی اللہ عنہ عندہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلتہ عند ربہ جل شانہ فہو

حبیب حبیب اللہ تعالیٰ۔ (روح المعانی جزء ۱۰ ص ۴۰۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہی مرتبہ حاصل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کریم جل شانہ کی بارگاہ میں حاصل ہے، پس وہ اللہ کے حبیب کے حبیب ہیں۔

آیت..... ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْشَخْنَ فِي الْأَرْضِ تَرِيدُونَ
عَرْضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يَرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (الأنفال: ۶۷)
ترجمہ: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے، جب تک زمین
میں ان کا خون خوب نہ بہائے، تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو، اور اللہ آخرت چاہتا ہے،
اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

تفسیر: حضرت عبداللہ بن مسعود و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی
روایات کا خلاصہ ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ بدر کے بارے میں مشورہ طلب
کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کے رشتہ دار ہی ان کو قتل کریں جیسے
حضرت علی اپنے بھائی، عقیل کو، جبکہ حضرت ابوبکر نے معاف کر دینے کا مشورہ دیا اور
فدیہ لینے کا، تاکہ ممکن ہے کہ ان میں کئی اسلام قبول کریں اور ہماری قوت و بازو بن
جائیں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! تو ملائکہ میں میکائیل جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے،
اے ابوبکر! انبیاء میں تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے، جنہوں نے کہا تھا:

ان تعذبهم فانهم عبادك..... الایة۔

لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی عمل ہوا۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۱۳، ۲۱۴، تفسیر الدر المنثور ج ۴ ص ۹۶، ۹۷، ۹۸)

آیت..... ﴿۱۲﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ، ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً، فَادْخُلِي فِي عِبَادِي، وَادْخُلِي جَنَّتِي۔ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو، یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

تفسیر: یہ آیت بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آخری آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں ہی موجود تھے آپ نے یہ آیت سنتے ہی عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! یہ کتنی پیاری بات ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب (موت کے وقت) یہ بات تمہیں بھی کہی جائے گی۔

(تفسیر النکت والعیون، ج ۴ ص ۲۱۸، تفسیر الدر المنثور ج ۸ ص ۴۷۰، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۲۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۸۷، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۴۳۳، تفسیر ابن جریر)

آیت..... ﴿۱۳﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون۔ (النور: ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی، اور ضرور ان کے لیے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

تفسیر: اس آیت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کی خلافت کا ذکر ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں:

فی الآية دلالة على خلافة الصديق وامامة الخلفاء الراشدين۔

(معالم التنزيل تحت الآية)

..... تاریخ الخلفاء ص ۶۶ میں ہے اس آیت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اور خلفائے راشدین کے امام ہونے پر دلالت ہے۔

..... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس استخلاف سے مراد طریقہ امامت ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جس استخلاف کی یہ صفت بیان ہوئی ہے وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ہی کے زمانہ میں پایا گیا (انما كان في ايام ابي بكر وعمر وعثمان رضوان الله عليهم اجمعين) کیوں کہ ان کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں اور تمکین اور غلبہ دین

وامن حاصل ہوا۔ (تفسیر کبیر ج ۲۴ ص ۲۵)

..... علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ آیت نبوت کی صحت بوجہ اخبار غیب کی دلیل ہے جو کہ پوری ہوئی اور خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ہے۔ (تفسیر بیضاوی)

..... تفسیر مدارک میں ہے:

یہ آیت واضح دلیل ہے خلفائے راشدین کی خلافت پر۔

..... تفسیر نیشاپوری میں ہے:

پس پورا کیا اللہ عز وجل نے اپنا وعدہ اور غالب کیا ان لوگوں کو جزیرہ عرب اور مالک بنائے گئے وہ لوگ ملک ایران وغیرہ کی سلطنت اور خزانوں کے، لہذا یہ پیشگوئی معجزہ ہے (جو کہ خلفائے راشدین کے دور میں پوری ہوئی)

..... تفسیر خازن میں ہے:

اس آیت میں دلیل ہے حضرت ابوبکر اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی، کیونکہ ان کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات اور شاہ فارس اور دوسرے بادشاہوں کے خزانوں پر مسلمان قابض ہوئے اور امن و تمکین اور غلبہ دین بھی حاصل ہو۔

..... تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۳۰۱ میں ہے:

بے شک آیت ظاہر ہے خلفاء راشدین کی پاکیزگی میں، کیونکہ تمکین دین اور دشمنان خدا کی طرف سے امن تام کا ظہور ان کے زمانہ میں ہوا۔

..... تفسیر سراج المنیر میں ہے:

زمین میں خلیفہ بنائے گا یعنی عرب و عجم میں ان کے احکام کو نافذ کرے گا اور زمین میں تصرف کرنے والا بنائے گا جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت میں تصرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا، جزیرہ عرب کے بعد بلاد مشرق و مغرب کو فتح کیا، شاہان فارس کی سلطنت کو انہوں نے پامال کیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہوئے اور دنیا پر غالب آگئے، شاہان روم کے بیٹوں کو انہوں نے غلام بنایا اور مشرق و مغرب میں ان کو تمکین حاصل ہوئی جو ان سے پہلے کسی فرح کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

..... تفسیر فتح البیان میں ہے:

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے مشرق و مغرب کے شہروں کو فتح کیا، شاہان فارس کی سلطنت کو پامال کر دیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہو گئے اور دنیا پر غالب آگئے، یہ واضح دلیل ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی۔

..... تفسیر کشاف میں ہے:

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اور بعد میں ان کو مشرق و مغرب کے شہروں پر فتیاب کر کے شاہان ایران کی سلطنت کو پامال کر دیا اور وہ ان کے خزانوں کے مالک بن گئے اور دنیا پر غالب آگئے۔

آیہ مذکورہ کی وضاحت میں علامہ رازی علیہ الرحمہ کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو!

دلت الایۃ علی امامۃ الائمۃ الاربعة وذلک لانه تعالیٰ وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات من الحاضرین فی زمان محمد اوہوا المراد بقولہ لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔

(تفسیر کبیر الجزء الثالث والعشرون ص ۲۵ مطبوعہ بیروت)

یہ آیت کریمہ چاروں خلفاء کی امامت پر دلالت کرتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس وقت موجود تھے اور ایمان لائے نیک اعمال کیے، خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا، اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔
 ﴿.....﴾ مزید لکھتے ہیں:

ثبت بهذا صحة امامة الائمة الاربعة وبطل قول الرافضة الطاعنين
 علی ابی بکر وعمر وعثمان وعلی بطلان قول الخوارج الطاعنين علی عثمان
 وعلی۔ (تفسیر کبیر الجزء الثالث والعشرون ص ۲۶ مطبوعہ بیروت)

پس اس آیت کریمہ سے چاروں خلفاء کی امامت صحیح ہو جاتی ہے اور رافضی جو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں ان کی بات باطل ہو گئی اور خارجی جو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان کھولتے ہیں ان کی بات بھی باطل قرار پاتی ہے۔
 ﴿.....﴾ صاحب تفسیر قرطبی لکھتے ہیں:

قال الضحاك في كتاب النقاش هذه الآية تتضمن خلافة ابی بکر
 وعمر وعثمان وعلی لانهم اهل الايمان وعملوا الصالحات۔

(تفسیر الجامع الاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۹۷)

ترجمہ: ضحاک نے کتاب النقاش میں فرمایا ہے کہ یہ آیت مقدسہ متضمن ہے

سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو کیونکہ وہ اہل ایمان ہیں اور انہوں نے اچھے عمل کیے۔

..... تفسیر ابن کثیر میں ہے:

فاما هؤلاء فانهم يَكُونُونَ من قريش، يَلُونَ فيعدلون. وقد وقعت البشارة بهم في الكتب المتقدمة، ثم لا يشترط ان يكونوا متتابعين، بل يكون وجودهم في الأمة متتابعاً ومتفرقاً وقد لا وجد منهم اربعة على الولاء وهم ابوبكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله عنهم۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶۹)

ترجمہ: وہ حضرات جن کے خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، وہ قریش میں سے ہوں گے، عدل و انصاف کرتے والے ہوں گے اور ان کے متعلق پہلی کتابوں میں بھی بشارات دی جا چکی ہیں، پھر ان کے لیے پے درپے ہونا شرط نہیں، بلکہ کچھ کی خلافت پے درپے ہوگی اور کچھ کی متفرق طور پر اور تحقیق ان خلفاء میں سے چار ہیں جو خلافت کر چکے ہیں اور وہ ابوبکر پھر عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

..... بحر العلوم السمر قندی نے لکھا ہے:

يقال نزلت في شأن ابي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم يسلت خلفتهم يعني: يكونوا خلفاء بعد رسول الله واحداً بعد واحد۔

(تفسیر السمر قندی ج ۲ ص ۴۴۷)

ترجمہ: یعنی کہا گیا ہے کہ آیت استخلاف حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر

فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے یعنی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے۔

..... حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی وضاحت:

سب کو وقتاً فوقتاً اوصاف موجود بہا کے ظاہر ہونے پر صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آیت استخلاف وغیرہ میں موعود لہم بالتحلاف اور مالک اوصاف مذکورہ فی الخصوص یہی حضرات اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ واقعات پر غور کرنے سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ وعدہ استخلاف کے متحقق اور موجود ہونے کے لئے (آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر موجودہ زمانہ تک) کوئی اور خلافت بغیر خلافت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مستحق نہیں۔

(تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۴)

خلفائے اربعہ کو آیت استخلاف کا مصداق تسلیم نہ کرنے کے مفاسد:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آیت استخلاف کو اگر خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نہ مانا جائے تو مفاسد ذیل

کا سامنا ہوتا ہے:

①..... خلف در وعدہ الہیہ یعنی معاذ اللہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ (حسب اعتقاد شیعہ) و سائر ائمہ کے ہاتھوں پر دین مرتضیٰ و پسندیدہ کے قائم کرنے کا وعدہ فرما کر پھر اسے پورا نہ فرمایا اور مستخلفین موعودین کے بجائے ظالمین اور غاصبین دین غیر مقبول کی اشاعت کرتے رہے، حالانکہ قرآن شہادت دیتا ہے کہ کبھی وعدہ

خداوندی کے خلاف واقعہ نہیں ہوتا۔

②..... حق سبحانہ و تعالیٰ کا اپنے افضل الانبیاء ﷺ کے دین سے ایسا برتاؤ کرنا جو دیگر انبیاء و مفسو لین سے جائز نہیں رکھا گیا حالانکہ ”لیظہرہ علی الدین کلہ“ (تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے) اور ”انا لہ لحافظون“ (بے شک ہم اس کے محافظ ہیں) اسی دین کے غلبہ اور محفوظ رکھنے کے لئے وارد ہو چکے ہیں یعنی وفات شریف نبوی ﷺ کے روز ہی قبل از تکفین و تدفین غضب و ظلم شروع ہو گیا۔

③..... حق سبحانہ و تعالیٰ کا پیشین گوئی مندرجہ آیت استخلاف میں (معاذ اللہ) جھوٹا اور کاذب ہونا۔

④..... آنحضرت ﷺ کی ترتیب اور تعلیمات اور آپ ﷺ کی صحبت مبارک کا (معاذ اللہ) اس قدر بے اثر و بے فیض ثابت ہونا کہ آپ ﷺ کے فوراً بعد سوائے چند اشخاص قلیل التعداد کے آپ ﷺ کے جمیع اصحاب مرتد ہو گئے۔ (معاذ اللہ)

اگر خلفاء ثلاثہ غاصب و ظالم ٹھہرائے جائیں تو سب روایات واردہ و مدح و ثنائے مہاجرین اولین و اہل بیعت شجرہ و انصار جوان خلفاء ثلاثہ کے معاون و ناصر تھے (معاذ اللہ) بے معنی اور غلط ہوں گے۔ اور کلام الہی میں تدلیس ماننا پڑے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے۔ ایسے ہی وہ آیات و احادیث جو بالخصوص شخصی طور پر فرد افراد ان خلفاء کے بارے میں ہیں وہ بھی غلط ہو جائیں گے۔

(تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۱۱)

ان تفاسیر و عبارات سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ ”خلیفہ بنانے کا وعدہ“ یعنی عرب و عجم پر حکمرانی اور دین کی اشاعت اور امن تام، خلفائے راشدین کے ذریعہ ہوا۔ جن کے

میں صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(مسند ابویعلیٰ برقم ۱۶۴۹، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۸)

چونکہ یہ تمام فتوحات خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد ہائے مبارکہ میں ہوئیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ ان حضرات مقدسہ کی حکومت فی الواقع حضور اکرم ﷺ ہی کی حکومت ہے، اور ترتیب وار جانشینی آپ ﷺ کی نمائندگی تھی۔ بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت کو ”خلافت خاصہ علی منہاج النبوة“ کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کے دست ہائے مبارکہ سے وہ کام ہوئے جو فی الحقیقت نبیوں کے کام ہیں۔

اور کیوں نہ ہو کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس انوار غیبیہ پر مطلع ہونے اور مطلع کرنے والے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۸)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تو ہر لحاظ سے ان سے بہت بلند ہے۔

اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ قرار

دیا۔ فقال رسول اللہ ﷺ بيده اليمنى هذه يد عثمان۔ (الحديث)

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲)

آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جو فتوحات ہوں گی وہ بھی آپ ﷺ

کی طرف ہی منسوب ہوں گی اور یہ اتنا بلند ترین مرتبہ ہے کہ جس کی نظیر ناممکن ہے اور یہ ایسی نیابت ہے کہ جس کا کوئی کور باطن ہی انکار کر سکتا ہے۔

اور حضرت فاروق اعظم و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ابن کثیر کہتے ہیں: وہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فرع تھے۔ کیونکہ فارس و روم کی طرف لشکر حضرت ابوبکر نے بھیجے اور ان کا کام حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ہاتھوں تمام ہوا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم):

الخطیب نے ابوبکر بن عیاش سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ از روئے قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے اور اس سلسلہ میں آیت قرآنی:

للفقراء المهاجرين اولئك هم الصادقون۔ (الحشر: ۸) کا حوالہ دیتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۳۹ ذکر من اسمہ یاسین) ﴿﴾ امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس آیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل قائم کی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تمام مہاجر اور انصار حضرت ابوبکر کو ”یا خلیفۃ رسول اللہ“ کے جملے سے یاد کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کے سچے ہونے پر گواہ ہے۔ تو لازماً وہ حضرات اپنے قول یا خلیفۃ رسول اللہ کہنے میں سچے ہیں اور جب بات یوں ہے تو حضرت ابوبکر کی امامت کی صحت یقینی طور پر ثابت ہو گئی۔

(تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۲۸۶)

نیز تمام لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ بھی ان کو خلیفہ رسول ﷺ کہہ کر پکارتے تھے۔

اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہو!

①..... عن زید ابن أرقم رضی اللہ عنہ قال: کنا مع أبی بکر الصدیق فبکی فقلنا: یا خلیفة رسول اللہ ما هذا البكاء؟۔ (المستدرک ج ۳ ص ۲۹۶)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ رو دیئے ہم نے عرض کیا: ”اے خلیفہ الرسول! یہ رونا کیسا ہے؟۔“

②..... عن سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ أن أبابکر الصدیق رضی اللہ عنہ لما بعث الجيوش نحو الشام: یزید ابن أبی سفیان، وعمر بن العاص وشرحبیل بن حسنہ تمشی معهم حتی بلغ ثنية الوداع فقالوا: یا خلیفة رسول اللہ تمشی ونحن ركبان؟۔ (المستدرک ج ۳ ص ۲۹۵)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب شام کی طرف حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے لشکر روانہ فرمائے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ پیدا چلتے ہوئے ”ثنية الوداع“ تک تشریف لے گئے، انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ پیدل چل رہے ہیں اور ہم سوار؟۔“

③..... عن عبدة قال: جاء عبيدة بن حصين والاقرة بن جابس الى أبی بکر رضی اللہ عنہ فقالوا: یا خلیفة رسول اللہ ﷺ۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۹، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰، الجامع لأخلاق
الراوی وآداب السامع للخطیب ج ۲ ص ۲۰۴)

ترجمہ: حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ اور
اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا:
یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ)۔

﴿.....﴾ عن أنس رضی اللہ عنہ قال: طفنا بقرۃ فیہا ابوبکر حین أصابہ وجعہ الذی
قبض فیہ، فاطلم علیہا اطلاعة فقال: ألیس ترضون بما أضنع؟ قلنا: بلی
یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (المستدرک ج ۳ ص ۲۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا:
ہم نے اس کمرے کا چکر لگایا جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے، جب
آپ کو اس تکلیف نے آیا جس میں آپ نے وصال فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم
پر نمودار ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی نہیں ہو جو میں کر رہا ہوں؟“ ہم نے عرض
کی: ”کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ!“۔

آیت..... ﴿۱۹﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصہرا وکان ربک
قدیرا۔ (سورۃ الفرقان: ۵۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتہ دار اور
سسرال مقرر کیے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

تفسیر: ”وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبرنی جبرئیل قال یا محمد لما خلق الله آدم وادخل الروح في صدره امرني ان اخرج تفاحة من جنات عدن فاخرجتها وعصرتها في خلق آدم خمس نقط فالنقطة الاولى خلقت منها والثانية ابوبكر والثالثة عمر والرابعة عثمان والخامسة علي وهو قوله تعالى وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا۔

(نور الابصار ص ۴۱ واللفظ لہ، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۴)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ انے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور روح کو ان کے سینے میں داخل فرمایا تو مجھے حکم دیا کہ میں جنت عدن سے ایک سیب لے آؤں، پس میں ایک سیب لے آیا اور اس سے آدم علیہ السلام کے حلق میں پانچ قطرے نچوڑے، پس پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا، دوسرے قطرے سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، تیسرے سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور چوتھے سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور پانچویں سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا۔ یعنی ”بشر“ اور ”نسب“ سے مراد حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما، اور ”صهر“ سے مراد حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں۔

آیت..... ﴿۲۹﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”محمد رسول الله والذين معه اشدء على الكفار رحماء بينهم

تراهم ركعا سجدا“ الآية۔ (الفح: ۲۹)

ترجمہ: محمد ﷺ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔

تفسیر: آیت مذکورہ سے حضور اکرم ﷺ کے چار یار مراد ہیں۔

﴿...﴾ اہل تفسیر لکھتے ہیں:

وقال بعضهم والذين معه یعنی ابابکر اشداء علی الکفار یعنی عمر
رحماء بينهم یعنی عثمان تراهم رکعا سجدا یعنی علی رضوان اللہ علیہم
اجمعین۔

(تفسیر سمرقندی ج ۳ ص ۲۵۹، شرف مصطفیٰ ج ۶ ص ۲۲، تفسیر نور العرفان
حاشیہ کنز الایمان ص ۸۲۱، تفسیر الحسنات ج ۶ ص ۹۰، ملفوظات مہریہ ص ۱۱۲، الریاض
النضرہ ج ۱ ص ۳۹)

یعنی اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے، بعض حضرات فرماتے ہیں:

”والذین معہ“ سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ”اشداء علی الکفار“ سے مراد
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ”رحماء بينهم“ سے مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ”تراهم رکعا
سجدا“ سے مراد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿...﴾ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت فرماتے تھے کہ آیت: محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی
اکفار..... الخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب خلافت کی
طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ ”والذین معہ“ سے خلیفہ اول ”اشداء علی الکفار“
سے حضرت خلیفہ ثانی ”رحماء بينهم“ سے حضرت خلیفہ ثالث اور ”تراهم رکعا

سجداً“ الی آخرہ سے حضرت خلیفہ رابعہ کی صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ معیت اور صحبت میں صدیق اکبر، کفار پر شدت میں، حضرت عمر فاروق، حلم و کرم میں، حضرت عثمان غنی اور عبادت و اخلاص میں، حضرت مولائے علی خصوصی شان رکھتے تھے۔
(مہر منیر ص ۴۲۴، ۴۲۵)

آیت ﴿...﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَمَثَلُهُمْ فِي الْآجِلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ“ الْآیۃ۔ (سورۃ النّٰح: ۲۹)

ترجمہ: اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا شانگالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔

تفسیر: آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

یوں مروی ہے:

”عن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فی قوله تعالیٰ ”وَمَثَلُهُمْ فِي الْآجِلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ“، الزرع محمد ﷺ وشطؤه ابوبکر فآزره عمر فاستغلظ بعثمان فاستوى بعلي رضي الله عنهم اجمعين“۔

(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۴۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی مثلہم فی الایجل کزرع اخرج شطاہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ”الزرع“ سے مراد محمد ﷺ ہیں اور ”شطوہ“ سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ”فآزرہ“ سے مراد سیدنا عمر فاروق ہیں اور ”فاستغلظ“ سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں

”فاستوی“ سے مراد سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

آیت..... ﴿.....﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے

”وجعلنا علی ذات الواح ودر تجری باعیننا“۔ (القمر: ۱۳)

ترجمہ: اور بنایا ہم نے اس کو (نوح علیہ السلام کو سوار کیا ایسی کشتی پر) جو

تختوں اور کیلوں والی تھی، ہماری نگاہوں کے سامنے چلتی رہیں۔

تفسیر: آیت مذکورہ کی تفسیر امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

”ذکر الکسانی فی کتابہ (قصص الانبیاء) علیہم الصلوٰۃ والسلام ان

نوحا علیہ السلام کان لما صنع فی السفینۃ شیئا تأکلها الارضۃ (دودۃ اودیۃ

تاکل الخشب ونحوہ) لیلۃ فشا الی اللہ فاوحی الہ تعالیٰ الیہ اکتب علیہا

عیونی من خلقتی قال یارب وما عیونک من خلقتک قال ہم اصحاب نبی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان و علی فکتبہم نوح علی جوانبہا الاربعۃ

فحفظت“۔ (نور الابصار ص ۱۲، قصص الانبیاء ص ۴۴، ۴۳)

ترجمہ: امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ذکر کیا

ہے کہ بے شک نوح علیہ السلام جب کشتی بناتے تھے تو اس کو رات کے وقت کھڑا کھا جاتا

تھا۔ جناب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ

علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے نوح علیہ السلام اس کشتی پر میری مخلوق کے خاص

اکابرین کے نام لکھ دو!۔ جناب نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب ذو الجلال! تیری

مخلوق کے مخصوص اکابرین کون سے ہیں؟۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ مصطفیٰ کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب: ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ پس نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں

کناروں پر چاروں کے نام لکھ دیئے تو اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کی برکت سے اس کشتی کی حفاظت فرمائی (یعنی اس کو کیڑے سے محفوظ فرمایا)۔

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ (التوبہ: ۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تفسیر: ”صادقین“ سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق اور دیگر صحابہ

ہیں۔ اہل تفسیر نے نقل کیا ہے:

نافع: والمراد: بالصَّادِقِينَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ سعید بن

جبیر ان المراد كونوا مع ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما۔

(تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۲۵ واللفظ لہ، تفسیر الدر المنثور ج ۳ ص ۲۹، دوسرا

نسخہ ج ۲ ص ۲۸۵، تفسیر کبیر ج ۱۶ ص ۲۲۰، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۱)

ترجمہ: حضرت نافع کہتے ہیں صادقین سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

آپ کے صحابہ ہیں۔ اور حضرت سعید بن جبیر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ساتھ ہو جاؤ۔

﴿﴾ عن الضحاک فی قوله ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

الصَّادِقِينَ“ قال امروا ان يكون مع ابی بکر وعمر واصحابہما عن ابن عباس

فی قوله اتقوا الله وكونوا مع الصادقين قال مع علی ابن ابی طالب۔

(در منثور ج ۳ ص ۲۹۰، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۲۸۵، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۳۳۷)

ضحاک بیان کرتے ہیں کہ آیت مذکورہ کا معنی یہ ہے کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور ان کے دوستوں کے ساتھ ہو جاؤ اور حضرت ابن عباسؓ قول ہے کہ حضرت علی بن ابوطالب کے ساتھ ہو جاؤ۔

..... تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۳۲ یہ بھی حضرت ابن جبیر کی تفسیر میں موجود ہے اور تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۱۳۲ میں ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ”مع الصادقین“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”ابوبکر و عمر کے ساتھ ہو جاؤ۔“

..... علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے مزید لکھا ہے:

اور مروی ہے کہ بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے دن اس آیت سے دلیل پکڑتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے گروہ انصار! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

للفقراء المهاجرين (الی قوله) اولئك هم الصادقون۔ (الحشر: ۸)

ترجمہ: ان فقراء ہجرت کرنے والوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہیں اور اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں اور یہی لوگ سچے ہیں۔

بتاؤ وہ کون لوگ ہیں؟۔ انصار نے کہا: وہ تمہی ہو!

پھر حضرت ابوبکر نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرنا، اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تو اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ، اور ہمیں حکم نہیں فرمایا کہ

ہم تمہارے ساتھ ہو جائیں۔ لہذا ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔ (تفسیر معالم التنزیل)
 ﴿...﴾ خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان میں ہے:

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

﴿...﴾ ابن جریر کہتے ہیں کہ اس سے مراد جمیع مہاجرین ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ”صدیقیت“ کے چرچے احادیث

و آثار میں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صدیقیت پر احادیث مبارکہ سے چند حوالہ جات درج کر دیئے جائیں۔

حضرت جبریل کا اعلان صدیقیت:

واخرج سعید بن منصور وابن سعد والطبرانی فی الاوسط وابن مردويه، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ، فکان بذی طوی قال: (یا جبریل، ان قومی لا یرصدقونی، قال یرصدقک ابوبکر وهو الصدیق۔

(در منشور ج ۵ ص ۱۸۳، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۱۹۵ واللفظ لہ، الصواعق المحرقة

ص ۹۸، طبقات ابن سعد ذکر لیلۃ اسری برسول ج ۳ ص ۱۷۰، الریاض النضرۃ ج ۱ ص

۷۰، تاریخ الخلفاء ص ۳۰، تفسیر بغوی زیر تفسیر آیت اسراء، مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۱۷۲،

فضائل الصحابہ ص ۳۸ برقم ۱۱۶ ص ۱۲۹ برقم ۵۴۲، تفسیر خازن زیر آیت اسراء، طبرانی کبیر برقم ۹۰۰، طبرانی اوسط ج ۷ ص ۱۶۶ برقم ۷۳۷، کنز العمال برقم ۳۲۶۱۱، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۱، تاریخ الاسلام للذہبی، المعراج الی السماء ج ۱ ص ۶۷

ترجمہ: سعید بن منصور ابن سعد طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ معراج کی شب مقام ذی طویٰ پر واپس تشریف لئے تو فرمایا اے جبریل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے، اور وہ ”صدیق“ ہیں۔

﴿...﴾ وعن علی قال جاء جبریل عليه السلام الى النبي ﷺ فقال له: "من يها جر مصى؟" فقال: ابوبكر وهو الصديق۔

(الرياض النضرہ ج ۱ ص ۱۸۲، ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۷۳)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! ابوبکر اور وہ صدیق ہے۔

﴿...﴾ عن محمد بن كعب قال: لما رجع رسول الله ﷺ حين أسرى به قبله ذالحوى فقال: يا جبريل اني اظن ان يكذبوني، قال: كيف يكذبونك وفيهم ابوبكر الصديق۔ (تاريخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۵۶)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب کا بیان ہے:

جب رسول اللہ ﷺ معراج سے لوٹے اور ذوالحویٰ کے مقام پر پہنچے تو آپ

نے فرمایا: اے جبریل! مجھے اس بات کا خوف ہے کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے، انہوں نے عرض کیا: وہ آپ کو کیسے جھٹلائیں گے حالانکہ ان میں ابوبکر صدیق موجود ہیں۔

نام صدیق معراج کی صبح رکھا گیا:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: جاء المشرکون الی ابی بکر، فقالوا لک الی صاحبک؟ یزعم انه اسری به اللیلة الی بیت المقدس، قال أو قال ذلک؟ قالوا: نعم، فقال لقد صدق انی لاصدقه بأبعد من ذلک بخبر السماء غدوة وروحة فلذلک سُمی الصدیق واسنادہ جید۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۹، تاریخ الخلفاء ص ۲۹ واللفظ لہ، سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۷۲، الصواعق المحرقة ص ۹۷، کنز العمال ج ۱۱، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۵۲۲، المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹، درمنثور ج ۵ ص ۱۹۵، مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۲۸، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۲، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۵۵، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۶۰)

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (جید سند کے ساتھ) روایت ہے: مشرکین مکہ نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہا کہ تمہارے صاحب کا خیال ہے کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے ہیں کیا آپ اسے تسلیم کر لیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ بات آپ ﷺ نے فرمائی ہے؟ مشرکین نے کہا: ہاں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے میں تو اس سے دور کی باتوں یعنی ان خبروں کی بھی تصدیق کرنے والا ہوں جو صبح و شام آپ کو آسمانوں سے ملتی ہیں۔ چنانچہ اس تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدیق رکھا گیا۔

لما أسرى به: انى أريد أن أخرج إلى قريش فأخبرهم فكذبوه، وصدق أبو بكر الصديق رضى الله عنه - قسمي يومئذ الصديق - (در منشور ج ۵ ص ۲۰۰)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اسری کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں قریش کی طرف جاؤں اور انہیں خبر دوں، پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی، تو اسی دن ان کا نام صدیق رکھا گیا۔

اسم صدیق آسمان سے نازل ہوا:

نزال بن سبرہ نے ہم سے بیان کیا:

میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نہایت پاکیزہ نفس، اور مزاح فرمانے والے تھے،

ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اپنے صحابیوں کے بارے میں کچھ بتائیں؟ آپ نے فرمایا: میرے تمام صحابی، رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، ہم نے عرض کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں: آپ نے فرمایا: ان کے بارے میں یہ بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبریل اور حضرت محمد ﷺ کی زبان سے ان کا نام ”صدیق“ بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اب کو ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے چن لیا۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۸۲، ۷۰، زرقانی علی المواہب

ج ۱ ص ۲۳۹، ابن عساکر ج ۳ ص ۳۰، تاریخ الخلفاء ص ۳۰، الصواعق المحرقة ص ۹۸)

..... طبرانی نے ”سند جید“ کے ساتھ حکم بن سعد سے روایت درج کی ہے:

سمعت علیا يقول ويحلف: لأنزل الله اسم أبي بكر من السماء

الصدیق۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۰، کنز العمال ج ۱۱، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۰،

تاریخ الخلفاء ص ۳۰ واللفظ له، المستدرک ج ۳ ص ۲۷۸، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱،

التاریخ الکبیر للنخاری ج ۱ ص ۹۹ رقم ۲۷۷، الآحاد والمثانی ج ۱ ص ۷۰)

ترجمہ: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حلف اٹھا کر یہ بات فرماتے

سنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ”صدیق“ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔

..... عن أبي يحيى قال: لا أحصى كـو سمعت عليا علي المنبر يقول: ان الله

عز وجل سمي ابا بكر على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم صديقا۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۸، تاریخ الخلفاء ص ۳۰، خرج الدارقطني)

ابویحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو لا تعداد

مرتبہ منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابوبکر کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے

صدیق رکھا ہے۔

نام صدیق عرش پر:

عن جعفر بن محمد عن أبيه، عن جده علي قال: قال رسول

الله ﷺ ليلة أسرى نبي رأيت على العرش مكتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله

ﷺ، ابوبكر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذو النورین يقتل ظلماً۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۲)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے جدا مجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر ”صدیق“ عمر ”الفاروق“ عثمان ”ذوالنورین“ ہیں جو مظلوم قتل ہوں گے۔

..... یہ روایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳ ص ۲۰۵)

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ سے بیان کیا:

جب مجھے آسمان کی معراج کرائی گئی تو میں نے عرش کی پنڈلی پر لکھا دیکھا:

لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ ابوبکر الصديق عمر الفاروق اور

عثمان ذوالنورین۔ (ميزالاعتدال ج ۳ ص ۱۱۷)

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں صرف یہ جملہ بھی ہے۔

محمد سول الله ابوبکر الصديق۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۰۲)

..... عن ابی برداء قال: قال رسول الله ﷺ ”رايت ليلة اسرى بي

مكتوباً حول العرش في قرينة خضراء بقلم نور لا اله الا الله محمد رسول الله و ابوبکر الصديق۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۲۵۱ برقم: ۳۲۵۷۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۴۴ واللفظ

له، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳، درمنثور ج ۵ ص ۱۹۲)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات کو عرش کے گرد فریدہ سبز

میں نور کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، اور ابو بکر صدیق

﴿﴾ واخرج ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن ابی ہریرۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ عرج بی الی السماء فما مررت

بسماء الا وجدت فیہا مکتوباً اسمی محمد رسول اللہ وابی بکر الصدیق خلفی

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۵۱ برقم ۳۲۵۸، درمنثور ج ۵ ص ۱۸۹، الصواعق

الخرقہ ص ۱۰۳، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۲۳، النہال کبریٰ ج ۱ ص ۱۳، تاریخ الخلفاء

ص ۵۷، مسند ابو یعلیٰ برقم ۶۲۷۲، المطالب العالیہ برقم ۳۹۶۵، مجمع الزوائد منبع الفوائد

ج ۲ ص ۸۰، الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۱۹۰، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کے لئے آسمان پر لے جایا گیا، تو

میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں پر میں نے لکھا دیکھا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر

صدیق میرے بعد (خليفة) ہیں۔

﴿﴾ یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۴۱۵ من اسمہ محمد، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۶۰۹،

تاریخ بغداد ج ۱ ص ۴۱۹، ذکر من اسمہ محمد واسم)

﴿﴾ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

اسنادہ ضعیفہ لکنہ ورد ایضاً من حدیث ابن عباس وابن عمر

وانس، وابی سعید، وابی الدرداء رضی اللہ عنہم بأسانید ضعیفہ یشد بعضها بعضاً۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت سعید اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہیں، لیکن سب کے جمع ہونے کی وجہ سے اسے تقویت کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔

﴿﴾ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

وورد هذا الحديث ايضاً من رواية ابن عباس وابن عمر ترتقى بمجموعها الى درجة الحسن۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۰۳)

ترجمہ: یہ حدیث حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر سے بھی مروی ہے۔ ان روایات کا مجموعہ درجہ حسن تک پہنچ جاتا ہے۔

نام صدیق اللہ تعالیٰ نے رکھا:

عن ام هانئ..... فقال رسول الله ﷺ يؤمئذ يا أبا بكر ان الله قد سماك الصديق۔ (درمنثور ج ۵ ص ۱۸۲)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:..... تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فرمایا: اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے تیرا نام ”صدیق“ رکھا ہے۔

﴿﴾ عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ يا أبا بكر ان الله سماك الصديق۔ (کنز العمال ج ۱۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔

خدا نے کہا: صدیق مبارک ہو!

قال حذيفة صنع النبي عليه السلام طعاما ودعا أصحابه فاطعمهم لقمة

لقمة وقال سيد القوم خادمهم واطعم ابا بكر ثلاث لقم، فسأله العباس عن

ذلك فقال: لما اطعمته اول لقمة، قال له جبريل هنيئا لك يا عتيق فلما القمته

الثانية قال له ميكائيل هنيئا لك، يا رفيق فلما القمته الثالثة، قال له رب العزة

هنيئا لك يا صدیق۔ (الحاوی للفتاویٰ للسیوطی ج ۲ ص ۴۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تیار کروا کر اپنے صحابہ کو بلایا تو ان کو ایک ایک لقمہ کھلایا

اور فرمایا قوم کا سردار ان کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر

صدیق کو تین لقمے کھلائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں

پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے اس کو پہلا لقمہ کھلایا تو جبریل نے اس سے

کہا: اے عتیق تجھے مبارک ہو! دوسرا لقمہ کھلایا تو اس سے میکائیل نے کہا: اے رفیق

تجھے مبارک ہو! تیسرا لقمہ منہ میں ڈالا تو اسے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اے

صدیق تجھے مبارک ہو!

جنت کے رومال پر نام صدیق:

عن حذيفة قال: صلى رسول الله ﷺ صلاة الفداة فلما انصرف قال:

این ابوبکر؟ قال: لبیک، قال: ألحقت معی الركعة الاولى؟ قال: كنت معك فی الصف الاول فوسوس لی شیء فی الطهارة فخرجت الی باب المسجد فمتف بـ هاتف یا ابابکر، فالتفت فاذا بقدر من ذهب فیہ ماء أبيض من الثلج، واطیب من الشهد۔ بفتح الشین علی الأفصح۔ وعلیه منديل مكتوب علیه لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصديق مفتوضات ثم وضعت المنديل مكانه۔ فقال یا ابابکر لما فرغت من القراءة أخذت رکبتی فلم أقدر علی الركوع حتی جئت وان الذی وضأت جبریل والذی منديلک میکائیل والذی أخذ برکبتی اسرافیل۔ (الحاوی للفتاویٰ للسیوطی ج ۲ ص ۳۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور رخ پھیر کر پوچھا: ”ابوبکر کہاں ہے؟“ حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: کیا تو پہلی رکعت میں میرے ساتھ تھا؟ ابوبکر نے عرض کیا: میں پہلی صف میں آپ کے ساتھ تھا، میرے دل میں طہارت کے سلسلہ میں شک پیدا ہوا تو مسجد کے دروازہ پر گیا تو میرے لیے غیب سے آواز آئی، اے ابوبکر! میں نے آواز کی طرف توجہ دی، تو وہاں سونے کے پیالے میں برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح پاکیزہ پانی تھا اور اس پر ایک رومال تھا جس پر لکھا ہوا تھا:

لا اله الا الله محمد رسول الله، ابوبکر الصديق۔ پھر میں نے اس پانی سے وضو کیا اور رومال اوپر دے دیا۔

آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! جب میں قرأت سے فارغ ہوا میرے گھٹنے پکڑ

لیے گئے، میں رکوع نہ کر سکا، جس نے تجھے وضو کرایا وہ جبریل ہے اور جس نے رومال پیش کیا وہ میکائیل ہے اور جس نے میرے گھٹنے پکڑے وہ اسرائیل ہے۔

اس روایت کے آخری حصہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت و بلندی کے جو پہلو نمایاں ہوتے ہیں وہ اہل ذوق کے لیے قلب و نظر کی ٹھنڈک اور سرور و اطمینان کا سامان ہیں۔

ایک صدیق و شہید:

ان انس بن مالک حدثهم ان النبی ﷺ صعد أحداً وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بهم، فقال اثبت أحد فانما عليك نبي وصديق وشهيدان۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۹ واللفظ لہ ۵۲۱، ۵۲۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۳، مشکوٰۃ ص ۵۶۳، مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۲، فضائل الصحابہ ص ۶۳، ۶۴، رقم: ۲۲۷۲۲، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، الصواعق المحرقة ص ۱۱۲، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۵۶، تاریخ دمشق ج ۳ ص ۷۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کو لے کر اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے، تو پہاڑ جھومنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

جبلِ ثبیر پر اعلان:

عن عثمان بن عفان ان رسول اللہ ﷺ كان على ثبیر مكة ومعه

ابوبکر وعمر وانا فحرك الجبل حتى تساقطت حجارته بالحفيض فر كفا
برجله و قال: "أسكن ثبير فانما عليك نبى وصديق وشهيدان"۔

(الصواعق المحرقة ص ۱۱۳، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۵۶ واللفظ لہ، مشکوٰۃ
ص ۵۶۲، ۵۶۱، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۱)

ترجمہ: حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی کریم ﷺ جبل شبیر پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ میں اور حضرت
ابوبکر و حضرت عمر تھے کہ پہاڑ جھومنے لگا تو آپ نے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا:
"شبیر! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

کوہ حرا پر اعلان:

وعن بریدة: "ان رسول اللہ ﷺ کان جالسا علی حراء ومعه ابوبکر
وعمر وعثمان فتحرك الجبل فقال رسول اللہ ﷺ "اثبت حراء فانه ليس
عليك الا نبى او صديق او شهيد۔"

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۵۶ واللفظ لہ، جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۱۱)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ حرا پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر
و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ پہاڑ جھومنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: حرا! ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق اور شہید ہے۔

عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل..... كنا مع رسول الله ﷺ

بحراء فقال اثبت حراء فانه ليس عليك الانبي او صديق او شهيد.....
الحديث۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۷، ابن ماجہ ص ۱۳، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۳، فضائل الصحابة ص ۶۴ برقم ۲۵۰)

ترجمہ: حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حرا پر تھے آپ نے فرمایا: حرا ٹھہر جا! تجھ پر
نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔

﴿...﴾ حافظ ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۷۴ پر اس روایت کے آخر
میں لکھا ہے: فالصدیق ابوبکر والشہیدان عمرو و عثمان۔

ترجمہ: صدیق حضرت ابوبکر ہیں اور دو شہید حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔
﴿...﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بے شک رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت
علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کوہ حرا پر گئے، تو چٹان حرکت کرنے لگی رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۸۲، مشکوٰۃ ص ۵۶۶، ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، الصواعق المحرقة
ص ۱۱۳، فضائل الصحابة ص ۶۴ برقم ۲۳۸)

جنت کے ہر پتے پر ”نام صدیق“:

عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ: ”ليس في الجنة شجرة الا

وعلى كل ورقة مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله، ابوبكر الصديق عمر
الفاروق وعثمان ذوالنورين“۔ (رياض النضر ج ۱ ص ۵۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے درختوں کا ایک پتہ ایسا نہیں تھا جس پر لا
الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین نہ لکھا ہو۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ”صدیق“ ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی ایک اور
گواہی:

عن ربيعة الاسلمی قال: كنت أخدم رسول الله ﷺ..... ان رسول
الله ﷺ اعطاني بعد ذلك أرضاً، وأعطى أبا بكر أرضه وجاءت الدنيا
فاختلفنا في عِزِّق نخلة فقلت أنا: هي في جدى، وقال أبو بكر: هي في
جدى فكان بينى وبين أبى بكر كلام، فقال لى أبو بكر كلمة كررها وندم
عليها، وقال لى: يا ربيعة، ردّ على مثلها، حتى يكون قصاصاً، فقلت ”ما أنا بفاعل
وقال أبو بكر: لتقولن أو لاستعدين عليك رسول الله ﷺ، فقلت: ما أنا بفاعل، قال:
ورفض الأرض وانطلق أبو بكر الى النبی ﷺ، وانطلقت اتلوها فجاء ناس من
أسلم فقالوا لى: رحم الله أبا بكر، فى أى شىء يستعدى عليك رسول الله وهو
الذى قال لك ما قال؟ فقلت: أتدرون من هذا؟ هذا أبو بكر الصديق، وهذا ثانى
اثنين، وهو ذوشيبة المسلمین، ايناكم لا يلتفت فیراکم تنصرونى عليه
فیغضب وفیأتى رسول الله ﷺ فیغضب لغضبه، فیغضب الله لغضبهما فتهلك

ربیعہ: قال: ما تأمرنا؟ قال: ارجعوا، اطلق ابوبکر الی رسول اللہ ﷺ فتبعته وحدی، حتی اتی رسول اللہ، فحدثه الحدیث كما كان، فرفع الی راسه فقال: "یا ربیعہ مالک والصدیق؟" قلت: یا رسول اللہ، كان کذا وکذا، فقال لی: کلمة کرهها: فقال لی: قل، كما قلت، حتی یكون قصاصا؛ فاییت؟ فقال رسول اللہ ﷺ: "اجل افلا ترد علیه، ولكن قل اغفر الله لك یا ابا بکر" فقلت: غفر الله لك یا ابا بکر، قال الحسن فولی ابوبکر وهو یبکی۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث ربیعہ بن کعب ج ۴ ص ۵۸، المستدرک ج ۲ ص ۲۹۴ کتاب النکاح واللفظ لہ، المعجم الکبیر ج ۵ ص ۵۸، فضائل الصحابہ ج ۱ ص ۱۱۴ برقم ۴۸۳ واللفظ لہ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۵، فتح الباری ج ۷ ص ۲۶، الریاض النضرۃ ص ۱۰۸، ۱۰۷، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۱۴، الصواعق المحرقة ص ۱۰۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۶)

ترجمہ: حضرت ربیعہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، آپ ﷺ نے زمین کا کچھ حصہ مجھے عطا فرمایا اور کچھ حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ پس امور دنیا کی وجہ سے ہمارے درمیان کھجور کے ایک درخت کی شاخوں پر اختلاف ہو گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میری ہے، اور میں نے کہا یہ میری ہے۔ پس میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہوئی تو انہوں نے ایسا کلمہ کہہ دیا جسے انہوں نے ناپسند کیا۔ پھر وہ شرمندہ ہو گئے اور فرمایا: اے ربیعہ! اسی طرح کا کلمہ تم مجھے کہہ لو تا کہ وہ قصاص بن جائے، میں نے عرض کی: میں ایسا نہیں کروں گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا:

تم ایسا کرو، ورنہ میں تمہارے خلاف رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کروں گا۔ تو میں نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی طرف چلے گئے اور میں ان کے پیچھے ہولیا، میرے قبیلے بنو اسلم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے! اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! وہ کس چیز میں تمہارے خلاف رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرتے ہیں، انہوں نے تمہیں جو کہا وہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا: تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ ثانی اشین ہیں اور یہ تمام مسلمانوں میں پہل کرنے والے ہیں۔ پس تم اس سے بچو کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوں اور تمہیں دیکھ لیں کہ تم میری مدد کر رہے ہو جس کے نتیجے میں وہ ناراض ہو جائیں اور رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچ جائیں، تو آپ ﷺ بھی ان کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ بھی ناراض ہو جائے گا۔ تو ربیعہ ہلاک ہو جائے گا، انہوں نے کہا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: تم واپس لوٹ جاؤ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی طرف چلے گئے ہیں اور میں اکیلا ان کے پیچھے چلتا گیا، یہاں تک کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ انور میں پہنچ گئے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو وہ ساری بات بتائی، جو ہوئی تھی، حضور ﷺ نے اپنا سر انور میری طرف اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

اے ربیعہ! تمہارے اور صدیق کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! معاملہ اس طرح ہوا، پھر انہوں نے مجھے ایک ایسا کلمہ کہا جسے انہوں نے ناپسند کیا، تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح کہہ لو جس طرح میں نے تمہیں کہا

ہے تاکہ وہ قصاص بن جائے تو میں نے انکار کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان پر قصاص کے طور پر وہ کلمہ نہ کہنا، بلکہ تم کہو کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اللہ آپ کو معاف فرمائے، تو میں نے یہی جملہ کہا: اے ابوبکر! اللہ آپ کو معاف فرمائے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے وہاں سے واپس چل پڑے۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو گیا، کیونکہ یہ پاکیزہ نفوس ذاتی معاملات کی وجہ سے رنجشیں قائم رکھنے والے نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے سینوں کو پاک فرما دیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت ”صدیق“ ہونے کی گواہی:

ان اباءہ ريرة رضى الله عنه قال اجتمع الماجرون والانصار عند رسول الله ﷺ فقال ابوبكر رضى الله عنه وعيشك يا رسول الله انى لم اسجد لصنم قط وغضب عمر بن الخطاب رضى الله عنه وقال تقول وعيشك يا رسول الله انى لم اسجد لصنم قط وقد كنت فى الجاهلية كذا وكذا سنة فقال ابوبكر رضى الله عنه ان اباقحافة اخذ بيدي فانطلق به الى مخدع فيه الاصنام فقال لى هذه الهتك الشمر العلا فاسجد لها واخلانى ومضى فدنوت من الصنم وقلت انى جانع فاطعننى فلم يجبنى فقلت انى عارى اكسنى فلم يجبنى فاخذت صخرة فقلت انى ملق عليك هذه الصخرة فان كنت الها فامدع نفسك فلم يجبنى فالتيت عليه الصخرة فحر لوجهه واقبل ابى فقال ما هذا يا بنى فقلت هو الذى ترى فانطلق به الى امى فاخبرها فقالت دعه فهو الذى ناجانى الله تعالى به فقلت يا اماء ما الذى ناجاك به قالت ليلة اصابنى المخاض

لم یکن عندی احد فسمعت هاتفا یتول:

یا امة الله علی التحقیق ابشری بالولد العتیق

اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق

قال ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فلما نقضی کلام الی بکر رضی اللہ عنہ نزل جبریل علی رسول اللہ ﷺ وقال صدق ابو بکر وصدقہ ثلاث مرات۔

(ارشاد الساری شرح بخاری للقسطلانی ج ۶ ص ۱۸۷، ۱۸۸، فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۵۶، ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۶۱، مطبوعہ مکتبہ المدینہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مہاجرین و انصار جمع تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! مجھے آپ کی زندگی کی قسم، میں نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے کہا ہے کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ کی زندگی کی قسم! میں نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا حالانکہ آپ کی عمر دور جاہلیت میں اتنی اور اتنی تھی۔

حضرت ابو بکر نے یہ سن کر کہا ایک مرتبہ بچپن کی عمر میں میرے والد ابو قحافہ مجھے بتکدے میں لے گئے اور کہا کہ یہ تیرے معبود ہیں، انہیں سجدہ کر اور خود وہاں سے چلے گئے، میں نے بُت کو سجدہ کرنے کی بجائے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اگر تو خدا ہے تو مجھے کھانا دے میں بھوکا ہوں، مجھے کپڑا دے میں برہنہ ہوں۔ بُت کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو نے ایک پتھر اٹھاتے ہوئے کہا: اگر تو خدا

ہے تو خود کو میری ضرب سے بچا اور ساتھ ہی میں نے پتھر بت پر دے مارا اور بت اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔ آپ کے والد نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: جو آپ نے دیکھا ہے۔

پھر گھر آ کر میرے والد نے یہ قصہ میری ماں کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی یہ نوید سنائی۔ میں نے کہا امی جان وہ کیا تھی، انہوں نے کہا میں نے ہاتف کی یہ آواز سنی:

یا امتہ اللہ بالتحقیق، ابشری بالولد العتیق!

اسمہ فی السماء الصدیق لعمد صاحب ورفیق

یعنی اے خدا کی بندی تجھے تیرے اس ”عتیق“ (آزاد) بچے کی بشارت ہو، اس کا نام آسمان پر ”صدیق“ ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور رفیق ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ”صدیق“ ہونے پر اہلبیت کی دو شہادتیں:

عن عروۃ عن عبد اللہ قال سألت ابا جعفر الباقر عن حلیۃ السیف

قال لا بأس بہ قد حلی ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سیفہ۔

قال: قلت وتقول الصدیق؟ قال: نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم

یقل الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ واخرجہ ابن الجوزی

صفوۃ الصفوۃ وزاد فوثب وثبۃ واستقبل القبلة فقال: نعم الصدیق نعم

الصدیق نعم الصدیق۔ (الصواعق المحرقة ص ۵۳)

ترجمہ: حضرت عروہ حضرت عبد اللہ سے روایت ہے:

میں نے حضرت ابو جعفر امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تلوار ملمع کی جاسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار ملمع کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ نے انہیں صدیق کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو انہیں ”صدیق“ نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے، ابن جوزی اس میں اضافہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے ایک جھٹکالیا اور قبلہ رو ہو گئے پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں! صدیق، ہاں! صدیق، ہاں! صدیق۔

﴿﴾ عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر ان رجلا جاء الى ابيه زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهم فقال: اخبرني عن ابي بكر فقال عن الصديق؟ فقال و تسميه الصديق؟ فقال ثكلتك امك قد سميت صديقا رسول الله ﷺ والمهاجرون والانصار ولم يسمه الصديق فلا صدق الله عز وجل قوله في الدنيا والاخرة انصب فاحب ابا بكر وعمر رضي الله عنه۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

میرے والد معظم حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کی مجھے ابو بکر کے بارے میں خبر دیجئے! فرمایا: حضرت صدیق کے بارے میں؟ اس نے عرض کیا: کیا آپ (بھی) ان کا نام صدیق لیتے ہیں؟ فرمایا: تیری ماں تجھے کھودے، ان کا نام صدیق رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین و انصار نے رکھا ہے، جو انہیں صدیق کے نام سے نہیں پکارتا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے، جا! ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کیا کر۔

﴿﴾.....عن علی قال ان اعظم العاس اجرا في المصاحف ابوبكر الصديق كان اول من جمع القرآن بين اللوحين۔

(فضائل الصحابة ج ۱ ص ۱۲۲، رقم: ۵۰۰۶۹، ۵۱۶، ۲۸۰، مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۱۲۸، رقم: ۳۰۲۲۹، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۳، تاریخ الخلفاء ص ۷۷، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۹، الشریعۃ الملاجری رقم: ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، معرفۃ الصحابة ج ۱ ص ۱۲۱، رقم: ۹۸، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۸۰، تاریخ الاسلام للذہبی ج ۱ ص ۳۸۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

آپ نے فرمایا: قرآن کے حوالے سے سب سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو جلدوں میں جمع کیا۔

آیت..... ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطئه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار وعد الله الذين امنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة واجرا عظيما۔ (الفتح: ۲۹)

تفسیر..... ﴿﴾: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے، کافروں پر سخت ہیں۔ آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے، سجدوں کے نشان، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی اس

نے اپنا پٹھان کالا پھرا سے طاقت دی، پھر دبیز ہوئی، پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا۔

تفسیر: اس آیت میں خلفائے راشدین کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

عن ابن عباس۔ ”معہ“ ابوبکر الصدیق ”اشدء علی الکفار“ عمر بن الخطاب ”رحماء بینہم“ عثمان بن عفان ”تراہم رکعا سجدا“ علی ابن ابی طالب۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”معہ“ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، ”اشدء علی الکفار“ سے مراد حضرت عمر بن الخطاب، ”رحماء بینہم“ سے مراد حضرت عثمان بن عفان اور، ”تراہم رکعا سجدا“ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ملاحظہ ہو! تفسیر درمنثور ج ۷ ص ۲۷۳، تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۷۹، تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۱۷۹) آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون۔ (الحمد: ۱۹)

ترجمہ: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں، وہی ہیں

کامل ہے۔

تفسیر: حضرت مجاہد (تابعی رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ جو شخص بھی اللہ عزوجل اور

اس کے رسول پر ایمان لائے وہ صدیق ہے اور یہ آیت پڑھی:

والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون۔ جناب ضحاک بیان

کرتے ہیں اس امت میں یہ آٹھ افراد ہیں جو اپنے زمانے میں تمام اہل زمین سے پہلے اسلام لائے اور وہ حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ ملاحظہ ہو! تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۳۰، تفسیر خازن ج ۳ زیر آیت نمبر ۱۹۔

..... امام رازی علیہ الرحمہ نے تفسیر کبیر ج ۸ ص ۹۸ پر یہی بیان کیا ہے۔

..... علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے تفسیر روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۸۴ پر بھی یہ مضمون لکھا ہے۔

آیت..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى۔ (الحديد: ۱۰)

ترجمہ: اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

تفسیر: اس کی تفسیر میں علامہ نسفی فرماتے ہیں:

نزلت فی ابی بکر رضی اللہ عنہ لأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ وَأَوَّلُ مَنْ أَنْفَقَ

فی سبیل اللہ وفیہ دلیل علی فضلہ وتقدمہ۔ (مدارک مع خازن ج ۴ ص ۲۴۴)

یعنی یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، کیونکہ آپ سب

سے پہلے اسلام لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا، اور اس آیت میں حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور سب سے مقدم ہونے پر دلیل ہے۔

آیت..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا

تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون۔ (حم السجدة: ۳۰)

تفسیر مجسمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

تفسیر: امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ
حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے راہ خدا میں
بہت تکلیفیں اٹھائیں لیکن دین اسلام پر صبر و استقامت کے ساتھ کار بند رہے۔
(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۲۱)

آیت..... ﴿۵۸﴾ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتبع سبيل من اناب اليّ۔ (لقمان: ١٥)

نتیجہ: ”اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔“

تفسیر: علامہ محمود آلوسی اس آیت مبارکہ کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

”یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔“

اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت میں ”من اناب“

السی "سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، اس لیے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو چونکہ آپ نامی گرامی تاجر تھے اس وقت کے سیاسی حلقوں میں آپ کا بہت اثر و رسوخ تھا، نیز اس وقت کے مشہور و غیر مشہور چھوٹے بڑے تاجروں میں آپ کی ایک امتیازی حیثیت تھی۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح بہت تیزی سے پھیل گئی، آپ رضی اللہ عنہ کے قریبی تاجر دوست حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعید بن

زید، حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام وغیرہم بہت حیران ہوئے اور اس حیرت انگیز خبر کی تصدیق کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بے یقینی کی کیفیت میں آپ سے پوچھنے لگے:

”اے ابوبکر! یہ ہم نے کیا سنا ہے آپ (حضرت) محمد بن عبد اللہ (ﷺ) پر

ایمان لے آئے ہیں؟“

آپ ﷺ نے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنا دیا۔ بس یہ سننا تھا کہ بھی حضرات بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے، اس وقت اللہ عز و جل کی طرف سے اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا اور حضرت سعد کو خطاب فرمایا گیا کہ اے سعد! تمہاری سعادت مندی اسی میں ہے کہ اس شخصیت (یعنی صدیق اکبر ﷺ) کی پیروی کرو۔ (روح المعانی ج ۲۱، ص ۱۱۸)۔

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

امن هو قانت انا ءاللیل ساجدا وقائما يحذر الاخرة ويرجو رحمة ربه ۚ قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون ۚ انما يثذكر اولوالالباب۔ (الزمر: ۹)

ترجمہ: کیا وہ جس نے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزاریں سجود میں اور قیام میں، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے (کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا) تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

تفسیر: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جناب ضحاک رحمہ اللہ

سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہیں۔

(تفسیر خازن ج ۴ ص ۵۰، تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۶۳، البحر المحیط ج ۷ ص ۴۱۹)
آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یلحدون فی ایتنا لا یخفون علینا * افمن یلقی فی النار
 خیر ام من یأتی امناً یوم القیمة * اعملوا ما شئتم * انه بما تعملون بصیر۔
 (حم السجدہ: ۴۰)

تفسیر جامعہ: ”بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں، ہم سے
 چھپے نہیں، تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے، یا وہ جو قیامت میں امان سے آئے
 گا، جو جی میں آئے کرو، بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔“

تفسیر: اس آیت مبارکہ میں ”قیامت میں امان سے آنے والا“ سے مراد
 حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ سیدنا
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر درمنثور ج ۷ ص ۲۸۵، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۵۴)

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ
 ولو کانوا اباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم * اولئک کتب فی
 قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ * ویدخلہم جنت تجری من تحتہا الانہار

خلدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضواعہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ هم المفلحون۔ (المجادلہ: ۲۲)

ترجمہ: ”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں، ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفہ کیا، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں، یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (نقش) فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں ایسے باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی، ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔“

تفسیر: یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، حضرت سیدنا ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ایک بار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جا گرے، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا ماجرا سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

”کیا واقعی تم نے ایسا کیا؟ عرض کیا: ”جی ہاں!“

فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں ان کا سر قلم کر دیتا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۵۵، تفسیر درمنثور ج ۸ ص ۸۲۔ روح المعانی ج ۲۸ ص ۳۲۳، اسباب النزول للسیوطی ص ۲۷۷)

آیت ﴿۳۳﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولكل جعلنا موالی مما ترك الوالدان والاقربون * والذین عقدت
ایمانکم فاتوهم نصیبهم ان الله کان علی کل شیء شہید۔ (النساء: ۳۳)

ترجمہ: اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنادیئے ہیں، جو کچھ چھوڑ
جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا، انہیں ان کا حصہ
دو، بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

تفسیر: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمن نے
جب اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اسے وراثت سے
محروم کر دیں گے۔ بعد میں وہ اسلام لے آئے تو اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو (یہ آیت مبارکہ نازل کر کے) حکم دیا کہ اب انہیں ان کا حصہ دے
دیں۔

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۸۷۸، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۹ کتاب الفرائض) انہا

نزلت فی بکر وابنه عبدالرحمن الخ، بے شک یہ آیت ابوبکر اور ان کے بیٹے
عبدالرحمن کے بارے میں نازل ہوئی۔

آیت ﴿۳۴﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرا وعلانیۃ فلهم اجرهم عند
ربهم ولا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ (البقرہ: ۲۷۴)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں، چھپے

اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیک (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

تفسیر: ایک قول کے مطابق جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار اس طرح صدقہ کیے کہ دس ہزار دن میں، دس ہزار رات میں، دس ہزار چھپا کر، اور دس ہزار اعلانیہ، تو آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر روح المعانی ج ۳ ص ۶۶، تفسیر خزائن العرفان ص ۹۶)

آیت ﴿...﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما يخشى الله من عباده العلماء * ان الله عزيز غفور۔ (فاطر: ۲۸)

ترجمہ: ”اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے

ہیں، بے شک اللہ بخشنے والا، عزت والا ہے۔“

تفسیر: علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اقوال کے مطابق یہ

آیت کریمہ (بھی) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ آپ پر خشیت الہی کا غلبہ تھا۔ (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۴۹۹)

آیت ﴿...﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن يعترف حسنة نزدله فيها حسنة * ان الله غفور شكور۔ (الشوریٰ: ۲۳)

ترجمہ: ”اور جو نیک کام کرے، ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی

بڑھائیں، بے شک اللہ بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے۔“

تفسیر: بقول بعض یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اہل بیت سے بہت گہری محبت رکھتے تھے۔

(تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۱۶۷، تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۴۷)

آیت..... ﴿۱۴﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مِنْ عَمَلٍ مِنْكُمْ سُوءٌ أَبْجَهَالَةً ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ (الانعام: ۵۴)

ترجمہ: ”اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام، رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

تفسیر: حضرت عطار علیہ السلام فرماتے ہیں یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عثمان غنی، حضرت بلال، حضرت سالم بن ابوعبیدہ، حضرت معصب بن عمیر، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ارقم بن ابوالارقم، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان تمام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۰)

آیت..... ﴿۱۵﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذين آمنوا وعملوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا۔

(الکہف: ۳۰)

ترجمہ: ”بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، ہم ان کے اجر

ضائع نہیں کرتے، جن کے کام اچھے ہوں۔“

تفسیر: یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق،

حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

ان چاروں کی موجودگی میں ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟“

تو ارشاد فرمایا: ”اپنی قوم کو بتادو کہ یہ آیت مبارکہ ان چاروں کے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔“ (تفسیر المحرر الوجیز ج ۳ ص ۵۱۵)

آیت: ﴿۱۸﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ

الْأَنْعَامِ ۚ فَالْهَكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَلَهُ اسْلُمُوا ۚ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ۔ (الحج: ۳۴)

ترجمہ: ”اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا

نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر، تو تمہارا معبود ایک معبود ہے، تو اسی

کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تو واضح والوں کو۔“

تفسیر: یہ آیت مبارکہ بھی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق

و حضرت عثمان غنی و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر المحرر الوجیز ج ۳ ص ۱۲۲)

آیت: ﴿۱۹﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنْذِرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ اللَّهُ وَاحِدٌ وَلِيَذْكُرُوا

الالباب۔ (ابراہیم: ۵۲)

ترجمہ: ”یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لیے کہ وہ اس سے ڈرا جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں۔“

تفسیر: یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر النکت والعیون ج ۲ ص ۳۳۹)

آیت: ﴿﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ادعوا من دون الله مالا ينفعنا ولا يضرنا ورد على اعتابنا بعد اذ هدانا الله كالذي استهوته الشياطين في الارض حيران له اصحاب يدعونه الى الهدى انتنأ قل ان هدى الله هو الهدى و امرنا لنسلم لرب العلمين۔
(الانعام: ۷۱)

ترجمہ: ”تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں! جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور اٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں، بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی، اس کی طرح جسے شیطانوں نے زمین میں راہ بھلا دی، حیران ہے، اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ، تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت، ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں جو رب ہے سارے جہان کا۔“

تفسیر: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی زوجہ نے اپنے بیٹے کو اسلام کی دعوت دی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر النکت والعیون ج ۱ ص ۴۱۷)

آیت..... ﴿۵۱﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَزَاوَا سَيِّئَةً سَيِّئَةً مِّثْلَهَا فَمِنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الظَّالِمِينَ وَلَمَنْ أَنْتَصِرْ بَعْدَ ظَلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى
الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ * أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔ (الشوریٰ: ۴۰ تا ۴۳)

ترجمہ: ”اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے، تو جس نے معاف کیا
اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے، بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور بے
شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں، مواخذہ تو انہیں پر ہے
جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک
عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔“

تفسیر: یہ چاروں آیات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں

نازل ہوئی ہیں۔ (تفسیر النکت والعیون ج ۲ ص ۷۴)

آیت..... ﴿۵۲﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خَسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ (العصر: ۱ تا ۳)

ترجمہ: اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے، مگر جو
ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی
وصیت کی۔

تفسیر: حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے بارگاہ رسالت میں سورۃ عصر پڑھی اور عرض کی: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اس سورت کی تفسیر کیا ہے؟ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والعصر: اللہ عزوجل کی طرف سے قسم ہے تمہارے رب نے دن کے آخری حصے کی قسم فرمائی ہے۔

”ان الانسان لفي خسر“ سے مراد ”ابو جہل“ ہے، اور

الا الذين امنوا سے مراد ابو بکر ہیں۔

وعملوا الصلحٰت سے مراد عمر۔

اور وتواصوا بالحق سے مراد عثمان۔

اور وتواصوا بالصبر سے مراد علی ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(الجامع الاحکام القرآن ج ۱۰ ص ۱۳۱، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۴۹، نور الابصار ص ۱۴، تفسیر بحر العلوم سمرقندی ج ۳ ص ۵۰۹)

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

للفقرآء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصدقون۔

(الحشر: ۸)

تفسیر جامعہ: ”ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور

مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں“

تفسیر: حضرت سیدنا ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ قرآن پاک کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی، پھر فرمایا: جسے اللہ عزوجل نے صادق فرمایا ہو وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

(الصواعق المحرقة ص ۲۶، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۲۹۸)

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ..... الآية۔ (آل عمران: ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر: اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ“ (تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل هذه الامة بعدی ابوبکر۔ اس امت میں میرے بعد ابوبکر افضل ہیں۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۹۵)

آیت ﴿﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والتين والزيتون، وطور سينين، وهذا البلد الامين، لقد خلقنا

الانسان فی احسن تنویم۔ (التین: ۲۱)

ترجمہ: تین کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینا کی قسم، اور اس بلدا میں کی قسم،

تفسیر: جناب طاووس حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں:

آپ رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تفسیر میں کہا: ”التین“ سے مراد حضرت بوبکر،

”الزیتون“ سے مراد حضرت عمر، ”طور سینا“ سے مراد حضرت عثمان، اور ”هذا البلد

الامین“ سے مراد حضرت علی بن ابوطالب ہیں اور حدیث میں ہے ”انا مدینة العلم

وعلی بابها“۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۴۵)

آیت: ﴿﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فما اوتیتم من شئ فمتاع الحیوة الدنیا وما عند اللہ خیر وابقی

للذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون۔ (الشوریٰ: ۳۶)

ترجمہ: تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے اور وہ جو اللہ

کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے

رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ نسفی لکھتے ہیں:

نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حین تصدق بجمیع ما له

فلامہ الناس۔ (تفسیر نسفی ج ۲ ص ۲۸۴)

ترجمہ: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی

جب انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا اور لوگوں نے اس پر ان کی ملامت کی۔

آیت..... ﴿۵﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو انا كتبنا عليهم ان يقتلوا انفسكم او اخرجوا من دياركم ما فعلوه
الا قليل منهم۔ الایہ۔ (النساء: ۶۶)

ترجمہ: اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کرو یا اپنے گھریار
چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں درج ذیل روایت ملاحظہ ہو!

واخرج ابن ابی حاتم عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر قال: نزلت
ولو انا كتبنا عليهم ان يقتلوا انفسكم فقال ابو بکر یا رسول اللہ واللہ لو امرتني
ان اقتل نفسي لفعلت فقال صدقت یا ابا بکر۔

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۵۲۹، الصواعق المحرقة ص ۱۰۳، تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جب ولو انا كتبنا عليهم ان يقتلوا انفسكم نازل ہوئی تو حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اگر آپ مجھے حکم دیتے کہ میں اپنے آپ
کو قتل کر ڈالوں تو میں ضرور ایسا کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! تو نے سچ کہا
ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ

ترجمہ

الْحَبْلُ الْوَثِيقُ

فی

نُصْرَةِ الصِّدِّیقِ رضی اللہ عنہ

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رحمة للعالمين

وعلى آله وصحبه اجمعين۔

رسول کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی شان و عظمت کے اعتبار سے انبیاء کرام و مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات کے علاوہ تمام لوگوں سے برتر و بہتر ہیں۔ لیکن خلیفہ اول بلا فصل، امام المتقین، رأس الصدیقین، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضل و مرتبہ کے اعتبار سے نہ صرف اس امت کے تمام افراد سے افضل ہیں بلکہ انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم الصلوٰة السلام کے بعد تمام، اولین و آخرین سے افضل و اکرم ہیں۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے، یہ اہلسنت کی علامات میں سے ہے۔ اور اس کا منکر اہلسنت سے خارج ہے۔

رافضی گروہ اس حقیقت کا منکر ہی نہیں بلکہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تبرا بازی بھی کرتا ہے۔ بد قسمتی سے بعض لوگ سہیت کا روپ دھار کر رافضیوں کے اس باطل عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اس ردِ عمل سے اہلسنت کے اس مسلمہ و متفقہ موقف کا انکار کر کے اپنی چھپی ہوئی رافضیت کو ظاہر کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں کا ہر دور میں جلیل القدر ائمہ ملت و علمائے اہلسنت نے بھرپور محاسبہ و تعاقب کیا ہے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ جس کی ایک کڑی ”ضرب حیدری“ بھی ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی خدمت میں ایک ایسا ہی سوال پیش کیا گیا کہ سورۃ اللیل کی آیات ”وَسِجْنُهَا الْأَتَقَى“ آخر سورت تک، سے کون مراد ہے؟ اور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں؟۔

اس کے جواب میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ”الْحَبْلُ الْوَلِیْقُ فِی نُصْرَةِ الصِّدِّیقِ“ کے نام سے ایک زبردست مقالہ رقم فرمایا، جو الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ ۳۲۶ تا ۳۳۳ میں موجود ہے۔ اس کا معنی ہے ”حضرت ابوبکر صدیق کی تائید میں مضبوطی“۔ آپ نے معتبر تفاسیر اور دیگر وجوہ سے ثابت کیا کہ ان آیات سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ افضل الصحابہ، افضل الخلق بعد الرسل اور افضل الامۃ ہیں۔ اس کے برعکس قائم کی گئی رائے کا خوب رد کیا اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انکار کو رافضیوں کا ”خبیث عقیدہ“ قرار دے کر سنی نما رافضیوں کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ اہل سنت کے موقف کے اثبات میں آپ نے چار طریق سے کلام کیا ہے، جو اہل تحقیق کے لیے ایک قیمتی خزانہ ہے، اہل حق کے لیے ایک علمی دستاویز اور اہل باطل کے لیے تازیانہ عبرت و دعوت فکر ہے۔

حضرت سیوطی رحمہ اللہ کے اس انمول خزانہ کو عربی سے اردو قالب میں ڈھالنے کی ضرورت تھی تاکہ اردو خوان طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر محض نو کلاً علی اللہ اس جانب پیش رفت کی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و عنایت اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانی توجہ سے کثرتِ اشغال کے باوجود دوسرے دن ہی ترجمہ مکمل ہو گیا۔ ترجمہ کے

ساتھ حوالہ جات کی تخریج بھی کر دی گئی ہے اور کچھ اضافی حوالہ جات بھی آخر میں درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ بات نور علی نور ہو جائے۔ والحمد لله على ذلك۔
اور شروع میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف بھی کرادیا گیا ہے تاکہ قارئین آپ کی شخصیت سے بھی آگاہ ہو سکیں۔

اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ و رسول جل جلالہ و علی علیہ السلام کی طرف سے ہے اور اگر کوئی خامی ہے تو وہ بندہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے بارگاہ صدیقی میں ایک نیاز مند کی طرف سے غلامانہ ہدیہ کے طور پر قبول فرمائے اور مخالفین و معاندین کو ہدایت عطا فرمائے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم

العبد!

ابوالحق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

۲، محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق ۹، دسمبر ۲۰۱۰ء

بروز جمعرات بعد نماز عشاء بوقت ۷:۳۵۔

﴿تعارف﴾

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ

ولادت:

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ مصر میں، مغرب کے بعد، اتوار کی رات ۸۴۹ھ ۷ ماہ رجب میں پیدا ہوئے، آپ کے والد اہل علم سے تھے، انہوں نے اپنی زوجہ کو کتاب لانے کا حکم دیا وہ کتاب لینے گئیں، کتابوں کے درمیان ہی انہیں دردزہ ہوا اور اسی جگہ آپ پیدا ہوئے، اس لیے آپ کو ”ابن الکتب“ بھی کہا جاتا ہے۔

نام و نسب:

امام حافظ ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن کمال الدین ابوالمناقب، ابوبکر بن ناصر الدین محمد بن سابق الدین ابوبکر بن فخر الدین عثمان بن ناصر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابوالصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن الشیخ ہمام الدین الہمام الخضری الا سیوطی۔

آپ کا نام ”عبدالرحمن“ آپ کے والد نے ہفتے کے بعد رکھا، آپ کا لقب ”جلال الدین“ بھی آپ کے والد نے رکھا، جبکہ ابوالفضل کنیت آپ کے والد کے دوست اور پیارے ساتھی ”قاضی القضاۃ عزالدین احمد بن ابراہیم الکنانی الحنبلی“ نے رکھی۔

اور ”سیوطی“ بعض نے ”الاسیوطی“ بیان کیا، یہ مصر کے ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔

آثار علمیہ:

آپ نے وقت کے جید علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا اور اکتساب فیض و علم کے لیے مختلف سفر اختیار فرمائے، آپ خود فرماتے ہیں: الحمد للہ! مجھے سات علوم میں تبحر حاصل ہے: تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع عرب بلغاء کے طریق پر نہ کہ متأخرین عجم اور اہل فلسفہ کے طریق پر۔ آپ کو تفسیر و علوم القرآن میں اپنے ہم عصر لوگوں پر تفوق حاصل ہے۔ آپ تبحر علمی اور تصنیف و تالیف کے اعتبار سے ممتاز ہیں، آپ کی تصنیف سے آج تک استفادہ کیا جا رہا ہے۔

چونکہ علامہ سیوطی علوم دینیہ و عربیہ کے تبحر عالم تھے اور بہت زیادہ تصنیف والی شخصیت، بالخصوص قرآن اور تفسیر پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، چنانچہ علوم قرآن ہی میں آپ کی تالیفات و تصنیفات ۳۵ کے قریب ہیں، جن میں قرآن مجید کی تین تفاسیر اور کتب تفسیر پر متعدد حواشی ہیں۔ آپ کی مشہور ترین کتب میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

- ①.....الاتقان فی علوم القرآن۔
- ②.....أسباب النزول ولباب النقول۔
- ③.....الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ۔
- ④.....تبیین الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔

⑤.....تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔

⑥.....التعقیبات علی الموضوعات۔

⑦.....تفسیر الجلالین۔

⑧.....الحاوی للفتاویٰ۔

⑨.....الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر۔

⑩.....التیسیر شرح الجامع الصغیر۔

⑪.....جمع الجوامع فی الحدیث۔

⑫.....الدرد المنتسرة فی الاحادیث المشتهرة۔

⑬.....الخصائص الكبرى۔

⑭.....تاریخ الخلفاء۔

⑮.....شرح الصدور۔

⑯.....الدرا المنثور فی التفسیر بالمأثور۔

شیوخ:

آپ کے شیوخ میں سے چند اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

①.....برهان الدین ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن الدیری الحنفی

(۸۷۶ھ)

②.....برهان الدین ابراہیم بن احمد بن یونس الغزی ثم الحلبي المعروف

ابن البضعیف (المولود ۷۹۲ھ)

③..... زکی الدین ابوبکر بن صدقہ بن علی المناوی (۸۸۰ھ)

④..... تقی الدین ابوبکر بن محمد بن شادی الحصنی (الحصکفی)

الشافعی (۸۸۱ھ)

⑤..... احمد بن ابراہیم بن محمد موفق الدین ابوذر الحلبي (۸۸۴ھ)

⑥..... شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابراہیم المنوفی (۸۷۰ھ)

⑦..... شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خلیل بن احمد البعلی، الاصل

الدمشقی الصالحی، الشہیر بابن اللبودی (۸۹۶ھ)

⑧..... شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد، ابن حجر عسقلانی

(۸۵۲ھ)

⑨..... شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد العویدی الصالحی

الحنبلی (۸۷۰ھ)

⑩..... مجد الدین اسماعیل بن السباع بن السباع -

⑪..... علم الدین صالح بن عمر بن رسلان الکنانی البلقینی (۸۶۸ھ)

⑫..... زین الدین ابوالعدل قاسم بن قطلوبغا بن عبداللہ الحمالی

الحنفی (۸۷۹ھ)

⑬..... جلال الدین محمد بن احمد بن محمد، المحلی الشافعی (۸۶۴ھ)۔

⑭..... محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان بن مسعود الرومی البرغمی

الکافیجی الحنفی (۸۷۹ھ)

⑮..... محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید السہواسبی ثم الاسکندری

المعروف کمال ابن الہمام (۸۶۱ھ)

اور متعدد خواتین سے علم حاصل کیا۔

تلامذہ:

①..... ابراہیم بن عبدالرحمن بن علی العلیمی القاہری الشافعی۔ (۹۹۴ھ)

②..... شہاب الدین علامہ ابن محمد بن محمد بن علی بن حجر ہیثمی شافعی۔

③..... احمد بن محمد بن محمد بن السراج البخاری الاصل المکی الحنفی۔ (۹۲۸ھ)

④..... عبدالوہاب بن احمد الشعرانی الشافعی۔ (۹۷۳ھ)

⑤..... محمد بن یوسف بن علی الشامی۔ (۹۲۲ھ)

⑥..... محمد بن عبدالرحمن بن علی الدیبہ الشیبانی العبدی الزبیدی الشافعی۔ (۹۲۴ھ)

⑦..... ابو حفص عمر ابن احمد بن علی الشماع الحلینی الشافعی۔ (۹۳۶ھ)

⑧..... نور الدین علی بن احمد بن علی القزافی القاہری الشافعی۔ (۹۴۰ھ)

⑨..... ابوالبرکات محمد بن احمد بن ایاس الحنفی المصری۔ (۹۳۰ھ)

⑩..... عبدالقادر بن محمد الشاذلی الشافعی المصری۔

⑪..... شہاب الدین احمد بن علی بن زکریا الجدید البدرانی الشافعی۔

(۸۸۸ھ)

وفات:

بائیں کلائی پر شدید ورم کے سبب ایک ہفتہ کے بعد جمعہ کی رات ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ میں وصال ہوا، آپ کی عمر اکٹھ سال، دس ماہ اور اٹھارہ دن، نماز جنازہ بعد از جمعہ باب القرافہ کے باہر خوش قوصون میں مدفون ہوئے۔

مسک:

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں:

ہم نے مطلق اجتہاد کا دعویٰ کیا ہے مستقل کا نہیں، بلکہ ہم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تابع اور اجتہاد میں ان کے طریقہ پر چلنے والے ہیں۔ (ملخصاً مقدمہ تفسیر درمنثور)

علامہ سیوطی مخالفین کے نزدیک

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے بارے میں دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:

حضرت شیخ جلال الدین السیوطی بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کو روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی بعض ایسی احادیث کی یہ توثیق کرتے ہیں جن کی اور محدثین توثیق نہیں کرتے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضور سے دریافت کر لیتے ہیں اور بعض نے نقل کیا ہے کہ حضور کے سامنے جب حدیث کا ذکر ہوا اور حضور کا چہرہ انور بشارت ہوا تو یہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحت کا فتویٰ لگا دیتے تھے، اور اگر ایسا نہ ہوا، تو ضعیف ہونے کا حکم کرتے، ان کو حضور کی رویت بیداری میں بھی ہوتی تھی۔

(الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۷۵)

..... ﴿.....﴾ تھانوی دیوبندی نے مزید لکھا ہے:

اس امت میں ایسے ایسے اہل اللہ گزرے ہیں کہ حضور ﷺ کا ان کو ہر وقت مشاہدہ رہتا تھا، سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرماتے یہ حدیث ہے یا حدیث نہیں، کسی نے پوچھا، فرمایا: میں حدیث سن کر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر نظر کرتا ہوں اگر بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اور اگر منقبض دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

..... ﴿.....﴾ امام سیوطی علیہ الرحمہ کو حضور ﷺ کی ۲۲ مرتبہ بیداری میں زیارت کا تذکرہ دیوبندیوں کے محدث انور شاہ کشمیری نے بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴۔

..... ﴿.....﴾ غیر مقلد وہابی حضرات کے نواب صدیق بھوپالوی نے الحظۃ فی ذکر الصحاح الستہ صفحہ ۶۴ پر علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کی تعریف و توصیف کی ہے۔

..... ﴿.....﴾ ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی نے علامہ سیوطی کو ”خاتم المحدثین“ لکھا ہے۔ (ہفت روزہ اخبار المحدثات امرتسری ص ۲۶، ۵ ستمبر ۱۹۱۳ء)

آپ کو نویں صدی کا مجدد بھی کہا گیا ہے اور آپ کے حالات زندگی میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ کو پچھتر (۷۵) بار بیداری کے عالم میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔

”الحبل الوثیق فی نصرة الصدیق رضی اللہ عنہ“

آپ کا یہ رسالہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر لکھا گیا ہے۔

اس رسالے میں آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو قرآن کی روشنی میں

ثابت کیا ہے۔ افضل ثابت کرنے کے علاوہ انہیں اس امت کا سب سے بڑا عالم (اعلم) بھی قرار دیا ہے اور آپ کی افضلیت کے منکرین کو خبیث کہا ہے۔
آپ کی دیگر تصانیف بھی اس موضوع پر تحقیق سے لبریز ہیں مثلاً: الاتقان اور تاریخ الخلفاء وغیرہ۔

تمام اہلسنت اس عقیدہ پر متفق ہے اور بے شمار علماء نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ اگر اس عقیدے کی وجہ سے ساری امت گمراہ یا ناصبی قرار پاتی ہے تو پھر روافض کو اولیاء اللہ کی دشمنی اور اس کا نتیجہ مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنت کے مسلک پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین:



مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلسنت پہ لاکھوں سلام



﴿سورة الليل﴾

مسألة:

ارشاد باری تعالیٰ: لا یصلها الا الاشیء الذی کذب وتولی وسیجنہا الاشیء اور بعد والی آیتیں سورت کے اختتام تک، آیا دو معین افراد کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور ان کے نزول کا سبب کیا ہے؟ اور کیا ”الاشیء“ سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے؟

الجواب:

امام بزار نے اپنی مسند میں اور امام ابن جریر اور امام ابن منذر نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: فرمان باری تعالیٰ ”وسیجنہا الاشیء“ آخر سورت تک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوا، جب انہوں نے اُن سات افراد کو خریداج نہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی بدولت ایذا دی جاتی تھی، اور انہیں آزاد کر دیا۔ اور امام ابن جریر نے کہا ہے:

بے شک صحیح یہی ہے جسے اہل تاویل نے بیان کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

(جامع البیان ج ۱۵ ص ۲۸۷ موردا لآیۃ، هو الصحیح الذی جاء به

الآثار عن أهل لتاویل وقالوا: نزلت فی ابی بکر بعثته من أعتق

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بے شک یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی اور اس سے پہلی آیتیں امیہ بن خلف کے متعلق اتری ہیں۔ (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی لمسمی التفسیر بالمأثور ج ۷ ص ۵۵۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

درج ذیل حضرات نے اس آیت کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہونے کا ذکر کیا ہے:

①..... الواحدی فی اسباب النزول (جامع اسباب النزول ص ۳۸۶ قدیمی کتب خانہ)۔ ②..... السہلی فی التعریف والاعلام۔ ③..... قرطبی نے اپنی تفسیر میں (الجامع لاحکام القرآن ج ۲۰ ص ۸۲ دارالکتب العربیہ بیروت، لبنان) ان حضرات نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے:

”الاشقی“ امیہ بن خلف ہے اور ”الانتقی“ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، **تنبیہ:** بعض اہل معانی نے کہا ہے کہ الاشقی اور الانتقی سے مراد ”الشقی“ اور ”التقی“ ہے۔

امام ابن جریر نے اس قول کو نقل کر کے ضعیف قرار دیا اور پہلے قول کو صحیح کہا ہے۔ (ایضاً)

اور تحقیق بے شمار مفسرین نے بھی یہی کہا ہے کہ بلاشبہ یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

(الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۵، ۳۲۶)

﴿افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى وبعد!

مجھ سے سوال کیا گیا کہ قول باری تعالیٰ ”لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى - الَّذِي كَذَبَ وَتَوَلَّى، وَسَيَجْنِبُهَا الْأَتَقَى“، الَّذِي يُولِي مَالَهُ يَتَزَكَّى“ آخر سورت تک۔ کیا یہ آیتیں دو معین اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یا ان کے نازل ہونے کا کیا سبب ہے؟ اور کیا ”الأتقی“ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں یا یہ کلمہ آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد کے لیے عام ہے؟

اور سائل نے ذکر کیا کہ اس سوال کا سبب یہ ہے کہ امیر ازدمر اور امیر خاربک ان دو افراد کے درمیان تنازع پڑ گیا ہے کہ ”کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں یا نہیں؟“۔

خاربک اسی کا قائل ہے اور ازدمر اس کا منکر ہے اور وہ خاربک سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر دلیل کا طلب گار ہے۔ خاربک نے اس موقف پر فرمان باری تعالیٰ ”وَسَيَجْنِبُهَا الْأَتَقَى“ سے استدلال کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”أَنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ“ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ فضل و کرم والا وہ ہے جو تم میں ”اتقی“ یعنی سب سے زیادہ متقی ہے۔

ازدمر کا کہنا ہے کہ ”الأتقی“ عام ہے، یہ کلمہ حضرت ابوبکر اور دوسرے افراد

کے لیے ہے۔ اب ان میں سے ہر کوئی دوسرے سے اپنی تائید میں علماء کی گواہی کا طالب ہے۔

مسئلہ پوچھنے والے نے یہ بھی کہا کہ:

شیخ شمس الدین جوہری نے اس سوال پر ایک مثال لکھی ہے۔ میں نے کہا: مجھے ان کی تحریر دکھائیں۔ تو اس نے مجھے دکھایا، اس میں لکھا تھا کہ بلاشبہ یہ آیت اگرچہ حضرت ابوبکر کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا معنی عام ہوگا، کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوصیت سبب کا نہیں۔

میں نے کہا: یہ حالت اس آدمی کی ہوتی ہے جو خود کو ہر وادی میں دھکیل دیتا ہے۔ سمجھدار آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دوسرے فن میں کلام کرے۔ حالانکہ یہ مسئلہ تفسیر، حدیث، اصول، کلام، نحو سے تعلق رکھتا ہے۔ پس جو ان علوم خمسہ میں مہارت نہیں رکھتا وہ اس میں ٹھیک طریقہ سے کلام نہیں کر سکتا۔ میں اس بات کی وضاحت دو فصلوں میں کروں گا۔

پہلی فصل: اس بات کا ثبوت کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

..... ابن بزار نے اپنی مندر میں بیان کیا ہے:

ہمارے بعض اصحاب نے ہمیں بشر بن سری سے بتایا کہ ہمیں مصعب بن ثابت نے از عامر بن عبداللہ بن زبیر اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت ”وَسَيَجْنِبُهَا الْاَتَقَى الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا

لاحد عنده من نعمة تجزى“ آخر سورت تک، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(مسند البزار ج ۳ ص ۶۴ برقم: ۲۲۰۹ مسند عبد اللہ بن زبیر، لباب النزول للسیوطی ج ۱ ص ۲۱۲ وأخرج البزار عن ابن الزبير قال نزلت هذه الآية..... فی ابی بکر الصديق)

..... ابن جریر نے محمد بن ابراہیم الانماطی، ہارون بن معروف، بشر بن السری کی سند سے اپنی تفسیر میں اسی بات کو بیان کیا۔

..... ابن منذر نے اپنی تفسیر میں موسیٰ بن ہارون، ہارون بن معروف، بشر بن سری کی سند سے یہی نقل کیا ہے۔

..... آجری نے الشریعہ میں ابوبکر بن ابوداؤد، محمد بن آدم المروزی، بشر بن سری سے یہی قول نقل کیا ہے۔ (الشریعة لملا جری ج ۳ ص ۲۱۶ برقم ۱۴۶۲)

..... ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اپنے باپ، محمد بن ابوعمر العونی، سفیان، ہشام بن عروہ، از عروہ کی سند سے بیان کیا ہے:

بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ان لوگوں کو آزاد کیا، جنہیں اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے سزائیں دی جاتی تھیں۔ جن میں بلال اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوا ”وسيجنبها الاثقى“ آخر سورت تک۔ (تفسیر ابن ابی حاتم تحت تفسیر سورة الليل)

..... ابن جریر نے ابن عبد الاعلیٰ، ابن ثور، از معمر کی سند سے بیان کیا ہے:

”وسيجنبها الاثقى“ کے متعلق مجھے سعید نے بتایا کہ یہ آیت حضرت

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو آزاد کیا، آپ کو ان سے کسی بدلہ اور شکریہ کی چاہت نہ تھی، وہ چھ یا سات افراد ہیں جن میں حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ ہیں۔ (تفسیر الطبری تحت تفسیر سورۃ اللیل)

﴿﴾ ابن اسحاق نے محمد بن ابوعبید اللہ، از عبد اللہ بیان کیا ہے:

حضرت ابوقحافہ نے حضرت ابوبکر سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تو کمزور غلاموں کو آزاد کرتا ہے پس اگر تو اس طرح کرے کہ مضبوط اور طاقتور مردوں کو آزاد کرے تا کہ وہ تیرا دفاع کریں اور تیری حمایت میں کھڑے ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا: ابا جان! میں صرف وہی ارادہ کروں گا جو میں ارادہ رکھتا ہوں (یعنی رضائے الہی کی خاطر ہی غلام آزاد کروں گا) پھر انکی شان میں یہ آیتیں اتریں: وَسِجْنُهَا الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا بَتَّغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ۔

ترجمہ: اور سب سے بڑے متقی (ابوبکر) کو جہنم سے دور رکھا جائے گا، جو اپنا مال اس لیے صرف کرتا ہے تا کہ اسے پاکی حاصل ہو، اور کسی کو اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ چکایا جائے، سوائے اپنے رب اعلیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اور عنقریب وہ ضرور راضی ہوگا۔

(المستدرک ج ۳ ص ۱۲۹ برقم ۳۹۹۳، وقال المحقق اوردہ الذہبی فی

التلخیص سندا ومتنا وسکت عنہ۔ قدیمی کتب خانہ)

اسے حاکم نے المستدرک ج ۳ ص تفسیر سورۃ اللیل، زیاد بکائی از ابن اسحاق

کے طریق سے نقل کیا اور کہا: مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

۸..... ابن جریر نے ہارون بن ادیس الا صم سے، انہوں نے عبدالرحمن بن محمد الحاربی سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق سے، انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے نام پر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو آزاد کرتے تھے، آپ بوڑھی اور دیگر عورتوں کو آزاد کر دیتے جب وہ اسلام قبول کرتی تھیں، انکے باپ نے ان سے کہا: اے میرے بیٹے! تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو اگر تم طاقتور مردوں کو آزاد کرو تو وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں گے اور تیرا دفاع کریں گے اور تیری حمایت کریں گے، انہوں نے جواب دیا: اے ابا جان! میں اللہ تعالیٰ سے بدلہ کا ارادہ رکھتا ہوں، راوی کا بیان ہے کہ مجھے میرے بعض اہل خانہ نے بتایا ہے کہ (سورۃ اللیل کی) یہ آیت آپ کے متعلق اتاری گئی، ”وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا بتغاء وجه ربه الاعلى“ تک۔

(الجامع البیان ج ۱۵ ص ۲۷۹، تحت تفسیر فسیئسہ للیسری)

۹..... ابن ابی حاتم نے اپنے باپ، منصور ابن ابومزاحم بن ابوالرضاح از یونس بن ابواسحاق از ابواسحاق از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے:

بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے خریدا، ایک چادر اور دس اوقیہ (چاندی) کے بدلے، پھر اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ”واللیل اذا یغشی“ آخر تک حضرت ابوبکر اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل فرمائی۔

(تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۵ صفحہ ۵۵۰ رقم ۱۹۹۱، دارالکتب العلمیہ)

﴿﴾..... آجری نے الشریعہ میں حامد بن شعیب، ابوالعباس ^{لبیخنی}، منصور بن ابومزاحم، ابوسعید المودب از یونس بن ابواسحاق از ابواسحاق از عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے:

بے شک حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ (سونا) کے بدلے میں خرید کر رضائے الہی کے لیے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ”واللیل اذا یغشی“ آخری آیت تک (ان کی شان میں) اتاری ”وسيجنبها الأتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی“ یعنی حضرت ابوبکر ”وما لأحد عنده من نعمة تجزای“۔ بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکر نے یہ کام حضرت بلال کے کسی احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے سرانجام نہیں دیا، الا ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ ولسوف یرضی۔ صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضا کے لیے آزاد کیا ہے۔

(الشریعہ لا جری ج ۳ ص ۴۱۷ رقم ۱۲۶۳)

﴿﴾..... تفسیر بغوی میں حضرت سعید بن مسیب کا بیان ہے:

مجھے یہ بات پہنچی ہے: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے حضرت بلال کے متعلق پوچھا: کیا تو اسے میرے ہاتھ بیچے گا؟ تو اس نے کہا: ہاں! اس غلام کے بدلے میں اسے بیچ ڈالوں گا جو دس ہزار دینار اور مختلف غلاموں، لونڈیوں اور چوپایوں کا مالک ہے۔ وہ غلام مشرک تھا اور اسلام کا انکار کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر نے اس کے بدلے میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کر دیا مشرکین نے کہا: ابوبکر نے یہ اتنا مہنگا سودا صرف اسی لیے کیا ہے کہ بلال کا اس پر کوئی احسان تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو

نازل فرمایا: ”وما لأحد عنده من نعمة تجزى“۔

(تفسیر بغوی ج ۸ ص ۴۴۹ تحت تفسیر سورة الليل آیت نمبر ۱۹، تفسیر بغوی

المعروف بمعالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن ج ۶ ص ۲۵۶)

..... ﴿﴾ تفسیر قرطبی میں عطاء اور ضحاک کی روایت ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: مشرکوں نے حضرت بلال کو تکلیف میں مبتلا کیا تو حضرت ابوبکر نے انہیں امیہ بن خلف سے ایک سونے کے رطل (بارہ اوقیہ) کے بدلے خریدا اور آزاد کر دیا۔ اس پر مشرکین نے کہا: ابوبکر پر بلال کا کوئی احسان تھا اس لیے اس نے اسے آزاد کر دیا ہے تو یہ آیات نازل ہوئیں، ”وما لأحد عنده من نعمة تجزى“۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۲۰ ص ۸۰ تحت تفسیر سورة الليل)

﴿﴾۔ آجری نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ (الشریعہ ج ۳ ص ۴۱۷ رقم ۱۲۶۳)

تبصرہ: جو احادیث ہم نے بیان کی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کئی چیزوں کی وجہ سے خاص فرمادیا ہے، جن کی بدولت ان کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس بات کا تعلق آیت کے نزول کے ساتھ ہے اور یہ علم الحدیث کی بات ہے۔ اس کے بعد دوسری فصل میں وہ باتیں آئیں گی جن کا تعلق علوم اربعہ کے ساتھ ہوگا۔ یعنی تفسیر، کلام، اصول فقہ اور نحو۔ بہت سارے مفسرین نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

دوسری فصل: جو جری کے فتویٰ کے ضعیف ہونے کا بیان۔ اور یہ چار وجوہ سے ہے۔

تین جدلی اعتبار سے اور ایک تحقیقی اعتبار سے۔

وجہ اول: ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کسی شخص کے لیے کسی فن میں چٹنگی، مہارت اور تجربہ حاصل کیے بغیر صرف ایک دو کتابوں پر نظر ہونے کی بنا پر فتویٰ دینا جائز ہو، تو پھر تمام طلبہ بلکہ عوام الناس اور عام بازاری لوگوں کو بھی فتویٰ دینے کی اجازت ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسے لوگوں میں کوئی ایک بھی مسائل میں سے کسی مسئلہ کی بھی معرفت نہ رکھتا ہو جو اس نے کسی عالم سے سیکھا یا کسی کتاب میں دیکھا ہو۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے کوئی فتویٰ جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ بلاشبہ علماء نے نفی فرمائی ہے کہ عامی شخص اگرچہ مسائل سیکھ لے اور اسے ان کی معرفت بھی حاصل ہو جائے، تب بھی اس کے لیے فتویٰ دینا درست نہیں ہے۔ مفتی صرف قبحہ عالم اور وقائع جزئیہ کو کتب میں مقررہ کلیات پر مترتب کرنے کی معرفت تامہ رکھنے والا ہی ہوگا۔

اور علماء نے مفتی پر صرف اسی معنی اور اس کے امثال کے لیے یہ شرط عائد کی ہے کہ مفتی مجتہد ہو۔ آج کے دور میں اس کا اعتبار تبحر علمی پر ہے۔ پس جو مفتی جس فن میں تبحر ہو وہ اسی فن میں فتویٰ جاری کرے گا۔ اس کے لیے صحیح نہیں کہ وہ دوسرے فن کی طرف قدم بڑھے جس میں وہ تبحر نہیں، اور اس میں اپنے قلم کو بے لگام چھوڑ دے۔ حالانکہ اسے اس فن کے ماہرین کے متفرق کلام پر آگاہی ہی نہیں۔ پس خدشہ ہے کہ وہ مرجوح بات پر اعتماد کر بیٹھے اور اس کے گمان میں وہ ان کے نزدیک صحیح ہو۔ اور یہ مسئلہ (افضلیت صدیق اکبر ؓ کا) بھی اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ہم عنقریب

بیان کریں گے۔

اسی طرح ایسے شخص کے لیے درست نہیں کہ وہ عربی زبان سے متعلقہ امر میں فتویٰ دے جس کی آخری انتہا یہ ہے کہ وہ صرف ابن المصنف، توضیح اور اس طرح کی کتب کو دیکھتا ہے۔ جب تک کہ وہ فن پر محیط نہ ہو جائے، اور اس کے ظواہر و مشاہیر کے علاوہ اس کے غرائب، غوامض اور نوادر پر بھی آگاہ نہ ہو جائے، اور ایسے شخص کے لیے بھی درست نہیں جو نحو کے بارے میں پختہ رائے دینا چاہتا ہے لیکن اس کی آخری حد بھی یہ ہے کہ اس نے ”المنہاج“ کو پڑھا اور اسی پر اقتصار کر لیا۔

اسی طرح ایسے شخص کے لیے بھی افتاء کا کام درست نہیں جس کا ارادہ ہے کہ وہ فقہ میں فتویٰ دے۔ پس اگر بطور مثال اسکے پاس ”الروضہ“ میں سے کوئی مسئلہ آ پہنچا، جو قرض سے متعلق ہو تو وہ کہے گا: میں اس سے آگاہ نہیں۔ اور اگر اسکے علاوہ کوئی اور مسئلہ ہوگا تو وہ اس سے بالکل ہی انکار کر دے گا اور کہے گا کہ اس کے متعلق کسی کا کوئی قول موجود نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم! فتویٰ کی اجازت کے لیے اکیلی کتاب ”الروضہ“ کو حفظ کر لینا کافی نہیں۔ ایسا شخص ان مسائل میں کیا کرے گا جن میں ترجیح کے سلسلہ میں ہی اختلاف ہے؟ اور ان مسائل میں کیا کرے گا جن کی مختلف صورتیں اور اقسام ہیں؟ جبکہ ”الروضہ“ میں ان کا ذکر متروک ہے اور شرح مہذب و دیگر کتب میں بکھرے پڑے ہیں؟ پھر وہ ”الروضہ“ کا مفتی ان مسائل میں کیا کرے گا جن سے ”الروضہ“ بالکل خالی ہے۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ مفتی ”الروضہ“ کے ساتھ دیگر کتب کا بھی بوجھ اٹھائے، پس اگر وہ یہ اقدام نہیں کر سکتا کہ امام شافعی اور آپ کے قدیم احباب کی کتب بنی کرے تو کم از کم متاخرین کی کتب کا مکمل مطالعہ ضرور کر لے۔ ابن تلبان حنفی نے اپنی

کتاب ”زَلَّةُ الْقَارِي“ میں کہا ہے: شیخ ابو عبد اللہ البحر جانی نے ”خزانة الاكمل“ میں فرمایا کہ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مسئلہ یعنی ”لحن فی القراءة“ میں تین چیزوں کی معرفت کے بغیر فتویٰ دے ﴿۱﴾ حقیقۃ النحو۔ ﴿۲﴾ قرآت شاذہ۔ ﴿۳﴾ اس مسئلہ میں ہمارے مقدم اور متاخر اصحاب کے اقوال۔

وجہ دوم: ہم کہتے ہیں کہ یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ قرآن کریم تمام علوم پر حاوی ہے، اور ائمہ مفسرین کی مختلف اقسام ہیں۔ ان میں سے ہر قسم پر علوم کے کسی ایک فن کا غلبہ ہے۔ اور اس کی تفسیر اس غالب فن کے اعتبار سے پختگی اور ثقاہت کی انتہاء پر ہے۔ پس مناسب ہے کہ جو شخص جس حیثیت سے کسی آیت پر کلام کرنا چاہتا ہے وہ اس تفسیر کو ملاحظہ کرے جس میں اس فن کا غلبہ ہے۔ لہذا جو یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تفسیر کی حیثیت سے آیت پر کلام کرے (جو کہ محض نقل اور تفسیر میں زیادہ رائج امر کی معرفت ہے) پس اولیٰ ہے کہ وہ نقل اور اثر درج کرنے والے ائمہ کی تفاسیر کو دیکھے۔ ان میں بلند ترین تفسیر ابن جریر الطبری ہے۔ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں کہا ہے: تفسیر میں ابن جریر کی کتاب کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(ولہ کتاب التاریخ المشہور، و کتاب فی التفسیر لم یصنف احد)

مثلاً ج ۸ ص ۸۰ ابرقم ۸ فصل فی اسم صحیح)

اور اس کے قریب قریب متاخرین کی تفاسیر میں سے حافظ عماد الدین ابن کثیر کی تفسیر ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی آیت پر گزشتہ یا آئندہ کی خبروں کے حوالے سے کلام کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً قیامت کی نشانیاں، برزخ، قیامت کو اٹھنے، فرشتوں اور ایسے

امور جن میں رائے اور قیاس کی مجال نہیں تو زیادہ لائق ہے کہ وہ مذکورہ دونوں تفسیروں سے استفادہ کرے اور محدثین کی تمام مسند تفسیریں مثلاً سعید بن منصور، القربانی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور جوان کے طریقہ پر چلے ان کی تفاسیر کو دیکھے۔ اور جو آیت پر علم کلام کے حوالہ سے بحث کرنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس تفسیر کو دیکھے جس پر کلام کا غلبہ ہے۔ مثلاً: ابن فورک، باقلانی، امام الحرمین، امام فخر الدین، اصہبانی وغیرہم کی کتب۔ اور جو اعراب کے اعتبار سے آیت پر کلام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ ان ائمہ نحو کی تفسیر کو دیکھے جنہیں اس میں تبحر حاصل ہے۔ مثلاً: ابو حیان۔ اور جو بلاغت کے لحاظ سے کلام کرنا چاہتا ہے وہ کشاف اور تفسیر طبری وغیرہ کو دیکھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفصیل (تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے) کا مسئلہ ”علم الکلام“ سے متعلق ہے اور آپ کا اس آیت سے مراد ہونا، علم التفسیر سے تعلق رکھتا ہے۔ تو جو جری کے لیے زیادہ مناسب تھا کہ وہ لکھنے سے پہلے، اس موضوع پر ابن جریر کی کتاب و دیگر کتب کو دیکھ لیتا تا کہ تفسیر میں رائج بات کی معرفت حاصل ہوتی۔ اور امام فخر الدین وغیرہ کی کتب دیکھ لیتا تا کہ علم کلام کی تقریر کی معرفت ہو سکتی۔ پھر وہ ائمہ کلام کی کتب کی طرف مراجعت کے لیے بڑھتا تا کہ وہ دیکھ لیتا کہ انہوں نے افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کس طرح کیا ہے۔ مثلاً: الشیخ ابوالحسن اشعری، ابن فورک، باقلانی، شہرستانی، امام الحرمین، غزالی اور دوسرے ان لوگوں کی کتابیں جو ان کے طریقے پر چلے۔ اس بارے وہ خود کو تھکا دے اور پوری قوت صرف کرے۔ راحت و غفلت۔ ہے دور ہو جائے۔ کسی کوتاہی سے کام نہ لے۔ اور فتویٰ نویسی ترک کر دے یہاں تک کہ ایک یا دو ماہ (بلکہ) ایک یا دو سال کا عرصہ گزر جائے، پس جب وہ اس مسئلہ میں لوگوں کے

مختلف کلام سے واقف ہو جائے، غور و فکر کر لے، اسے پوری تحقیق ہو جائے، پھر ہر اشکال خود پر وارد کرے اور اپنی طرف سے حتمی مقبول جواب پالے، تب وہ لکھنے، امراء کے مابین فیصلہ کرنے اور علماء کے درمیان فصل کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ صرف جو دل میں خیال گذرے یا بادی النظر میں آرام و راحت اور شہرت کی غرض سے، اس فن میں اور اس کے لوازمات میں محنت کیے بغیر جواب دینے اور لکھنے میں جلد بازی سے کام لینا زیب نہیں دیتا۔

اسی لیے تو ثواب کی امید رکھنے والے شخص کو پائے گا کہ وہ لکھتا ہے، رجوع کرتا ہے، معمولی کھٹکے سے کھٹک جاتا ہے، اور ایک مسئلہ میں ہی اس کا قول بار بار مضطرب ہو جاتا ہے، وہ کم درجہ طلبہ سے بھی بحث کرتا ہے، جو اس کو شک میں ڈال دیتا ہے۔

اور اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص جس چیز کو اپنی دلیل بناتا ہے، پھر اس پر ڈٹ کر فیصلہ دینا چاہتا ہے تو وہ یوں کہتا ہے کہ: ظاہر ایسے ہی ہے، یا کہتا ہے کہ: اسی طرح ہے یا پھر کہتا ہے کہ: یہی بات ہے جو مجھ پر واضح ہوئی ہے۔ بغیر کسی مستند چیز پر اعتماد کرتے ہوئے جو اس کے پاس ہو یا ایسی دلیل کے جو اسے ظاہر کر رہی ہو۔ گویا کہ وہ الشیخ ابوالحسن بٹا ذلی کی طرح ہے جو اپنے زمانہ میں ارباب قلوب کا امام ہو، کہ اس سے اس کے الہام پر اعتماد کرتے ہوئے سوال کیا گیا ہو جو اس کے دل میں واقع ہوا اور اس کا الہام درست ہے، خطا نہیں کرتا اور وہ ذات الہی میں فنایت کا مقام حاصل کر چکا ہے۔

وجہ سوم: ہم کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ مفتی کا حکم طبیب کی طرح ہوتا ہے جو پورے معاملے پر غور کرتا ہے اور حال، شخص اور زمانے کے اعتبار سے شبانہ شان باتوں کو ذہن میں رکھتا ہے۔ پس مفتی دین کا طبیب ہے اور حکیم، بدن کا طبیب ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لوگ جیسے جیسے اعمال کرتے رہیں گے ان کے بارے میں اسی کے مطابق احکام بھی سامنے آتے رہیں گے۔

(کتاب الاعتصام للشاطی ج ۱ ص ۱۴۶، ۳۰۶، وقد قال عمر بن عبد

العزیز رضی اللہ عنہ: تحدث للناس أقضية بقدر ما أحدثوا من الفجور)

علامہ سبکی نے کہا ہے:

صرف ایک جزئی سے حکم حاصل نہیں ہوتا بلکہ تمام امور سے اخذ ہوتا ہے۔

جب کوئی صورت، خاص صفت پر ظاہر ہوتی ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس میں غور و فکر کریں تو اس کے مجموعہ کے لیے شرع کا کوئی خاص حکم ہوگا۔ یہ علامہ سبکی کا کلام ہے۔ جو انہوں نے اپنی تالیف میں رقم کیا ہے جو ایک رافضی کے متعلق لکھی گئی تھی جس کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کا نام رکھا گیا ہے ”الایمان الجلی لأبی بکر وعمر وعثمان وعلی“۔

سبکی نے اس کے ہم معنی کلام اپنے فتاویٰ میں بھی کیا ہے۔ ہمارے مقدم

اصحاب کے فتاویٰ میں بعض ایسی باتیں بھی ہیں کہ انہیں بہر صورت ”مذہب“ کا نام دینا ممکن نہیں، کیونکہ وہ بعض حوادث کی بناء پر وارد ہوئی ہیں، شاید انہوں نے ان مواقع کے

لیے اسی فتویٰ کو بہتر خیال کیا ہو۔ اس کے اطراد و استمرار کا الزام نہیں دیا جاسکتا۔

اور یہ واقعہ جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے، اس کا تعلق رافضی کے ساتھ ہے، وہ صرف رافضی ہی نہیں زندیق اور جاہلوں کا سردار بھی ہے۔ ایک بار میرا اس کے ساتھ آنا سامنا ہوا تو میں تعجب میں پڑ گیا جب اس نے حدیث رسول کو دلیل بنانے سے انکار کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک ارشادات کو رد کر دیا۔ اور اس نے کہانی ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو اس نے کہا اگر وہ قرآن میں ہے تو صحیح اور اگر قرآن میں نہیں تو..... یہاں اس نے ایک ایسا کلمہ کہا جسکو زبان پر لانے کی مجھ میں ہمت نہیں۔ اللہ اس پر لعنت کرے اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو۔ پھر میں وہاں سے واپس آ گیا اور آج تک اسکے پاس نہیں گیا، اور میں نے ایک کتاب مؤلف کی، اس کا نام رکھا: ”مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة“۔

اس مجلس میں اس نے یہ بھی کہا: علی کے پاس علم اور شجاعت تھی اور ابوبکر کے پاس یہ چیزیں نہ تھیں، صرف اس نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ اور اپنا مال خرچ کیا تو آپ نے اسکے بدلہ میں اسے اپنے بعد خلافت دے دی۔

میں نے اس سے کہا: احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ علم اور شجاعت والے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۶، ۳۷ فصل فی شجاعتہ وانہ أشجع الصحابة رضی اللہ عنہ!،

الصواعق المحرقة ص ۷۷، ۷۸، مسند بزار ج ۱ ص ۴۴۵، مسند علی بن ابی طالب، البحر الز

خارج ۲ ص ۴۳۷ رقم: ۶۸۹، کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۴ رقم: ۳۵۶۹۰، جامع الاحادیث

ج ۳۰ ص ۳۲۴ رقم: ۳۳۲۸۶، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۹)

وہ بولا: یہ حدیثیں جھوٹی ہیں۔

اس نے آج پھر وہی کلام خایر بک کے ساتھ دہرایا اور اس نے افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قرآنی آیت سے استدلال طلب کیا ہے کیونکہ وہ حدیث کو حجت نہیں مانتا۔ خایر بک نے اسے یہ آیت بتائی۔ اس نے اپنی طرف سے نہیں کہا، بلکہ اس نے یہ دلیل علم الکلام کی بعض کتب میں دیکھی ہے، تو اسے بیان کر دیا۔ اس طرح کے واقعہ میں جو جری کیلئے لائق ہی نہ تھا کہ وہ فتویٰ دیتے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کیلئے خاص نہیں، اور اس میں انکی افضلیت پر دلیل نہیں، یوں انہوں نے رافضی کی بات کی تائید کر دی، اسکے خبیث عقیدہ کا اثبات کیا، اور اس دلیل کو دھکیل دیا جسے ان ائمہ نے ثابت کیا جن کا ہر فرد تفسیر، کلام اور اصول فقہ کو جو جری سے سو درجہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر آیت کے بارے میں یہ قول مرجوح ہوتا تو پھر اس کا فتویٰ دینا مناسب تھا۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اس آیت سے مراد ہونا واضح قول ہے اور جو جری کا فتوے میں بیان کردہ قول مرجوح ہے۔ یہ تین جدلی وجوہ سے جواب تھا۔

وجہ چہارم: جو جری فتویٰ کی تردید از روئے تحقیق:

۱۔ امام بغوی نے معالم التنزیل میں بیان کیا ہے:

سب سے زیادہ متقی جو اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کا ارادہ ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں پاکیزہ ہو، کسی دکھلاوا اور شہرت کے لیے نہیں، یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ تمام مفسرین کے قول کے مطابق۔ (تفسیر بغوی علی هامش الخازن ج ۶ ص ۲۵۶)

۲۔ امام خازن نے اپنی تفسیر میں کہا:

الانطی سے مراد تمام مفسرین کے قول کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تفسیر الخازن ج ۲ ص ۳۸۳)

﴿﴾۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا:

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں الانطی سے مراد ابوبکر ہیں۔ شیعہ کے نزدیک حضرت علی مراد ہیں۔

(التفسیر الکبیر الجزء الحادی والثلاثون ص ۵۰۵ تفسیر سورۃ اللیل)

﴿﴾۔ اصہبانی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے:

جہنم کا داخلہ انٹنی سے خاص کیا گیا اور جہنم سے بچاؤ انٹنی سے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہر شقی دوزخ میں داخل ہوگا اور ہر متقی کو بچالیا جائے گا۔ دخول کو تمام شقیوں کے سردار سے خاص نہیں کیا گیا اور نہ ہی بچاؤ کو تمام متقین کے سردار سے خاص کیا گیا ہے۔ چونکہ آیت مشرکین اور مؤمنین کے دو بڑے افراد کی دو مختلف حالتوں کے موازنہ کے طور پر وارد ہوئی ہے تو اس سے وہ دو شخص مراد ہوں گے جو دو مختلف، متضاد صفتوں میں مبالغہ کی حالت میں ہوں۔ پس یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”الانطی“ کو دوزخ کے داخلہ کیلئے خاص کیا گیا ہے کہ گویا آگ صرف اسی کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اور ”الانطی“ کو نجات کیلئے خاص کیا گیا ہے کہ گویا جنت کو صرف اسی کے لیے بنایا گیا ہے۔

یہ واضح اور صریح بات ہے کہ ”الانطی“ سے علی الاطلاق متقین کے سردار مراد ہیں نہ کہ مطلق متقی، اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں علی الاطلاق اتقی الاتقیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿﴾۔ نسفی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا:

الافتی وہ ہے جس میں تقویٰ اپنے پورے کمال کے ساتھ کارفرما ہو۔ اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان ہے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کے تمام امت سے افضل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: ”ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم“ بے شک تم میں اللہ کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ (تفسیر النسخ ج ۲ ص ۸۱۳)

﴿۶﴾۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ ”الافتی“ سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ بعض اہل معانی کا بیان ہے کہ اشقی اور افتی سے مراد اشقی اور تفتی ہے۔ جس طرح طرفہ شاعر کا یہ شعر:

تَمَنَّى رَجُلٌ أَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمْتُ فَلَئِكَ سَبِيلُ لَسْتُ فِيهَا بِأَوْحَدٍ

یہاں اوحید، وحید کے معنی میں ہے، فعل کو فعل کی جگہ رکھا گیا ہے۔

یہ جو انہوں نے بعض اہل معانی سے نقل کیا ہے یہ وہی بات ہے جس کو جو جری نے جمیع مفسرین کے قول سے بغاوت کر کے بعض اہل نحو کے قول پر فتویٰ جاری کر دیا ہے۔ ابن صلاح نے کہا ہے کہ میں نے کتب تفسیر میں ”قال اهل المعانی“ کا جملہ دیکھا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے معانی قرآن پر کتب لکھی ہیں جیسے: زجاج، فراء، اخفش اور ابن انباری۔ (تفسیر قرطبی جزء ۲۰ ص ۸۲)

امام ابن جریر نے بھی تفسیر میں بعض اہل العربیہ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ اس کے

بعد کہا:

صحیح وہی بات ہے جو اہل تفسیر نے آثار سے بیان کی ہے کہ یہ حضرت ابوبکر

کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے غلاموں کو رضائے الہی کے لیے آزاد کیا۔

(جامع البیان ج ۱۵ ص ۲۸۷ موروالآیۃ، هو الصحیح الذی جاء بہ

الآثار عن اهل لتاویل وقالوا: نزلت فی ابی بکر بعثتہ من اعتق)

پس تو نے ان حوالہ جات کو دیکھ لیا جو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ جو جری کا فتویٰ بعض نحو یوں کا مقولہ ہے جس پر بعض مصنفین بھی تفسیر میں چل پڑے ہیں اور بلاشبہ وہ بات جس کے متعلق آثار وارد ہیں، اسلاف مفسرین نے جو بیان کیا ہے اور بعد والے لوگوں نے جسے صحیح کہا وہ یہی ہے کہ صیغہ کو اپنے باب پر قائم رکھتے ہوئے یہ حضرت ابو بکر کے لیے ہی خاص ہے۔

یہ وہ بیان ہے جسے تفسیر کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے۔ بہر حال اصول فقہ و عربیہ کے اعتبار سے تو میں کہتا ہوں جو جری کا کہنا کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہے نہ کہ سبب کی خصوصیت کا۔ یہ اس کی فرع ہے کہ لفظ میں عموم ہو تو اس کا اعتبار ہوگا، جبکہ آیت مذکورہ میں تو اصولی اور بنیادی طور پر کوئی عموم ہی نہیں بلکہ یہ خصوصیت میں نص ہے۔ اس کا بیان دو وجوہ سے ہے:

پہلی وجہ: عموم اس صیغہ سے مستفاد ہوتا ہے جہاں ”ال“ موصولہ یا تعریفیہ ہو، الاتقیٰ میں ”ال“ ہرگز موصولہ نہیں ہے۔ کیونکہ ”اتقیٰ“ فعل تفضیل ہے اور نحاۃ کا اجماع ہے کہ ”ال“ موصولہ فعل التفضیل پر نہیں آتا۔ وہ صرف اسم فاعل اور اسم مفعول پر آتا ہے، صفت مشبہ میں اختلاف ہے اور فعل التفضیل پر ”ال“ موصولہ کا نہ آنا کوئی اختلافی

امر نہیں ہے۔ بہر حال ”ال“ تعریفیہ جب جمع پر داخل ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور جب مفرد پر داخل ہو تو عموم کا فائدہ نہیں دیتا جیسا کہ امام فخر الدین رازی کا مختار ہے۔ جس نے یہ کہا کہ مفرد پر داخل ہو کر بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے تو اس نے بھی یہ قید بڑھائی ہے کہ اس وقت ”ال“ عہد کے لیے نہ ہو، اگر عہد کے لیے ہوگا تو پھر یہ عموم کے لیے نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہو گیا کہ ”اللفظی“ میں عموم کی کوئی گنجائش نہیں، پس تامل سے کام لے، بے شک یہ بہت نفیس چیز ہے جو فضیلت صدیقی کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیب فرمائی ہے۔ (والحمد لله علیٰ ذلک)

دوسری وجہ: بلاشبہ ”اللفظی“ فعل تفضیل ہے اور فعل التفضیل میں عموم ہرگز نہیں بلکہ اسے خصوصیت کے لیے وضع کیا گیا ہے، یہ صفت کے ساتھ موصوف کے تفرد کو بیان کرتا ہے۔ اس میں اس کا کوئی مساوی نہیں ہوتا جیسے تم کہو: زید افضل الناس او الافضل تو بے شک یہ قطعاً، عقلاً اور نقلاً خصوص کا صیغہ ہوگا، یہ دوسرے کو ہرگز شامل نہ ہوگا، پس اس سے ظاہر ہو گیا کہ ”اللفظی“ میں عموم نہیں۔ امام اصہبانی کی تقریر بھی اسی جانب مشیر ہے پس اگر تو کہے کہ: فرمان باری تعالیٰ کی کیا کیفیت ہے کہ ”لا یصلھا الا اللفظی۔ وسیجنبھا اللفظی“ (اشیٰ دوزخ میں داخل ہوگا اور اشیٰ کو اس سے دور رکھا جائے گا) حالانکہ یہ معلوم ہے کہ آگ میں ہر شئی داخل ہوگا اور ہر متقی دور رکھا جائے گا۔ دوزخ میں داخلہ اشیٰ الاشقیاء اور بچاؤ اتقی الاشقیاء کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اور اگر آپ کا گمان یہ ہے کہ آگ کو نکرہ کے طور پر لایا گیا ہے جس سے اشیٰ کے لیے کوئی خاص آگ مراد ہے تو پھر آپ اس قول وسیجنبھا اللفظی کا کیا کریں

گے؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں میں فاسق ترین شخص بھی اس مخصوص آگ سے محفوظ ہوگا نہ کہ مسلمانوں میں صرف اتقی۔ تو میں کہوں گا آیت مشرکوں اور مؤمنوں میں سے دو بڑے افراد کی دو مختلف حالتوں کا موازنہ کے لیے وارد ہوئی ہے، پس اس سے وہی دو شخص مراد ہیں جو ان دو متضاد صفتوں پر مبالغہ کی حد تک فائز ہوں گے۔

یہ بھی کہا گیا کہ دخول نار کو ”اشقی“ کے ساتھ خاص کیا گیا کہ گویا صرف اسی کے لیے آگ کو پیدا کیا گیا ہے اور الاثقی کے ساتھ نجات کو خاص کیا گیا ہے کہ گویا جنت صرف اسی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ یہ ان کی عبارت ہے اور یہ خصوصیت کے مراد ہونے پر صریح ہے جو فعل التفصیل کے صیغہ سے کی گئی ہے۔ ال عربیہ میں سے جس کا جھکاؤ اس کے عموم کی طرف ہے وہ ”الاثقی“ کو ”الاشقی“ کی طرف مائل کرنے کا محتاج ہے تاکہ اسے تفصیل کے صیغہ سے نکال سکے۔ جو قطعی طور پر مجاز ہے اور مجاز اصل کے برخلاف ہوتا ہے۔ دلیل کے بغیر مجاز کی طرف نہیں متوجہ ہوتے اور مجاز کی طرف لے جانے والی کوئی دلیل ہی نہیں۔ بلکہ دلیل تو اس کے معارض موجود ہے اور وہ ایسی احادیث ہیں جو سبب نزول کے متعلق وارد ہوئی ہیں اور مفسرین کا اجماع ہے جیسا کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ:

①۔ کلام حقیقت کے اعتبار سے تفصیل کے لیے ہے۔

②۔ الف، لام عہد کے لیے ہے۔

③۔ اس میں عموم ہرگز نہیں ہے۔

شبہ کا ازالہ: اگر تو کہے کہ عموم ”اتقی“ سے نہیں ”الذی“ سے اخذ کیا گیا ہے کیونکہ

الذی عموم کے صیغوں سے ہے۔ میں کہوں گا: یہ تمہاری غفلت اور عربی سے جہالت کا نتیجہ ہے، بلا شک ”الذی“ وصف ہے اللفظی کا اور یہ واضح ہو گیا کہ وہ خاص ہے تو واجب ہے کہ اس کی صفت بھی خاص ہو جیسا کہ عربی کے اصول میں مقرر ہے کہ وصف، موصوف سے عام نہیں ہوتا بلکہ اس کے مساوی یا اس سے بھی خاص ہوتا ہے۔ پس تو اس کلام سے اپنے ہاتھ مضبوط کر اور اسے مضبوطی سے تھام لے کہ فرمان باری تعالیٰ: ”وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ“ اور یہ فرمان: ”وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ“ جو تخصیص کے طریقہ پر نص ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی حضرت ابوبکر کے ساتھ خصوصیت کو ثابت رکھا اور ایک دوسرے طریقہ سے آپ کی افضلیت پر اس سے استدلال کیا، انہوں نے کہا:

ہمارے (اہلسنت کے) مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اللفظی سے مراد ابوبکر ہیں اور شیعہ کا مذہب ہے کہ اس سے مراد علی ہیں، حالانکہ نقلی دلیل شیعہ کی تردید اور اہل سنت کی بات کی تائید کرتی ہے۔ اس کا بیان اس طرح ہے کہ: اللفظی سے مراد ”افضل الخلق“ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ”ان اکرمکم عند اللہ التقاکم“ اور الاکرم وہ ”الافضل“ ہے۔ جس اتقی کا وہاں ذکر ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں افضل الخلق ہے اور امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الخلق ابوبکر ہیں۔

حضرت علی پر اس آیت کا اطلاق ممکن ہی نہیں تو حضرت ابوبکر پر اطلاق متعین ہو گیا۔ حضرت علی پر اطلاق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللفظی کے وصف کے بعد

”وما لأحد عنده من نعمة تجزى“ کا جملہ ہے اور یہ وصف حضرت علی پر صادق نہیں آتا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب سے لے لیا تھا۔ آپ ﷺ انہیں کھلاتے، پلاتے، پہناتے اور پرورش فرماتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر ایسی نعمت فرمائی جس کا بدلہ دیا جاسکتا تھا۔ جبکہ حضرت ابوبکر پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی دنیوی نعمت نہ تھی، بلکہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ پر خرچ کرتے، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان پر صرف دینی نعمت تھی یعنی ہدایت اور دین کی طرف رہنمائی، اور یہ وہ نعمت ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق ”لا أسئلكم عليه اجرا“ (میں دین کی تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا) آیت میں مطلق نعمت کا ذکر نہیں بلکہ اس نعمت کا ذکر ہے جس کا بدلہ دیا جاسکتا ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی، جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے مراد وہ ذات ہے جو ”افضل الخلق“ ہے اور واضح ہو گیا کہ آیت سے مراد وہ افضل شخصیت یا تو حضرت ابوبکر ہیں یا حضرت علی اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی تو حضرت ابوبکر پر اس کا اطلاق متعین ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت کی دلالت اس پر ہے کہ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں۔ امام رازی کا کلام مکمل ہوا۔

(التفسير الكبير ص ۲۰۵ الجزء الحاوی والمثلثون)



﴿تنبیہ﴾

درج بالا عنوان کے تحت علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: مذکورہ قواعد سے یہ معلوم ہو

گیا کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی مسئلہ ایسے لفظ سے وارد ہو جس کے اندر عموم پایا جاتا ہو، تو ایسی آیت جو کسی معین ذات کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کے الفاظ میں کوئی عموم نہیں پایا جاتا تو وہ قطعی طور پر اسی پر محمول کی جائے گی جس طرح قول باری تعالیٰ ہے: **وَسَيَجْنِبُهَا اللَّاتِقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى**۔ (سورۃ اللیل: ۱۷، ۱۸) پس بے شک اجماع ہے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اس سے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے استدلال کیا ہے، اس کے ساتھ یہ فرمان باری تعالیٰ بھی ہے: **إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتِّعَاكُم**۔ (الحجرات: ۱۳) اس سے ثابت ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

اور اس شخص کو وہم ہوا جس نے گمان کیا کہ یہ عام ہے، ہر اس کے لئے جس نے ان جیسا عمل کیا، اس پر (عموم کا) قاعدہ جاری کرتے ہوئے، اور یہ غلط ہے، کیونکہ اس آیت میں عموم کا کوئی صیغہ نہیں ہے، صرف الف لام اس وقت عموم کا فائدہ دیتا ہے جب نہ موصولہ ہو یا تعریفیہ، جمع پر ہو، ایک قوم نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ چاہے مفرد پر ہو، بشرطیکہ وہاں وہ احد کے لیے نہ ہو، اور ”اللاتقی“ میں لام موصولہ نہیں ہے کیونکہ اجماع ہے کہ وہ افعال التفضیل کو لاحق نہیں ہوتا، اور الاتقی جمع نہیں بلکہ وہ مفرد ہے اور یہاں احد خاص کر موجود ہے، اس کے باوجود کہ افعال کا صیغہ تمیز اور مشارکت نہ ہونے کا فائدہ دے رہا ہے، پس عموم کا قول باطل ہو گیا، اور قطعا خصوصیت و لزوم ثابت ہو گیا اس کے لئے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

(الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۳۰)



حضرت سیدنا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

احادیث و روایات

کی روشنی میں

①..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک مرد داخل ہوگا جس کو ہر گھر اور بالا خانہ والے مرحبا کہیں گے، حضرت ابوبکر نے کہا: یا رسول اللہ! اس مرد کو تو اس دن کوئی نقصان نہیں ہوگا! آپ نے فرمایا: ہاں! وہ مرد تم ہو گے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۸۶۷، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۷، الصواعق المحرقة ص ۱۰۳)

②..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے اس مرض میں بیٹھ کر نماز پڑھی جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۸، مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۹)

③..... واخرج عبد الله بن أحمد رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه الصلوة والسلام: "أبو بكر صاحب مؤنسي في الغار" -إسناده حسن-

(تاريخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: عبد اللہ بن احمد روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم غار میں میرے ساتھی اور مؤنس ہو۔

④..... عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه الصلوة

والسلام: "إن في الجنة طيرا كأمثال البخاتي يقال أبو بكر: إنها لناعمة يا رسول

اللہ تعالیٰ: انعم منها من یا کله، وانت ممن یا کله۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سختی اونٹ کی شکل کا ایک پرندہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ موٹا تازہ بھی ہے، آپ نے فرمایا: ہاں، بعض اہل جنت اسے کھائیں گے اور تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو اسے کھائیں گے۔

⑤..... واخرج الديلمي في مسند الفردوس ما بن عساكر عن سمرة قال: قال رسول الله ﷺ: ((أمرت أن أأول الرقيا - (وان اعلمها) أبا بكر)).

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳)

ترجمہ: حضرت سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے میں خوابوں کی تعبیر کا علم ابوبکر کو سکھاؤں۔

⑥..... واخرج ابن ابي حاتم عن عامر بن عبد الله بن الزبير رضي الله عنه قال: لما نزلت (ولو انا كتبنا عليهم أن يقتلوا انفسكم..... الآية قال أبو بكر: يا رسول الله لو امرتني أن أقتل نفسي لفعلت فقال: "صدقت".

(تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: امام ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں:

جب آیت (ولو انا كتبنا عليهم أن يقتلوا انفسكم..... الآية)۔ (اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا اپنے گھربار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جتنا) نازل ہوئی اور تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مجھے حکم فرمادیں تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔

④..... عن سمرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: ان ابا بکر يؤول الرؤيا وان الرؤيا الصالحة حظ من النبوة۔

(المعجم الكبير ج ٤ ص ٢٦٠ رقم: ٤٠٥٤، الفردوس بماثور الخطاب ج ١ ص ٥٩ رقم: ١٦٤)

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک ابوبکر خوابوں کی تاویل بیان کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں اچھے

خواب نبوت کا حصہ ہیں۔

⑤..... عن الزبير بن العوام قال قال النبي ﷺ اللهم انك جعلت أبا بکر رفيقي في الغار فأجعله رفيقي في الجنة۔

(لسان الميزان ج ٥ ص ٢١٨، ميزان الاعتدال ج ٦ ص ٣٦١، الرياض

النضرة ج ١ ص ١٣٢)

ترجمہ: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ تو نے ابوبکر کو غار میں میرا رفیق بنایا تھا پس میں اسے جنت میں اپنا

رفیق بناتا ہوں۔

⑨..... عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: "لكل نبي رفيق ورفيقتي في الجنة أبوبكر". (الرياض النضرة ج ١ ص ١٣١)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ہر نبی کا ایک رفیق ہے پس جنت میں میرا رفیق ابوبکر ہے۔

⑩..... (عن أبي هريرة) ان ابابكره الصديق بعثه في الحجة التي امره عليها رسول الله ﷺ قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط يؤذن في الناس الا لايحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان۔

(صحیح بخاری ج ٢ ص ٢٤١ کتاب التفسیر، ج ١ ص ٢٢٠ کتاب المناسک، سنن نسائی ج ٢ ص ٣٩، سنن کبریٰ بیہقی ج ٥ ص ٨٤، صحیح مسلم ج ١ ص ٣٣٥، مسند ابویعلیٰ برقم: ٤٩٠، مشکوٰۃ ص ٢٢٤)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حجۃ الوداع سے پہلے حج میں جس کا امیر حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو بنا کر بھیجا تھا قربانی کے دن ایک جماعت میں بھیجا تا کہ لوگوں میں اعلان کیا جائے کہ خبردار! آج کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی خانہ کعبہ کا برہنہ طواف کرے۔

⑪..... عن أنس بن مالك، قال: لما كان ليلة الغار، قال أبو بكر: يا رسول الله دعني فلا أدخل قبلك فان كانت حية أو شيء كانت لي قبلك قال: "أدخل فدخل أبو بكر فجعل يلمس يمه، كلما رأى جحراً جاء بثوبه، فشقه ثم ألقه الجحر، حتى فعل ذلك بثوبه أجمع، قال النبي جحر قوض عقيب عليه ثم أدخل رسول الله ﷺ. قال: فلما أصبح قال له النبي ﷺ (فاین ثوبک

يا ابا بكر؟) فأخبره بالذى صنع، فرفع النبي ﷺ يديه فقال: (اللهم اجعل ابا بكر
معى فى درجتى يوم القيامة). فأوحى الله تعالى اليه (ان الله تعالى قد استجاب
لك) -

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۳، صفحۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۲۰، الریاض النضرۃ ج ۱ ص

۹۰، تہذیبِ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۷)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

جب غار کی رات تھی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے

اجازت عنایت فرمائیے کہ میں آپ سے پہلے غار میں داخل ہوں، تاکہ اگر کوئی سانپ یا

کوئی اور چیز ہو تو وہ آپ کی بجائے مجھے تکلیف پہنچائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: داخل

ہو جاؤ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ساری جگہ کی تلاشی لینے

گئے۔ جب بھی کوئی سوراخ دیکھتے تو اپنے لباس کو پھاڑ کر سوراخ کو بند کر دیتے، یہاں

تک کہ اپنے تمام لباس کے ساتھ یہی کچھ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی ایک سوراخ بچ

گیا تو انہوں نے اپنی ایڑی کو اس سوراخ پر رکھ دیا اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اندر

تشریف لانے کی گزارش کی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق

رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے ابوبکر! تمہارا لباس کہاں ہے؟ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس کے

بارے میں بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اے میرے اللہ! ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں

رکھنا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ اس نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول

فرمالیا ہے۔

⑫..... وعن ابا هريرة قال: سمعت ابا بكر الصديق رضي الله عنه على المنبر يقول: سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في هذا اليوم من عام اول واستعبر ابو بكر وبكى ثم قال: سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول "لم تؤتوا بعد كلمة الاخلاص مثل العافية فسلوا الله العافية"۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۴، صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۲۳۰ برقم: ۹۵۵، الاحادیث المختارة ج ۱ ص ۱۱۱، ۱۱۰، السنن الکبریٰ للنسائی ج ۶ ص ۲۲۰، شعب الایمان برقم: ۱۴۲۲، ۹۷۸۶، عمل الیوم واللیلة ج ۱ ص ۵۰۲، مسند ابی یعلیٰ برقم: ۱۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، پھر (یہ کہہ کر) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں) زار و قطار رونے لگے، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت عطا نہیں کی گئی، پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔

⑬..... عن جابر بن سمرہ قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول ان اهل الدرجات العلى يراهم من هو اسفل منهم كما يرى الكوكب الدري في افق السماء وابو بكر وعمر منهم وانعما۔

(المعجم الکبیر ج ۲ ص ۲۵۴ برقم: ۲۰۳۲، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۹۲ ج ۴ ص ۱۸۵، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۴، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین ج ۱ ص ۲۱۹ برقم: ۱۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۱، ۴۷۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جنت میں اعلیٰ درجات پر فائز لوگوں کو کم درجات والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جیسے وہ آسمان کے افق پر چمکتے ستاروں کو دیکھتے ہیں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما (ان اعلیٰ درجات والوں) میں سے ہیں اور کیا ہی خوش نصیب ہیں۔

اس روایت کو نقل کر کے ابن شاہین لکھتے ہیں:

تفرد ابوبکر وعمر بهذه الفضيلة۔

ترجمہ: اس فضیلت کی وجہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما باقیوں سے

بڑھ گئے۔

④..... عن جابر بن عبد الله قال مشيت مع رسول الله ﷺ الى امرأة من الانصار فذبحت لنا شاة فقال رسول الله ﷺ ليدخلن رجل من اهل الجنة فدخل ابوبكر - الحديث۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۱، ۳۸۷ برقم: ۱۴۰۲۳، ۱۴۶۲۹، مصنف ابن شیبہ ج ۷ ص ۴۷۵، مسند الطیالسی ج ۱ ص ۲۳۳ برقم: ۱۷۷۰، المعجم الاوسط ج ۸ ص ۴۱، فضائل الصحابة ص ۶۱، السنن ابن ابی عاصم ج ۲ ص ۶۲۲ برقم: ۱۲۳۹، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۲ ص ۳۲۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی (وہاں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ابھی یہاں) اہل جنت میں سے ایک شخص داخل ہوگا، پس تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکر داخل ہوئے..... الخ۔

①۵..... حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے تھے، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ فرمایا پھر گلے لگا کر آپ رضی اللہ عنہ کے منہ کو چوم لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن! میرے نزدیک ابوبکر کا وہی مقام ہے جو اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۶۰)

①۶..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک بار رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور رات روشن تھی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! وہ عمر ہیں، جن کی نیکیاں ان ستاروں جتنی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پھر میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کس درجہ میں ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۰)

①۷..... حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جنگ اُحد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے) مقابلے کے لئے لٹکارتا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں ان کے اول دستے میں گھس جاؤں گا، تو نبی کریم ﷺ نے آپ ﷺ سے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! ابھی ہمیں اپنی ذات سے بہت سے فائدے اٹھانے دو اور تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نزدیک تمہاری حیثیت بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہے۔

(روح البیان ج ۹ ص ۴۱۳، روح المعانی ج ۲۸ ص ۳۲۳، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۹، ۱۶۰)

۱۸..... حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرشتے ابوبکر صدیق کو روز قیامت لائیں گے اور انبیاء و صدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۲۵۵، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۵۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۵۴)

۱۹..... حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک بلند وبال محل دیکھا جس پر ریشم کے پردے لگے ہوئے تھے میں نے کہا: جبریل! یہ محل کس کے لیے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ ﷺ!) یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۵۸، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۵۸)

۲۰..... حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کچھ جنتی حوروں کو پھولوں سے

پیدا فرمایا ہے اور انہیں گلابی حوریں کہا جاتا ہے ان سے صرف نبی یا صدیق یا شہید ہی نکاح کر سکتے ہیں اور ابو بکرؓ کو ایسی چار سو (۴۰۰) حوریں دی جائیں گی۔

(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۵۸)

②..... حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے، اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے بہتر جزا دے کہ اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۱۴)

③..... حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک روز ہم اللہ عز و جل کے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے بعد ساری امت سے افضل ہے، وہ روز قیامت انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح شفاعت کرے گا۔ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے، رسول اللہ ﷺ اٹھے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان کے ساتھ معافۃ بھی کیا۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۵۵)

④..... حضرت سیدنا اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے:

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا: اے سردار عرب، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سدا رہوں اور تمہارے والد ابو بکر عرب کے دانشوروں کے سرادر ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۴، ۴۷۵)

⑤..... حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جنگ حنین میں ہم رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں جہاد کے لیے نکلے، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو مسلمان منتشر ہو گئے، میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر حاوی دیکھا، تو میں گھوم کر اس کی پشت کی جانب سے حملہ آور ہوا، اور اس کے کندھے پر بھرپور ضرب لگائی، جس سے اس کی ذراع کٹ گئی، وہ پلٹ کر مجھ پر حملہ آور ہوا، لیکن میری زوردار ضرب نے اسے موت کے قریب کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ گہرے زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے، موت کے گھاٹ اتر گیا، پھر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے پوچھا کہ آج لوگوں کو کیا ہو گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عزوجل کا حکم۔ پھر مسلمان فتح یاب ہو کر واپس لوٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کافر کو (مقابلہ کرتے ہوئے خود) قتل کیا اسے مقتول کا مال و اسلحہ دے دیا جائے، جبکہ وہ قتل پر گواہی لائے، حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے بھی چونکہ ایک کافر کو قتل کیا تھا، لہذا میں نے کھڑے ہو کر کہا: میرے قتل کرنے پر کوئی گواہی دینے والا ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا، یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے دوبارہ وہی جملہ ارشاد فرمایا تو میں پھر اٹھا اور کہا: میرے قتل کرنے پر کوئی گواہی دینے والا ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے تیسری بار وہی ارشاد فرمایا: تو میں ایک بار پھر کھڑا ہو گیا لیکن میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوقنادہ! کیا بات ہے؟ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں سارا ماجرا پیش کر دیا، اچانک ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کی گواہی میں دیتا ہوں اور انہوں نے جس کافر کو قتل کیا تھا اس کا سارا سامان میرے ہی پاس ہے اور میں چاہتا ہوں وہ میرے ہی پاس ہے، لہذا آپ مجھے اس سے دلواد دیجئے، یہ سن کر حضرت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں، کیا اللہ عزوجل کے شیروں میں سے ایک ایسے شیر کے ساتھ جو میدان جنگ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر لڑا ہو یہ زیادتی کر سکتی ہے کہ وہ اپنا مال تمہیں دے دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے، لہذا البوقادہ کا مال اسے واپس دے دو، یہ سن کر اس نے میرا مال مجھے واپس کر دیا، چنانچہ میں نے وہ مال بیچ کر بنو سلمہ کا ایک باغ خرید لیا اور اسلام میں یہ سب سے پہلا مال غنیمت تھا جو مجھے ہی ملا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۸ کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین،

الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۶)

②۵..... حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! ابوبکر ایسی شخصیت ہیں کہ ان کی طرف سے مجھے کبھی کوئی برائی نہیں پہنچی۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۶، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۶۱، الصواعق المحرقة ص ۹۹)

②۶..... حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الہی! تو نے میری امت کے لئے میرے صحابہ میں برکت فرمائی، پس ان کی برکت سلب نہ فرمانا اور انہیں ابوبکر پر جمع کر دینا اور وہ اس کے حکم سے منتشر نہ ہوں اور ابوبکر تیرے حکم پر اپنے حکم کو ترجیح نہ دے۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۱۸ ص ۳۹۱، جمع الجوامع ج ۲ ص ۹۹،

الریاض النضرہ ج ۱ ص ۳۶)

②۷..... حضرت سیدنا زید بن اونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ پھر آپ صحابہ کرام کے چہروں پر نظر فرمانے لگے تو وہ موجود نہ تھے آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا، یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: میں تم سے جو بات کرتا ہوں اسے یاد کر لو اور اسے کبھی نہ بھلانا اور اس کو تمہارے بعد والے (بھی) بیان کریں، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے مجھے چنا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”اللہ یصطفیٰ من الملئکة رسلا ومن الناس“ (الحج: ۷۵) ”اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے“ یہ ایسی مخلوق ہے جسے وہ جنت میں داخل فرمائے گا اور میں نے تم میں سے جسے پسند کیا اسے چن لیا اور میں تمہارے درمیان بھائی چارہ مقرر کرتا ہوں جس طرح اللہ عزوجل نے فرشتوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ پس اے ابوبکر! اٹھ کر میرے سامنے آ جاؤ، بے شک تیری میرے ساتھ ایک خاص ہمدردی ہے جس کا بدلہ اللہ عزوجل تمہیں عطا فرمائے گا، اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو تجھے بناتا اور تمہاری مجھ سے قربت ایسی ہے جیسے جسم سے قمیص کی۔ پھر حضرت ابوبکر ایک طرف ہو گئے..... الخ۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۲، ۲۳)

②۸..... حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ کفار کی عورتیں (معافی مانگنے کے لئے) آپ کے گھوڑے کے منہ کے آگے دوپٹے کر رہی ہیں تو آپ ﷺ، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرانے لگے (گویا آپ نے سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی خوشی میں شریک کیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! حسان بن ثابت نے کیا کہا ہے؟ تو حضرت ابوبکر نے آپ کو شعر سنائے،

عدمت تلتی ان لم تروها تثیر النعم من کتفی کداء

یما زغن عن الاعداء مسرعات یلطمهن بالخمر النساء

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسے حسان نے کہا ہے اسی طرح داخل ہو جاؤ!۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۸)

۲۹..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر عتیق فی السماء وعتیق فی الارض۔

(مسند الفردوس ج ۱ ص ۲۵۰ برقم: ۱۷۸۸)

ترجمہ: یعنی ابوبکر آسمان میں بھی عتیق ہیں اور زمین میں بھی عتیق ہیں۔

۳۰..... حضرت نبی حبشیہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”یا ابا بکر ان الله قد سماک الصدیق“

ترجمہ: یعنی اے ابوبکر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ”صدیق“ رکھا۔

(الاصابة فی تمیز الصحابة ج ۸ ص ۳۳۲)

۳۱..... حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک دفعہ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایک

کونے میں بیٹھ گئے، کافی دیر تک وہیں بیٹھے رہے، اچانک وہاں سے حضرت سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ گزرے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابوقحافہ کے بیٹے

ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! کیا آپ بھی انہیں پہچانتے ہیں، عرض کیا: اس رب (عزوجل) کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! ابو بکر زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں، اور آسمانوں میں ان کا نام ”حلیم“ ہے۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۱)

③..... حضرت سیدنا ابوالعالیہ (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے، فرمایا: میں اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں، جب وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: میں اپنی عزت اور غیرت کی حفاظت کے لئے شراب نہیں پیا کرتا تھا کیونکہ جو شراب پیتا ہے اس کی عزت و غیرت دونوں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے دوبار ارشاد فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۰، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۲، تاریخ مدینہ دمشق

لابن عساکر ج ۳ ص ۳۰)

④..... حضرت سیدنا عمر بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ (عزوجل و ﷺ) نے ایک دن اپنا خواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے دیکھا کہ کچھ سیاہ بکریاں میرے پیچھے آگئیں، پھر چند سفید بکریاں ان کالی بکریوں کے پیچھے آگئیں اور سفید بکریاں بڑھتے بڑھتے اتنی تعداد میں ہو گئیں کہ سیاہ بکریاں ان میں دکھائی نہ دیتی تھیں، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! (اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ) سیاہ بکریاں عرب کے لوگ ہیں جو آپ پر ایمان لائیں گے اور کثرت سے ہوں گے جبکہ سفید بکریوں سے مراد آپ

پر ایمان لانے والے عجمی لوگ ہیں، جن کی اتنی کثیر تعداد آپ پر ایمان لائے گی کہ ان کی کثرت کی وجہ سے عرب دکھائی نہیں دیں گے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ تعبیر بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح کی تعبیر سحری کے وقت فرشتے نے بھی بتائی ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۵، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۳۷)

③..... حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے رات خواب میں دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکرے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور میں نے دیکھا کہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں کے چلوہ بنا کر اس شہد اور گھی کو لینے کی تگ و دو کر رہے ہیں، کوئی زیادہ لے رہا اور کوئی بہت کم، پھر میں نے آسمان سے ایک رسی لٹکی دیکھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، آپ کے بعد ایک اور شخص آیا اور وہ رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص آیا اور وہ بھی رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، اس کے بعد تیسرا شخص آیا اور اس نے اوپر چڑھنا چاہا تو وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر وہ رسی جوڑی گئی (اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا)، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ آپ پر فدا، اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر بیان کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں ابوبکر بیان کرو، عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بادل سے مراد اسلام ہے، گھی اور شہد سے مراد قرآن، اس کی مٹھاس ہے، اور جو لوگ اسے لے رہے ہیں وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ کوئی قرآن پاک کی تلاوت زیادہ کرے گا اور کوئی کم اور آسمان سے لٹکی ہوئی رسی سے مراد وہ راہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں، اور آپ کے رب عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعت و بلندی عطا فرمائی۔ آپ کے بعد

ایک شخص آئے گا جو اسی راستے پر چلتا رہے گا اور وہ کامیاب ہو جائے گا، اس کے بعد بھی ایک دوسرا شخص بھی کامیابی حاصل کر لے گا، البتہ اسکے بعد جو تیسرا شخص آئے گا اسے اس راہ میں تکالیف اور پریشانیاں لاحق ہوں گی لیکن بالآخر وہ بھی کامیابی کا زینہ طے کر لے گا..... الخ۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۳، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۳، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۷)

③..... حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریش (کفر کرنے والے) کی ہجو کرو، کیونکہ ان پر یہ ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ تکلیف دہ ہے، پھر آپ ﷺ نے حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ (کفار) قریش کی ہجو کرو، انہوں نے (کفار قریش) کی ہجو کی لیکن آپ ﷺ کو پسند نہ آئی، پھر آپ ﷺ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور پھر حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پھر آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا وہ آئے تو عرض کیا: اب وقت آگیا ہے، کہ آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دُم سے مارتا ہے، پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی عرض کرنے لگے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا، جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں، رسول اللہ عزوجل کو ﷺ نے فرمایا: اے حسان! جلدی نہ کرو (کیونکہ تم قریش کی کیسے ہجو کرو گے، جبکہ میں بھی قریش سے ہوں، میرے چچا کا بیٹا ابوسفیان بھی قریش سے ہے)، لہذا تم ابو بکر سے مشورہ کر لو کیونکہ وہ قریش کے ماہر انساب ہیں، حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے اس معاملہ میں مشاورت کی، انہوں نے فرمایا: ہجو سے فلاں فلاں کو نکال دو اور فلاں فلاں کو شامل کرلو۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پھر لوٹ آئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قریش کی ہجو کی تو قریش نے سن کر کہا: حسان کے ان اشعار کو سن کر لگتا ہے ان کی ابو بکر نے معاونت کی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اشعار سنے تو ارشاد فرمایا: حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۰، ملخصاً اسد الغابہ ج ۲ ص ۸ باب الحاء السین،

الاستیعاب ص ۱۸۹، ۱۹۰ ترجمہ نمبر ۵۲۱ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۰۱)

۳۱..... یوسف بن ماہک اپنے باپ، اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! ابو بکر کے بارے میں میرا لحاظ کرو، پس بلاشبہ اس نے جب سے میری صحبت اختیار کی ہے مجھے کوئی ایذا نہیں دی۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۳۳)

۳۲..... حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر رات گئے تک مسلمانوں کے معاملات پر مشاورت اور گفتگو کرتے رہتے تھے ایک دن حسب معمول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے مصروف کلام رہے، میں بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، ہم بھی باہر آگئے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا

ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت قرآن سننے لگے اور ارشاد فرمایا: اگر کوئی قرآن کی تلاوت اسی طریقے اور ہیئت پر کرنا چاہے جیسا وہ نازل ہوا تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی طرح قرآن پڑھے۔

(المستدرک ج ۲ ص ۳۴۲ کتاب التفسیر، مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۵ برقم ۱۷۵، سنن کبریٰ بیہقی ج ۱ ص ۴۵۲، ۱۵۳، مسند ابی یعلیٰ ج ۱ ص ۱۸۲ برقم ۱۸۱، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۸۷، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۹)

③۸..... حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے:

مَا أَظَلَّتِ الْخَضِرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغُبَرَاءُ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي بَكْرٍ مِنْ سِرَّةٍ
ان ينظر على مثل عيسى في الزهد فليَنظر اليه۔ (الرياض النضره ج ۱ ص ۷۱)
ترجمہ: یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر لہجہ کی صداقت والا کوئی نہیں جو زہد و تقویٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابو بکر صدیق کو دیکھ لے۔

③۹..... عن أنس رضي الله عنه قال: لقد ضربوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حتى غشي عليه فقام أبو بكر رضي الله عنه فجعل ينادي ويقول: ويلكم أقتلون رجلاً أن يقول ربي الله؟ قالوا من هذا؟ فقالوا: هذا ابن أبي قحافة المجنون۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۳، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۷۱، الاحادیث المختارہ ج ۶ ص ۲۲۱، فضائل الصحابة ص ۵۸ برقم ۲۱۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کفار و مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر جسمانی اذیت پہنچائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (آئے اور) کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے: تم تباہ و برباد ہو جاؤ، کیا تم ایک (معزز) شخص کو صرف اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ عزوجل ہے؟ اُن (ظالموں) نے کہا: یہ کون ہے؟ (کفار و مشرکین میں سے کچھ) لوگوں نے کہا: یہ ابوقحافہ کا بیٹا ہے جو (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں) مجنوں بن چکا ہے۔

④..... عن ابن عمر قال: "كنت عند النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وعنده أبو بكر الصديق، وعليه عباءة قد خللها في صدره بخلال، فنزل عليه جبريل عليه السلام فقال: يا محمد مالي أرى أبا بكر عليه عباءة قد خللها في صدره بخلال؟ فقال: يا جبريل، أنفق ماله عليّ قبل الفتح، قال: فإن الله عزوجل يقرأ عليه السلام ويقول قل له: أراض أنت عني في فرك هذا أم ساخط؟ وفي الرياض النضرة: (فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: يا أبا بكر، إن هذا جبريل يقرئك من الله السلام ويقول لك: أراض أنت في فرك هذا أم ساخط؟) فقال أبو بكر: أسخط عليّ ربّي؟ أنا عن ربّي راض، أنا عن ربّي راض، أنا عن ربّي راض۔

(حلیۃ اولیاء ج ۷ ص ۱۰۵، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۳، تحت سورۃ الحديد آیت نمبر ۱۰، الصواعق المحرقة ص ۱۰۴، ۱۰۵، تاریخ الخلفاء ص ۳۹، الرياض النضرة ج ۱ ص ۷۰، صفۃ الصفوة ج ۱ ص ۲۵۰، تفسیر بخوی ج ۳ ص ۲۶۹، تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۲۹۱ تحت سورۃ الحديد، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۷۱، ۷۲، ۷۳)

ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی عباء (وہ لباس جو سامنے سے کھلا ہوا ہو اور اس کو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے) پہنی ہوئی تھی جسے اپنے سینے پر خلال (لکڑی کے ٹکڑے) سے جوڑا ہوا تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عباء پہن کر اسے اپنے سینے پر ٹانگا ہوا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! انہوں نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر (میری مدد و نصرت کے لیے) خرچ کر ڈالا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ رب العزت نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہیں، کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! یہ جبریل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تم پر سلام لے کر آیا ہے اور اس نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا میں اپنے رب کریم پر ناراض ہو سکتا ہوں گا؟ میں تو اپنے رب سے (ہر حال میں) راضی ہوں میں، اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

③..... عن عائشة أم المؤمنين: أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم سمی أبابکر الصديق عتيقا۔
(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۰)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھا۔

④..... أنس بن مالك الأنصاري وكان تبع النبي صلی اللہ علیہ وسلم وخدمه وصحبه. أن

أبا بکر كان يصلي لهم في وجع النبي ﷺ الذي توفي فيه حتى إذا كان يوم الاثنين وهم صفوف في الصلاة فكشف النبي ﷺ ستر الحجرة ينظر اليها وهو قائم كأن وجهه ورقة مصحف ثم تبسم يضحك فهمنا أن نفتن من الفرح برؤية النبي ﷺ فنكص أبو بكر على عقبه ليصل الصف وظن أن النبي ﷺ خارج إلى الصلاة فأشار اليها النبي ﷺ: أن أتموا صلاتكم وأرخي الستر فتوفي من يومه ﷺ -

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۳، ۱۰۴، ۱۶۰، ج ۲ ص ۶۴۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۹، ابن

ماجنہ ص ۱۱۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم ﷺ کے اتباع کرنے والے، آپ کی خدمت و صحبت میں رہتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے مرض وصال کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ پیر کا دن آگیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی حالت میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ (اس دوران) نبی کریم ﷺ نے (اپنے) حجرہ مبارک سے پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر ہمیں دیکھنے لگے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور کھلے ہوئے قرآن کی طرح ہے پھر آپ ﷺ تبسم ریز ہوئے۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کے دیدار کی خوشی سے نماز توڑ دیں، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں کے بل (مصلی امامت سے) پیچھے لوٹے تاکہ آپ ﷺ صف میں شامل ہو جائیں اور گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے (گھر سے) باہر تشریف لانے والے ہیں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز کو مکمل کرو اور پردہ نیچے سرکا دیا۔ پھر آپ ﷺ کا اسی دن

وصال ہو گیا۔

③..... عن أبی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من أصبح منکم الیوم صائمًا قال أبو بکر: أنا قال: فمن تبع منکم الیوم جنازۃ قال أبو بکر: أنا قال: فمن أطعم منکم الیوم مسکینًا قال أبو بکر: أنا قال: فمن عاد منکم الیوم مریضًا قال أبو بکر: أنا، فقال رسول اللہ ﷺ: ما اجتمعن فی امرئ إلا دخل الجنۃ۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۹ کتاب الزکوۃ، باب من ضم الی الصدقۃ غیر من اعمال البر، السنن الکبریٰ برقم: ۸۱۰۷، تاریخ الخلفاء ص ۵۵، الصواعق المحرقة ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آج کے دن تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

④..... عن عائشۃ أم المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ ﷺ: من

سرّہ أن ینظر الی عتیق من النار فلم یظر الی أبی بکر وان اسمہ الذی سمّاه أہلہ لعبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو حیث ولدہ فغلب علیہ اسم عتیق

(المستدرک ج ۳ ص ۲۷۸ کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ عنہم، المعجم الكبير)

ج ۱ ص ۵۴، مسند ابی یعلیٰ ج ۸ ص ۳۰۲، تاریخ الخلفاء ص ۲۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۸
تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۷۰ (۷)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا پسند ہو وہ ابو بکر

ﷺ کو دیکھ لے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ولادت کے وقت آپ کے گھر والوں نے

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو رکھاتھا، پھر اس پر عتیق کا لقب غالب آ گیا۔

②٤..... عن عائشة أنّ أبابكر رضى الله عنه دخل على رسول الله ﷺ

فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْذِرُ سَمَى عَتِيقًا۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص ۵۵۶، تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۹)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

آپ ﷺ نے فرمایا: تم عتیق (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد) ہو، پس اُس

دن سے آپ ﷺ کا نام ”عقیق“ رکھ دیا گیا۔

③..... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: أتاني جبرائيل فأخذ بيدي

فأراني باب الجنة الذي تدخل منه أمتي فقال أبو بكر: يا رسول الله، عوددت أني

كنت معك حتى أنظر إليه فقال رسول الله ﷺ: أما أنت يا أبا بكر، أول من

يدخل الجنة من أمتي -

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۲ کتاب النبی، المستدرک ج ۳ ص ۳۸۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۶، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۰۶، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۴۱، المعجم الاوسط ج ۱ ص ۶۱۳ برقم ۴۵۹۲، الصواعق المحرقة ص ۹۶، فضائل الصحابہ ص ۶۶ برقم ۲۵۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت (جنت میں) داخل ہوگی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ میں بھی جنت کا وہ دروازہ دیکھتا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! بلاشبہ تم میری امت کے وہ پہلے شخص ہو جو جنت میں داخل ہو گے۔

④..... عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: كنا عند النبي ﷺ فقال النبي ﷺ: يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فأطلع أبو بكر فسلم ثم جلس. (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، ابواب المناقب، المستدرک ج ۳ ص ۲۸۸ کتاب معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، فضائل الصحابہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مودار ہوئے، آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

⑤..... واخرج ابن عساكر عن انس رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: ((حب

ابی بکر وشکرہ واجب علی کل امتی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر سے محبت اور اس کا شکر ادا کرنا میرے ہر امتی پر

لازم ہے۔

③..... عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: حبّ ابی

بکر وشکرہ واجب علی امتی۔

(الفردوس ج ۲ ص ۱۴۲، تاریخ بغداد ج ۵ ص ۴۵۱، تاریخ الخلفاء ص ۵۸،

الصواعق المحرقة ص ۱۰۴، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۲)

ترجمہ: حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم

ﷺ نے فرمایا: اللہ سے محبت اور اس کا شکر ادا کرنا میرے امتی پر واجب ہے۔

⑤..... عن عبد اللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: من جرّ ثوبه خيلاء لم

ينظر الله اليه يوم القيامة فقال أبو بكر: إنّ أحد شقيّ ثوبي يسترخي، إلا أن

اتعاهد ذلك منه فقال رسول اللہ ﷺ: أنّك لست تصنع ذلك خيلاء۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶، کتاب المناقب، ج ۲ ص ۸۶۰ کتاب اللباس،

ج ۲ ص ۸۹۵ کتاب الادب، مشکوٰۃ ص ۳۷۶ کتاب اللباس، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۸

کتاب الزیئۃ، اسبال الازار، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب اللباس، تاریخ الخلفاء

ص ۵۵، الصواعق المحرقة ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کپڑے کو تکبر سے گھسیٹا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک کونہ لٹک جاتا ہے، سوائے اس صورت کے کہ میں اس کی احتیاط کروں، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا ازراہ تکبر نہیں کرتے۔ (لہذا تمہیں معاف ہے)

⑤..... عن ابن عمر أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لأبي بكر: أنت صاحبى على الحوض بوصاحبى فى الغار۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، تاریخ الخلفاء ص ۵۶، الصواعق المحرقة ص ۹۷، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۸۹)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم حوض (کوثر) پر میرے ساتھی ہو اور غار (ثور) میں بھی میرے ساتھی ہو۔

⑥..... عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لجبريل ليلة أسرى به: إن قومى لا يصدقوننى فقال له جبريل: يصدقك أبوبكر وهو الصديق۔

(طبرانی اوسط ج ۷ ص ۱۶۶، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۱۵، تاریخ الخلفاء ص ۳۰، الصواعق المحرقة ص ۹۸، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱)
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے شب اسری کے موقع پر

فرمایا: اے جبریل! میری قوم (واقعہ معراج کے بارے میں) میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

⑤..... عن عائشة رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال ((أبو بکر منی وانا منه وأبو بکر أخی فی الدنیا والآخرۃ۔

(الفردوس بما ثور الخطاب ج ۱ ص ۲۳۷ رقم ۱۷۸۰، کنز العمال ج ۱۱، الصواعق المحرقة ص ۹۶، الروض الانیق فی فضل الصدیق رضی اللہ عنہ للسيوطی رقم: ۱۳) ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور ابوبکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔“

⑥..... عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص، قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: أتانی جبریل علیہ السلام فقال لی یا محمد ان اللہ تعالیٰ أمرک أن تستشیر أبا بکر۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۹، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۲۹، الصواعق المحرقة ص ۲۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میرے پاس جبریل آئے، انہوں نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ابوبکر سے مشورہ کیا کریں۔

⑦..... (عن عائشة، أن رسول اللہ ﷺ) قال أہی اللہ والمؤمنون أن یختلفوا

علیک یا آبا بکر۔

(فضائل الصحابہ ص ۵۹ برقم: ۲۲۶، طبقات کبری ج ۳ ص ۱۸۰، الروض الانیق

برقم: ۱، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۶۸، ۲۶۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور ایمان والے اس بات کا انکار کرتے

ہیں کہ آپ پر اختلاف کیا جائے اے ابو بکر۔

⑤۶..... عن ام هانئ قالت..... سمعت رسول الله ﷺ يقول يؤمنذ يا ابا بکر ان

الله قد سماك الصديق۔

(الفردوس بماثور الخطاب ج ۵ ص ۳۰۷، الاصابہ ج ۸ ص ۱۳۷، تفسیر درمنثور

ج ۵ ص ۱۸۲)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

میں نے سنا اس دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر اللہ تعالیٰ نے تیرا نام

صدق رکھا ہے۔

⑤۷..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر چالیس ہزار خرچ کیے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۹۸۵، البریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۱۴، ابن عساکر ج ۳ ص،

تاریخ الخلفاء ص ۳۹)

⑤۸..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں ان کے پاس تھی، انہوں نے مجھ

سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ میں نے بتایا: تین کپڑوں میں، انہوں نے کہا: میں جو دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں مجھے ان ہی دو کپڑوں میں کفن دے دینا، اور ان کے بجائے ایک نیا کپڑا خرید لینا کیونکہ مردہ کی بہ نسبت زندہ کو نئے کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ یہ کپڑے تو پیپ سے لتھر جائیں گے۔

(صحیح ابن حبان: ۳۰۳۶)

یہ حدیث آپ کی انکسار و ایثار اور محبت سرکار ابد قرار سے صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح دلیل ہے۔

⑤۸..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کی بالائی بستی میں تھے، حضرت عمر نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے، حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میرے دل میں یہی بات آئی تھی، اور اللہ آپ کو ضرور اٹھائے گا اور آپ (چوروں اور ڈاکوؤں کے) ضرور ہاتھ پیر کاٹ دیں گے، پھر حضرت ابوبکر آگئے، انہوں نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور آپ کو بوسا دیا، اور کہا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ پاکیزگی کے ساتھ زندہ رہے اور پاکیزگی کے ساتھ فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں ہرگز نہیں چکھائے گا، پھر وہ باہر آئے اور کہا: اے قسم کھانے والے! ٹھہر جاؤ، جب حضرت ابوبکر نے یہ کہا تو حضرت عمر بیٹھ گئے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۶، ۵۱۷ ج ۲ ص ۶۴۰، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۶۰ برقم: ۱۸۴۰،

سنن ابن ماجہ ص ۱۰۶، مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۷، صحیح ابن حبان برقم: ۶۲۲۰، السنن الکبریٰ

للنسائی برقم: ۷۲۲۳)

۶۰..... نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

میں نے جب سے ہوش سنبھالا میرے ماں باپ دین اسلام کے مطابق عبادت کرتے تھے، اور ہر روز صبح یا شام کو ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آتے تھے، جب مسلمان فتنہ میں مبتلا ہوئے تو ہجرت کر کے حبشہ کی طرف جانے لگے حتیٰ کہ جب وہ برک النعماد پر پہنچے تو ان کو ابن الدغنه ملا اور وہ ایک بستی کا سردار تھا، اس نے کہا: اے ابوبکر! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے کہا: مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سفر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنه نے کہا: آپ ایسا شخص خود جائے گا نہ اس کو جانے دیا جائے گا، جس کے پاس مال نہ ہو، آپ اس کے لئے مال کماتے ہیں، رشتہ داروں سے مل کر رہتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کے راستے میں جو مشکلات آتی ہیں، ان میں مدد کرتے ہیں، میں آپ کا ضامن ہوں، آپ لوٹ آئیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۷ ج ۲ ص ۵۵۳، صحیح ابن حبان برقم: ۶۲۷۷، مسند احمد ج ۶ ص ۱۹۸، مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۸۶ برقم: ۹۷۴۳، تہذیب حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۵)

۶۱..... حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انہوں نے ابو طلحہ سے پوچھا: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق کیوں رکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو خانہ کعبہ میں لے کر گئیں، پھر دعا کی:

اللهم ان هذا عتيق من الموت فهبة لي۔

ترجمہ: یعنی اے اللہ بے شک یہ بچہ موت سے آزاد ہے، اسے مجھے عنایت فرما۔

• (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

③..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

آپ نے فرمایا: میں ایک دن اپنے گھر میں تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) کے صحن میں تشریف فرما تھے، میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عتيق من الناس (یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد) کو دیکھنا پسند کرتا ہے تو وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

④..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: یا ابا بکر انت عتيق الله من النار۔

ترجمہ: اے ابوبکر! تو دوزخ کی آگ سے خدا تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے۔

پس اسی روز سے آپ کا نام عتيق ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

⑤..... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق کا اصلی نام عبداللہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز

فرمایا: انت عتيق الله النار۔ اس دن سے آپ کا نام عتيق ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

﴿افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ﴾

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، عظیم البرکت الشام امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ رحمۃ القوی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر ایک مستقل کتاب ”مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین“ کے نام سے تصنیف فرمائی ہے۔ آپ مسئلہ افضلیت پر اہلسنت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”تنقیح: سلسلہ تفصیل، عقیدہ اہل سنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العالمین واکرم المخلوقین محمد، رسول رب العالمین ہیں علیہ السلام، پھر انبیائے سابقین، پھر ملائکہ مقربین، پھر شیخین، پھر ختمین، پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔“
(مطلع القمرین ص ۵۴ مطبوعہ جامعہ اسلامیہ کھاریاں)

﴿..... اس موقف کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:

”حاصل یہ کہ تفصیل صدیق قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت، جو اس سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطرہ ہو، انتہی، عجب اس سے جو اجماع صحابہ وتابعین وکافہ اہل سنت کا خلاف کرے پھر آپ کو سنی جانے، اے عزیز جیسے تمام ایمانیات پر، یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے، اور ایک کا انکار کا فر مرتد کر دیتا ہے، اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہلسنت میں ان کے موافق ہو، اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے، ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے۔ (ایضاً ص ۶۵)

..... آپ مزید فرماتے ہیں:

پ بالجملة: بین و بین ہو گیا کہ اہل بدعت کسی افسوسناک حالت میں ہیں اور تفصیلیہ و سنفسیہ ان کی شاخ۔ پس حکم، نماز کا، ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ۔ (ایضاً ص ۸۲)

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیات قرآن کی روشنی میں:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جو آیات قرآن فیہ نقل فرمائی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

﴿.....﴾ آیت اولیٰ: قال اللہ ربنا تبارک و تعالیٰ:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (الحجرات: ۱۳)

بے شک سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا ”اتقی“ ہے یعنی بڑا پرہیزگار۔

یہاں تو ”اتقی“ کو سب پر تفصیل دیتے ہیں اور زیادت کرامت عند اللہ

میں ترجیح دیتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

وسيجنبها الاتقی الذی یؤتیہ مالہ یتزکی وما لاحد عنده من نعمۃ

تجزی الا ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ ولسوف یرضی۔ (اللیل: ۲۰ تا ۱۸)

یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا

ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، مگر تلاش اپنے برتر

پروردگار کی رضا مندی کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

آیہ کریمہ میں باجماع مفسرین ”اتقی“ سے جناب سیدنا امام المتقین ابو بکر

صدقہ نقی ﷺ مراد ہیں۔

﴿...﴾ امام محی السنہ بغوی فرماتے ہیں:

یعنی ابابکر فی قول الجمیع۔ (تفسیر معالم التنزیل، سورۃ اللیل)

﴿...﴾ اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا۔

(زاد المسیر، سورۃ اللیل)

اور یہ معنی ابوبکر ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن زہیر و محمد بن اسحاق و غیر ہم محدثین کی احادیث میں وارد حتیٰ کہ طبری باوجود رفض تفسیر مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور اقرار سے چارہ نہ پایا۔

یہ نتیجہ بشہادت قرآن عزیز نکلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل امت ہیں۔ وهو المقصود و کفی باللہ شہیدا۔

﴿...﴾ آیت ثانیہ: قال اللہ عز من قائل:

ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات باذن الله ذلك هو الفضل الكبير۔ (الفاطر: ۳۲)

پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے، پس کوئی ان میں اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے، بھلائیوں میں خدا کی پروا لگی سے، یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول: وباللہ التوفیق آیت کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امت مرحومہ مقبولہ

محمدیہ مصطفویہ علیہ علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ مراد، جس کی حق سبحانہ نے تین قسمیں فرمائیں.....
تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع و منقاد و سرپا اہتداء و رشاد جو حسنات کی طرف مسارعت
کرتے اور میدان خیرات میں قصب السبق لے جاتے ہیں۔ ان کی نسبت ان کا مالک
مہربان فرماتا ہے: ذلک هو الفضل الكبير۔

فضل کبیر و بزرگی عظیم ان ہی کو حاصل۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بہ نسبت بقیہ امت اسی قسم میں
داخل، لہذا وہی فضیلت عالیہ لے گئے اور سادات امت قرار پائے۔

اب تلاش کرنا چاہئے اسے جو گروہ صحابہ میں سرفراز اور اس صفت شریفہ کے
ساتھ ممتاز ہو کہ بحکم آیہ کریمہ افضلیت مطلقہ اسی کا بہرہ خاصہ..... یاں وصف مذکورہ میں
اس بارگاہ اکرم کے وزیر اعظم یعنی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب پر تفوق ظاہر و تقدم
باہر ہے حتیٰ ”سباق بالخیرات“ اس ذات جامع البرکات کا نام قرار پایا اور صیغہ مبالغہ
نے لطف تازہ دکھایا۔

فقد اخرج ابو یعلیٰ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت فی
المسجد اصلی فدخل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومعہ ابوبکر
وعمر فوجدنی أدعو فقال: سل تعطه، ثم قال: من اراد ان یقرء القرآن
غضا طریا فلیقرء بقراءة ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فأتانی ابوبکر
فبشرنی ثم أتانی عمر فوجد ابابکر خارجا قد سبقه فقال: انک لسباق بالخیر۔
(مسند ابی یعلیٰ برقم: ۱۷)

یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق و فاروق تھے۔ پس حضور نے مجھے دعا کرتے پایا۔ فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تروتازہ پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود کی قرأت پر پڑھے۔ بعدہ میں اپنے گھڑ لوٹ آیا، صدیق آئے اور مجھے اس دولت عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مژدہ دیا۔ پھر فاروق آئے تو ابوبکر کو نکلتے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق سے کہا:

بے شک آپ سباق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لے جانے والے ہیں۔
واخرج ابوبکر بن ابی شیبہ من حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی
قصة سقیفة بنی ساعدة فی حدیث طویل انه قال یامعشر الانصار یامعشر
المسلمین ان اولی الناس بامر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدہ
ثانی اثین انهما فی الغار ابوبکر و السباق المبین -

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۵۷۱ کتاب المغازی)

یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہ انصار! اے جماعت مسلمین!
بے شک امر رسول اللہ ﷺ کا ان کے بعد زیادہ مستحق، دوسرا ان دو کا ہے، جب وہ
دونوں غار میں تھے ابوبکر سباق مبین جن کا خیرات میں بہت پیشی لے جانا ظاہر و روشن
ہے۔

اقول: وہی یغفرلی

یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا جب

انصار کرام بقصد خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں۔ نزاع و مناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے باب استدلال تھا، اس وقت فاروق نے فضائل جلیلہ صدیق اور ان کا صاحب الغار و سباق بالخیرات ہونا اظہار اور اس سے استحقاق خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہو گیا۔ انصار خلاف سے باز آئے اور دست صدیق پر بیعت کی، پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم و مقبول تھا ورنہ معرکہ مباحثہ میں اس کے اذعان و قبول اور اس کی بنا پر منازعت سے رجوع و عدول کے کیا معنی تھے؟

اور خود ارشاد فاروقی میں لفظ ”مبین“ اس معنی پر دلیل مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن و بین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔

واخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر (بخاری ج ۲ ص ۶۱۳) قال فی مجمع البحار: ای لیس فیکم سابق الخیرات یقطع أعناق مسابقیہ حتی یلحقہ۔

خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جو ان سے فضائل و حسنات میں مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اور ان تک نہ پہنچے پائے۔

واخرج البزار عن عبدالرحمن بن ابی بکر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم زعم انہ لم یرد خیرا قط الا سبقہ الیہ ابو بکر۔

(تاریخ دمشق ج ۳ ص ۹۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۵)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابو بکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔

واخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیہ ابوبکر۔

(المجم الاوسط ج ۴ ص ۶۲۱ رقم: ۵۱۶۸)

یعنی مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے ہم نے کبھی کسی خیر و نیکی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جانا نہ چاہا مگر یہ کہ
ابوبکر ہم سے اس کی طرف سبقت و پیشی کر گئے۔

واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدثنی عمر بن
الخطاب انہ ما سابق ابابکر الی خیر الا سبقہ ابوبکر۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۶۵)

یعنی سرور عالم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے
جب کسی خیر میں ابوبکر سے مسابقت کی ہے ابوبکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول: وری یفقر لی

فکر تہ قیق اساس و طرز سخن شناس درکار ہے کہ اس حدیث کے انداز کلام کو
پہچانے، کس درجہ سید المرسلین ﷺ کو نشان صدیق سے اعتنا اور ان کی سبقت بالخیرات کا
اثبات منظور ہے۔ تمام عالم رسول اللہ ﷺ سے روایت اور ان کے کلام پاک کو دلیل
وجہت کرتا ہے یہاں خود حضور سرایا نور کس پیار سے فرماتے ہیں: ہم سے عمر بن الخطاب
کہتا تھا کہ ہمارا ابوبکر سابق بالخیر ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم۔

﴿.....﴾ آیت ثالثہ: قال ذو الفضل العظیم فی تنزیله العلی حکیم:

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی
والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان
یفقر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔ (النور: ۲۲)

اور قسم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں
اور خدا کی راہ میں گھریار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ بخش دیں اور درگزر
کریں۔ کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشے والا مہربان ہے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں اولوا الفضل کا خلعت گراں قیمت
صدیق اکبر کو عطا ہوا۔

فقد اخرج الامام البخاری ج ۲ ص ۵۰۱ عن ام المؤمنین الصديقة
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الافک الطویل قالت: فلما انزل اللہ هذا فی
براءتی قال ابوبکر الصديق وكان ینفق علی مسطح بن اثاثہ لقرابته منه
وفقره واللہ لا نفق علی مسطح شیئا ابدأ بعد الذی قال فی عائشة ما قال
فانزل اللہ ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة الکیة قال ابوبکر: واللہ انی لا
حب ان یفقر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقة التي كان ینفق علیہ وقال واللہ لا
انزعها منه ابدأ۔

ترجمہ: حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کہ قرآن مہاجرین سے تھے
اور صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر و قرابت کے ان کی خبر گیری کرتے اور

بسلوک و انفاق پیش آتے، جب بلائے افک میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے دامن عفت مامن، محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہا کی طہارت اور ہر لوٹ سے اس کی برأت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا۔ اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل و وسعت والے اہل قرابت و مساکین و مہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہوگئی درگزر کریں، معاف کریں۔ آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے طلب گار ہیں۔ جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو اور ار مسطح کا مقرر تھا، جاری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔

اب عقل سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب اولوا الفضل اور بزرگی والے تھے قرآن عزیز میں بالتخصیص جناب امام لمعتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیل واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں۔ جیسا کہ تمام صحابہ شرف صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لئے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی۔ سولہ برس کی عمر سے رفاقت حضور اختیار کی، عمر بھر حاضر دربار و شریک ہر کار و سولس لیل و نہار رہے، بعد وفات کنار جاناں میں جا پائی، روز قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے، حوض کوثر پر ہمراہ رکاب رہیں گے، پھر فردوس اعلیٰ میں رفاقت دائمی ہے۔

عارف سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

بود چندان کرامت و فضلش

که اولوا الفضل خواند ذوالفضلش
روز و شب ماه و سال در همه کار
ثانی اثنین اذهمافی الغار
صورت و سیرتش همه جان بود
زان ز چشم عوام پنهان بود

﴿۴﴾..... آیت رابعہ: قال اللہ جل ذکرہ:

الذی جاء بالصدق و صدق به اولئک هم المتقون ۔ (الزمر: ۳۳)

جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔

..... ❁ امیر المؤمنین مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عس - الذي جاء بالحق محمد صلى الله عليه وسلم والذي صدق

بہ ابوبکر الصدیق۔

جو حق لائے وہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابو بکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ۔

اقول: اب نظر باریک بین کو اجازت غور و تعمق دیا چاہئے کہ اس آیت کریمہ سے صدیق کا

فضل تقویٰ میں تمامہ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت، جس میں سوا منکر مکابر

کے کسی کو مجالِ جدال نہیں۔ اول تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار و اصفیاء اور باب

دیانت و اتقا تھے مگر صدیق سالتقویٰ کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور رب

انجالیہین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔

دوسرے رسول اللہ ﷺ کے نام پاک کے ساتھ انکا ذکر کرنا اور گویائیوں فرمانا کہ محمد ﷺ اور ابو بکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان و رفعت مکان سے آگاہ ہے۔ خیال تو کر، کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔ انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوایں صدیق اتقائے رسول اللہ ﷺ سے دوسرے درجہ میں نہ کہا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیت اولیٰ میں گزرا کہ مزیت تقویٰ موجب افضلیت ہے۔ اسی طرح انہیں صفت تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملاً و اعتقاداً دونوں طرح سب پر تفصیل ہے۔ وناہیک بالقرآن حکما۔

﴿.....﴾ آیت خامسہ: قال عز وکر:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔ (الحدید: ۱۰)

برابر نہیں تم میں جس نے راہ خدا میں خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑا، وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے۔

آیت کریمہ باعلیٰ نداء منادی کہ جنہوں نے ابتداء اسلام میں جو زمانہ ضعیف و غربت تھا اپنی جان و مال سے اس کی امداد اعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا و شوکت و ظہور و قوت و ثبات و قرار و امن و انتشار کے قتال و انفاق مال کیا۔ اب جسے تاریخ و قائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر

جائزہ داری و سپرداری و پروانہ داری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی۔ پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یہ پانچ آیتیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر تحریر فرمائی ہیں اور مزید پانچ آیتیں افضلیت شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے افضل ہونے) پر لکھی ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر چند روایات درج ذیل ہیں:

①..... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ۔

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴، تاریخ الخلفاء ص ۴۶، الکامل لابن عدی ج ۵

ص ۲۷۶، من اسمہ عکرمہ بن عمار، الصواعق المحرقة ص ۹۶)

ترجمہ: تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہیں نکلا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

②..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا۔ (الکامل لابن عدی برقم ۱۴۱۲)

ترجمہ: ابوبکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوائے انبیاء کے۔

③..... سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرِبَتْ عَلَى أَحَدٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا أَنْ

یکون نبیاً۔

(مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۱۰۱، فضائل الصحابة برقم: ۵۱۰، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۳۲۵ من اسمہ عطا بن ربیع، الصواعق المحرقة ص ۹۶، تاریخ الخلفاء ص ۴۶)
ترجمہ: نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا، کسی ایسے شخص پر جو ابوبکر سے افضل ہو سوائے نبی کے۔

④..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا الدرداء یمشی امام ابی بکر فقال له: ((أتمشی قدام رجل لم تطلع الشمس علی احد منکم أفضل منه۔
(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۰۷ واللفظ له، العلل الواردة للدارقطنی ج ۱ ص ۵۸۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا: تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا۔

⑤..... عن ابی الدرداء قال: رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امشی امام ابی بکر، فقال: یا ابا الدرداء، أتمشی امام من هو خیر منک فی الدنیا والآخرۃ ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر۔

(فضائل الصحابة ص ۴۲ نمبر ۱۳۶، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۰۹، عبد بن حمید ج ۱ ص ۱۰۱، تاریخ الخلفاء ص ۴۶، الصواعق المحرقة ص ۹۶، ۳۵۸)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابودرداء! کیا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے، جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے۔ آفتاب نے انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے فرد پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

⑥..... ومن وجه اخر: ((أتمشي بين يدي من هو خير منك فقلت)) يا رسول الله ابوبكر خير مني قال: ((ومن اهل مكة جميعا)). قلت: يا رسول الله: أبوبكر خير مني ومن اهل مكة جميعا. قال: ((ومن اهل المدينة جميعا)). قلت: يا رسول الله: أبوبكر خير مني ومن اهل الحرمين قال: ((ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد النبيين والمرسلين خير او افضل من ابى بكر)). (الصواعق المحرقة ص ۳۵۸)

ترجمہ: اور ایک روایت میں یوں ہے:

(اے ابودرداء!) کیا تو اس کے آگے چلتا ہے، جو تجھ سے بہتر ہے اور حضرت ابودرداء نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں، فرمایا اور تمام اہل مکہ سے، عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے، فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے، عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے، فرمایا: آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے شخص پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکر سے بہتر و افضل ہو۔

④..... عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه غديرا فقال: لهيبه كل رجل الى صاحبه، فسيح كل

رجل منهم الى صاحبه حتى بقى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر
فسبح رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ابى بكر رضى الله تعالى عنه حتى
اعتنقه فقال لو كنت متخذاً خليلاً لا تأخذت ابابكر خليلاً ولكنه صاحبى
(طبرانی کبير ج ۱۰ ص ۱۰۵، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین ص ۱۱۳،
شرح السنۃ للبغوی ج ۱ ص ۹۲۴، المعجم لابن عساکر ص ۲۷۸، الصواعق المحرقة ص ۱۰۳
واللفظ لہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ایک چشمہ میں داخل ہوئے، حضور اکرم
نے ارشاد فرمایا: ہر شخص اپنے یار کی طرف تیرے، سب صاحبوں نے ایسا ہی کیا، یہاں
تک کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر باقی رہ گئے، پس خود سرور عالم ﷺ نے صدیق کی طرف
شنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوائے اس
کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے۔

⑧..... عن أم المؤمنين عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الناس كلهم يحاسبون الا أبا بكر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، الصواعق المحرقة ص ۱۰۴، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر
ج ۳۰ ص ۱۵۲، تاریخ اصہبان لاپی نعیم ج ۱ ص ۹۱، طبقات المحمدین باصہبان ج ۱ ص ۲۴۳)
ترجمہ: أم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا:

سب سے حساب لیا جائے گا لیکن ابوبکر سے حساب نہیں لیا جائے گا۔

⑨..... اخرج الحاکم عن انس ان النبی ﷺ قال ما صاحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یس افضل من ابی بکر۔

(الصواعق المحرقة ۹۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تمام نبیوں اور رسولوں کے اصحاب اور صاحب یسین میں سے کوئی بھی ابو بکر سے افضل نہیں۔

⑩..... عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی ﷺ فقال: یطلع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی أحد ہو خیر منه وللافضل عولہ شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتی طلع أبو بکر الصدیق یخام النبی ﷺ فقبلہ وأکرمہ۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ایک ایسا شخص آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر اور نہ ہی افضل پیدا کیا اس کی شفاعت نبیوں کی شفاعت کے مثل ہوگی۔ ہم اسی حالت میں تھے حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، تو نبی کریم ﷺ اٹھے، آپ نے انہیں بوسہ دیا اور ان کا اکرام فرمایا۔

⑪..... واخرج ابن عساکر من طریق مجمع بن یعقوب الانصاری عن ایبہ قال: ان کانت حلقة النبی ﷺ لتشتبک حتی تصیر کالأسوار وان مجلس ابی بکر منها لفارغ، ما یطعم فیہ أحد من الناس فاذا جاء أبو بکر جلس ذلک المجلس، واقبل علیہ النبی ﷺ بوجهه، والقی الیہ حدیثه وسمع الناس۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳۰)

ترجمہ: حافظ ابن عساکر نے مجمع بن یعقوب الانصاری ازابیہ سے نقل کیا:

نبی کریم ﷺ کے حلقہ مجلس میں لوگ ایک دوسرے میں پھنس کر بیٹھتے تھے حتیٰ کہ شہر کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی، اس کا لوگوں سے کوئی طمع نہ کرتا تھا، جب حضرت ابوبکر آتے تو اس جگہ بیٹھ جاتے اور نبی کریم ﷺ آپ کی طرف متوجہ ہو کر حدیث ارشاد فرماتے اور لوگ سنتے۔

⑫..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر فبکی ابوبکر وقال هل انا ومالک یا رسول اللہ۔ (ابن ماجہ ص ۱۰، مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۳، الصواعق المحرقة ص ۱۰۴، تاریخ الخلفاء ص ۳۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۵۶،)
ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری جان اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

⑬..... عن سعید بن المسیب قال: قال رسول اللہ ﷺ ((ما مال رجل من المسلمين أنفع لی من مال ابی بکر ومنه أعتق بلالا وكان یقضی فی مال ابی بکر کما یقضی الرجل فی مال نفسه۔

(فضائل الصحابہ ص ۲۱ برقم: ۳۶، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۱۲، الصواعق المحرقة

ص ۱۰۴، تاریخ الخلفاء ص ۳۸، مزقاۃ ج ۱ ص ۲۸۶)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر کے مال سے بڑھ کر کسی مسلمان کا مال مجھے زیادہ نفع دینے والا نہیں اور اسی سے انہوں نے بلال کو آزاد کیا اور نبی کریم ﷺ ابو بکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے۔

⑬..... عن انس قال: قالوا: يا رسول الله اى الناس احب اليك قال عائشة قالوا: انما لعنى من الرجال قال: ابوها۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے، فرمایا: عائشہ، انہوں نے عرض کیا: ہمارا مطلب ہے مردوں سے، آپ فرمایا: اس کا باپ۔

⑭..... حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی کریم ﷺ کا مرض شدید ہو گیا اور میں بھی لوگوں کی جماعت میں آپ کے پاس تھا، آپ کو حضرت بلال نے نماز کے لئے بلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، سو ہم گئے، اس وقت حضرت عمر لوگوں میں تھے اور حضرت ابو بکر حاضر نہ تھے، میں نے کہا:

اے عمر! آپ کھڑے ہوں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عمر نے آگے بڑھ کر اللہ اکبر کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بلند تھی، نبی کریم ﷺ نے ان کی آواز سنی تو فرمایا: این ابو بکر یاہی اللہ ذلک والمسلمون، یاہی اللہ ذلک والمسلمون

ترجمہ: ابو بکر کہاں ہیں؟ اس کا اللہ انکار کرتا ہے اور مسلمان انکار کرتے ہیں۔

یہ آپ نے دوبار فرمایا: آپ نے حضرت ابو بکر کو پیغام بھیجا وہ اس وقت آئے

جب حضرت عمر نماز پڑھا چکے تھے، پھر حضرت ابو بکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی (ابوداؤد کی

ایک روایت میں ہے کہ) آپ نے حجرہ سے سر باہر نکال کر غصہ سے فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں! لوگوں کو ابوقحافہ کا بیٹا ہی نماز پڑھائے۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنۃ ج ۲ ص ۲۸۵ باب فی الخلفاء، جامع الاصول برقم:

۶۳۱۶، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۶۳، تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

اس روایت کو نقل کر کے علامہ سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قال العلماء: فی هذا الحديث أوضع دلالة على أن الصديق أفضل

الصحابة على الإطلاق..... الخ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

ترجمہ: علماء نے بیان فرمایا: اس حدیث میں واضح ترین دلالت ہے کہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے علی الاطلاق افضل ہیں۔

⑬..... ایک روایت میں ہے:

فقال عمر لابن زمعة: ويل ماذا صنعت، والله لولائي ظننت أن رسول

الله ﷺ هو الذي أمرك أن تأمرني ما صليت بالناس

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۶۳)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زمعہ سے کہا: افسوس! تم نے کیا کیا؟

اگر مجھے یہ گمان نہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں مجھے نماز پڑھانے کے لیے حکم دیا ہے تو میں کبھی لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔

⑭..... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا، میں آپ

کے پاس آیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب

ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ۔ پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے والد، میں نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: عمر بن الخطاب، پھر انہوں نے کئی آدمیوں کو گنا۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، ج ۲ ص ۶۲۵، مسلم ج ۲ ص ۲۷۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۳۲، ۱۳۵) ۱۸..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا، ان پر ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری کو پکڑ لیا، چرواہے نے اس سے وہ بکری چھینی، تو بھیڑیا اس چرواہے کی طرف مڑ کر کہنے لگا، درندوں کے دن میں ان بکریوں کا کون محافظ ہوگا؟ جس دن میرے سوا بکریوں کا کوئی محافظ نہیں ہوگا، اور ایک آدمی ایک بیل کو لے جا رہا تھا اور اس نے اس پر سامان لادا ہوا تھا، بیل اس کی طرف مڑ کر کہنے لگا:

میں اس لیے نہیں پیدا کیا گیا ہوں، بلکہ میں بیل چلانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں، لوگوں نے (تعجب کا اظہار کرتے ہوئے) کہا: سبحان اللہ!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس پر میں ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، ۵۲۱، ۳۱۲، مسلم ج ۲ ص ۲۷۴، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، ۲۰۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۹)

۱۹..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

جب میں سویا ہوا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنویں کی منڈیر کے اوپر ڈول ہے، میں نے اس ڈول کے ساتھ اس کنویں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی نکالا، پھر اس ڈول کو ابو قحافہ کے بیٹے نے لے لیا، اور اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا اور اللہ ان کے ضعف کی مغفرت فرمائے، پھر ڈول وہیں آگیا، پھر اس ڈول کو عمر بن الخطاب نے پکڑا اور میں نے اس کنویں سے پانی نکالنے میں عمر کی طرح غیر معمولی قوی شخص کوئی اور نہیں دیکھا، حتیٰ کہ پھر اور لوگ پانی نکالنے لگے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، مسلم ج ۲ ص ۲۷۵، مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

۲۰..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک بڑا پیالہ دیا گیا، جو دودھ سے بھرا ہوا تھا، میں نے اس پیالے سے پیا، حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ دودھ میری کھال اور گوشت کے درمیان رگوں میں جاری ہو گیا، میں نے اس پیالے میں دودھ بچا دیا اور وہ دودھ ابو بکر کو دیا، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ علم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا حتیٰ کہ جب آپ اس سے سیر ہو گئے تو آپ نے اپنا بچا ہوا علم ابو بکر کو دیا، آپ نے فرمایا: تم نے اس کی صحیح تعبیر کی ہے۔

(صحیح ابن حبان برقم: ۶۸۵۳، المستدرک ج ۳ ص ۲۹۵، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۶۹)

۲۱..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ہجرت کا واقعہ سنایا اور کہا: ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہے، حتیٰ کہ ہم کو دو پہر کا وقت ہو گیا، پھر

میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ کہیں مجھے سائے کی جگہ نظر آئے، پھر مجھے ایک چٹان نظر آئی، میں نے دیکھا تو اس کا سایہ تھا، میں نے اس جگہ کو صاف کیا اور اس جگہ نبی کریم ﷺ کا بستر بچھایا، میں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ یہاں لیٹ جائیں، نبی کریم ﷺ لیٹ گئے، پھر میں اٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا کہ کوئی ہمیں تلاش تو نہیں کر رہا، میں نے ایک بکریاں چرانے والے کو دیکھا، وہ اپنی بکریوں کو چرا کر اس چٹان کی طرف لا رہا تھا، وہ بھی اسی چٹان کے سائے کی جستجو میں تھا، جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا، میں نے اس سے پوچھا: تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے اس سے پوچھا: آیا تم ہمارے لیے دودھ دو ہو گے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے اس کو ایک بکری باندھنے کے لئے کہا، پھر میں نے اس سے کہا: اپنے ہاتھ صاف کر لو، پھر اس نے میرے لیے دودھ دوہا، میں نے اسی دودھ کو چمڑے کے ایک مشکیزے میں ڈالا، پھر دودھ میں کچھ پانی ڈال کر اس کو ٹھنڈا کیا، پھر میں اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر آگیا، اس وقت آپ بیدار ہو چکے تھے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ! دودھ پیئیں، آپ نے اتنا دودھ پیا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا، پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! اب کوچ کریں، آپ نے فرمایا: ہاں، ہم روانہ ہوئے اور لوگ ہمارا پیچھا کر رہے تھے، ان میں سے کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکا، سوائے سراقہ بن مالک کے، وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو ہم تک آپہنچا ہے، آپ نے فرمایا: تم خوف نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۵، ۳۳۰، ۵۱۰، ۵۵۷، مسلم ج ۲ ص ۴۱۹، مشکوٰۃ ص ۵۳۰)

الجد فقال أما الذي قال رسول الله ﷺ: "لو كنت متخذاً من هذه الأمة خليلاً لاتخذته" أنزله أبا يعنى أبا بكر۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ کتاب المناقب، مسند احمد ج ۱ ص ۳۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابوملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

اہل کوفہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ دادا کی میراث کا حکم بتائیے، انہوں نے جواب دیا کہ جس ہستی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو اسے (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) اپنا خلیل بناتا" اُس ہستی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے دادا کو باپ کے درجے میں رکھا ہے۔

③..... عن سعيد بن جبیر قال كنت جالسا عند عبد الله بن عتبة بن مسعود اذ جاءك كتاب بن الزبير "ان رسول الله ﷺ قال: لو كنت متخذاً من هذه الأمة خليلاً دون ربي عز وجل لاتخذت ابن ابي قحافة ولكنته أخى فى الدين وصاحبى فى الغار۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۴، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۰۷)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ پہنچا جس میں درج تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر میں اللہ رب العزت کے سوا اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن وہ دین میں میرے بھائی ہیں اور غار میں میرے ساتھی ہیں۔"

④..... عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهم قال: كنا عند النبي ﷺ اذ جاءك وفد عبد القيس، فتكلم بعضهم بكلام لغا فى الكلام، فالتفت النبي ﷺ

وفد عبد القيس، فتكلم بعضهم بكلام لغا فى الكلام، فالتفت النبي ﷺ

الی ابی بکر وقال: "یا ابابکر سمعت ما قالوا؟" قال: نعم یا رسول اللہ وفہمتہ قال: "فأجبتہم" قال: فأجابہم أبو بکر رضی اللہ عنہ بجواب وأجاد الجوابہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "یا ابابکر أعطاک اللہ الرضوان الاکبر" فقال لہ بعض القوم: "وما الرضوان الاکبر یا رسول اللہ؟" قال: "یتجلی اللہ لعبادہ فی الآخرۃ عامۃ ویتجلی لأبی بکر خاصۃ"۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۹۲، ۲۹۳، حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۱۲، تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۹، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۲، ۱۲۳، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۶۳) ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس عبد القیس کا وفد آیا تو ان کے بعض لوگوں نے لغو کلام کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! تو نے سنا جو انہوں نے کہا ہے، انہوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! اور میں نے اس کو سمجھ لیا ہے، آپ نے فرمایا: تو انہیں جواب دو، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے تجھے "الرضوان الاکبر" عطا فرمایا ہے۔ تو بعض لوگوں نے آپ سے عرض کیا: الرضوان الاکبر کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ آخرت میں دوسرے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور ابو بکر کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

②۵..... حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مہاجرین و انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس بیٹھے کسی بات پر بحث کر رہے تھے دروان بحث آوازیں بلند ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارشاد

فرمایا: ”کس بات پہ بحث کر رہے ہو؟“ ہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فضیلت پر بحث ہو رہی تھی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ابوبکر پر کسی کو فضیلت مت دو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہے۔“

(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۱۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۱۲، الصواعق المحرقة ص ۳۵۸)

۳۱..... حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بروز قیامت میرے پاس سب سے پہلے ابوبکر صدیق آئیں گے۔“

(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۱)

۳۲..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے دروازہ کے سوا (مسجد میں کھلنے والے) تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۱۰)

۳۳..... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

میں نے خواب دیکھا گویا ایک میزان آسمان سے اتری، پس آپ کا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وزن کیا گیا تو آپ کا وزن زیادہ تھا، پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ تھا، پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وزن زیادہ تھا، پھر اس میزان کو اٹھالیا گیا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ کتاب السنۃ، جامع ترمذی ج ۱ ص ۵۲، مسند احمد ج ۵ ص

۵۰، مشکوٰۃ ص ۵۶۰)

③۹..... حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پانچ دن پہلے فرمایا: ہر نبی کا اس کی امت میں کوئی خلیل ہوتا ہے اور بے شک میرے خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کو خلیل بنایا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۱۹ ص ۴۱)

④۰..... عن ابی الدرداء قال: كنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ أقبل أبو بکر أخذًا بطرف ثوبه حتى أبدى عن ركبتيه، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أما صاحبكم فقد غامر، فسلم فقال: انی کان بینی و بین ابن الخطاب شیء فأسرعت الیه ثم دمت أعسأله أن یغفر لی عن ابی علی ذلك، فأقبلت الیک، فقال: یغفر الله لك یا أبا بکر، ثلاثاً ثم ان عمر ندم فأتی منزل أبی بکر، فسأل: أثم أبو بکر؟ قالوا: لا فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم فجعل وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعّر حتى أشفق أبو بکر، فجثا علی ركبتيه فقال: یا رسول الله، والله، أنا كنت أظلم، مرتین، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الله بعثنی الیکم فقلتم: کذبت، وقال أبو بکر: صدق. وواسانی بنفسه وماله، فهل أنتم تارکوالی صاحبی؟ مرتین، فما أودی بعدها.

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ کتاب الفضائل فضل ابی بکر ج ۲ ص ۶۶۸ کتاب التفسیر سورة الاعراف، سنن کبریٰ بیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۲، مسند الشامین ج ۲ ص ۲۰۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۴، فضائل الصحابہ ص ۷۳ رقم ۲۹۷، الصواعق المحرقة ص ۱۰۰)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ہے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی چادر کا کنارہ پکڑے حاضر

خدمت ہوئے، یہاں تک کہ ان کا گھٹنا ننگا ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے یہ ساتھی خیر میں سبقت کر رہے ہیں، انہوں نے سلام عرض کیا اور بتایا کہ میرے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہوئی تو جلدی میں میرے منہ سے ایک بات نکل گئی، جس پر مجھے بعد میں ندامت ہوئی اور میں نے ان سے معافی مانگی، لیکن انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا ہے، لہذا میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ یہ تین مرتبہ فرمایا، کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نام ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور ان کے بارے میں پوچھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ گھر والوں نے کہا: ادھر نہیں ہیں، چنانچہ آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، یہ صورت حال دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں ہی زیادتی کرنے والا تھا، انہوں نے یہ دو مرتبہ عرض کیا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے میری تکذیب کی لیکن ابوبکر نے میری تصدیق کی اور پھر اپنی جان اور اپنے مال سے میری خدمت میں کوئی کمی نہیں کی، پھر دو مرتبہ فرمایا: کیا تم میرے ساتھی سے میرے لیے درگزر (نہیں) کرو گے؟ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کبھی اذیت نہیں دی گئی۔

③..... عن حبیب بن ابی حبیب قال: شهدت رسول اللہ ﷺ قال لحسان بن

ثابت: قلت فی ابی بکر شینا؟ قال: نعم، قال: قل حتی أسمع فقال: قلت:

وثانی اثمن فی الغار المنیف

وقد طاف العدو به اذ صاعد الجبلا

وكان حب رسول الله قد علموا

من الخلائق لم يعدل به بدلا

فتبسم رسول الله ﷺ

(المستدرک ج ۳ ص ۳۸۰ کتاب معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، وفی روایۃ: لم

یعدل به احداً ج ۳ ص ۲۹۳)

ترجمہ: حضرت حبیب بن ابو حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کیا تم نے ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے بارے میں بھی کچھ کلام کہا ہے؟۔

انہوں نے عرض کیا: ہاں (یا رسول اللہ!)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام پڑھوتا کہ میں

بھی سنوں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے، میں نے کہا ہے:

وہ غار میں دو میں سے دوسرے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر پہاڑ (جبل ثور)

پر چڑھے تو دشمن نے ان کے ارد گرد چکر لگائے۔

اور تمام (صحابہ کو) معلوم ہے کہ وہ (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے محبوب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے ہیں۔ (یہ سن

کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

③..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں ہے:

فضحك رسول الله ﷺ حتى بدت نواجذه ثم قال: "صدقت

يا حسان، هو كما قلت"۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۹۱، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۴، تفسیر بحر العلوم ج ۲ ص ۲۳۶ تحت سورة التوبة: ۴۰، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷۵، تاریخ الخلفاء ص ۴۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں، پھر آپ نے فرمایا: اے حسان تو سچ کہا ہے۔ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا ہے۔

③..... والطبرانی عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ لحسان "هل قلت في أبي بكر شيئاً؟" فقال نعم فقال (قل وأنا أسمع) فقال: وثاني اثنين في الغار المنيف وقد طاف العدو به اذ بعد الجبل وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رجلاً فضحك ﷺ حتى بدت نواجذُهُ ثم قال: صدقت يا حسان هو كما قلت۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۱۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے، انہوں نے عرض کیا: ہاں (یا رسول اللہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام پڑھو تا کہ میں بھی سنوں، حضرت حسان نے عرض کیا میں نے کہا ہے:

وہ غار میں دوسرے تھے، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر پہاڑ (ثور) پر چڑھے، تو دشمن نے ان کے ارد گرد چکر لگائے،

اور سب کو معلوم ہے کہ وہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ اتنے مسکرا دیے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

③..... عن أبي سعيد الخدري قال خطب رسول الله ﷺ الناس وقال: ان الله خير عبدا بين الدنيا وبين ما عنده، فاختار ذلك العبد ما عند الله قال: فبكي أبو بكر. فتعجبنا لبيكائه، أن يخبر رسول الله ﷺ عن عبد خير فكان رسول الله ﷺ هو المخير، وكان أبو بكر هو أعلمنا. فقال رسول الله ﷺ ان امن الناس على في صحبتهم وماله أبو بكر ولو كنت متخذا خليلا غير ربي لاتخذت أبا بكر خليلا ولكن اخوة الأسلام ومودته لا يبقين في المسجد باب الاسد الاباب ابي بكر۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ واللفظ لہ ج ۱ ص ۶۷، مسلم ج ۲ ص ۲۷۲، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، مشکوٰۃ ص ۵۴۶، دارمی ج ۱ ص ۵۰۰، مسند احمد ج ۳ ص ۱۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۳، ۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے۔ پس اس بندے نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ہم نے اُن کے رونے پر تعجب کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اسے اختیار دیا گیا ہے۔ بعد ازاں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ (بندہ) جسے اختیار دیا گیا، وہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے (جو آپ ﷺ کی مراد

سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کا وقت وصال قریب آگیا ہے) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ محبت اور مال کے لحاظ سے میری خدمت کرنے والے ابوبکر ہیں۔ اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلامی بھائی چارہ اور اس کی مودت کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیئے جائیں۔

③..... عن سهل بن سعد الساعدي أن رسول الله ﷺ ذهب إلى بني عمرو بن عوف ليصلح بينهم فحالت الصلاة فجاء المؤذن إلى أبي بكر فقال: أتصلي للناس فأقيم قال: نعم، فصلى أبو بكر فجاء رسول الله ﷺ والناس في الصلاة فتخلص حتى وقف في الصف فصفق الناس وكان أبو بكر لا يلتفت في صلاته فلما أكثر الناس التصفيق التفت فرأى رسول الله ﷺ فأشار إليه رسول الله ﷺ: أن امكث مكانك فرفع أبو بكر يديه فحمد الله على ما أمره به رسول الله ﷺ من ذلك، ثم استأخر أبو بكر حتى استوى في الصف، وتقدم رسول الله ﷺ فصلى، فلما انصرف قال: يا أبا بكر، ما منعك أن تثبت إذ أمرتك فقال أبو بكر: ما كان لابن أبي قحافة أن يصلي بين يدي رسول الله ﷺ.

(بخاری ج ۱ ص ۹۴، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۵، ۳۷۰، ج ۲ ص ۶۶، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۵، سنن دارمی ج ۱ ص ۳۶۵ نمبر ۱۳۶۵، مسند احمد ج ۵ ص ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۳، المستدرک، ج ۳ ص ۲۹۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۰، ۱۷۹، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۲۸، ۱۲۷، مؤطا امام مالک ص ۱۴۷)

ترجمہ: حضرت اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے تاکہ ان (کے کسی تنازع) کی صلح کرادیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہہ دوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پس حضرت ابوبکر صدیق نماز پڑھانے لگے، تو اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور لوگ ابھی نماز میں تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں داخل ہوتے ہوئے پہلی صف میں جا کھڑے ہوئے، لوگوں نے تالی کی آواز سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنا چاہا۔ مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حالت نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ کرتے تھے اس لیے انہوں نے توجہ نہ کی۔ پھر جب لوگوں نے بہت زور سے تالیاں بجائیں تو وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو) اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور اللہ رب العزت کی حمد بیان کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کا جو حکم فرمایا تھا اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے بٹے اور صف میں مل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو کس چیز نے تمہیں اپنی جگہ پر قائم

رہنے سے منع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوحنانہ کے بیٹے کی کیا مجال

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے گھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔

③..... عن ابن عباس قال خرج رسول الله ﷺ في مرضه الذي مات فيه عاصبا رأسه بخرقة فقعد على المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: إنه ليس من الناس أحدا من علي في نفسه وماله من أبي بكر بن أبي قحافة ولو كنت متخذاً من الناس خليلاً لاتخذت أبا بكر خليلاً ولكن خلة الاسلام افضل سدوا عني كل خوذة في هذا المسجد غير خوذة أبي بكر۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۶، ۶۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ مرض وصال میں اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹے باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: ابو بکر سے بڑھ کر کسی نے میرے ساتھ اپنی جان و مال کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی، اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا، لیکن خلت اسلامی ہی افضل ہے، اس مسجد میں تمام دروازے بند کر دو سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

④..... عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قالت اتت امرأة الى النبي ﷺ، فأمرها أن ترجع اليه، قالت: رأيت أن جنت ولم أجذك كانها تقول الموت قال: إن لم تجديني فأتني أبا بكر۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۱۶، ج ۲ ص ۱۰۷۲، ۱۰۹۶، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳،

مشکوٰۃ ص ۵۵۵، جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۰۸، مسند احمد ج ۳ ص ۸۲، تاریخ الخلفاء

(ص ۶۲)

ترجمہ: حضرت محمد بن جبير بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے اسے دو باہہ آنے کا حکم فرمایا، اُس نے عرض کیا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ عورت آپ ﷺ کا وصال مراد لے رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔

③..... ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول بمن أنفق زوجین من شیء من الأشياء فی سبیل اللہ مدعی من أبواب . یعنی: الجنة . یا عبد اللہ! هذا منہم فمن كان من أهل الصلاة مدعی من باب الصلاة ومن كان من أهل الجهاد مدعی من باب الجهاد ومن كان من أهل الصدقة مدعی من باب الصدقة ومن كان من أهل الصیام مدعی من باب الصیام . البابان فقال ابوبکر: ما علی هذا الذی یدعی من تلك الأبواب من ضرورة ، وقال نمل یدعی منها کلہا أحد یا رسول اللہ قال: نعم ، وأرجو أن تكون منهم یا ابابکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷ کتاب المناقب ج ۱ ص ۲۵۴ ، کتاب الصوم ج ۱ ص ۲۵۷ ، کتاب بدء الخلق ، ج ۱ ص ۳۹۸ ، کتاب الجہاد ، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ ابواب المناقب ، سنن نسائی ج ۱ ص ۳۱۳ کتاب الصیام ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۸ ، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الفہائل ، مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۱۰۷ ، رقم: ۲۰۰۵۲ باب الفقة فی سبیل اللہ ، الصواعق المحرقة ص ۹۸ ، تاریخ الخلفاء ص ۵۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چیز کا جوڑا خرچ کرے گا تو اُسے جنت کے دروازوں سے (یوں) بلایا جائے گا۔ اے

④..... واخرج الطبرانی فی الاوسط عن سهل بن سعد الساعدي قال: قال رسول الله عليه الصلوة والسلام: ((ان الله يكره أن يخطأ ابوبكر)) رجاله ثقات۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۴، الصواعق المحرقة ص ۴۶، ۹۹)

ترجمہ: حضرت سهل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر سے خطا سرزد ہو۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

⑤..... عن معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله عزوجل في السماء يكره أن يخطأ ابوبكر في الارض.

(طبرانی کبیر ج ۲۰ ص ۶۷، تاریخ الخلفاء ص ۴۴، الصواعق المحرقة ص ۴۴، ۹۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۹)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو آسمان پر یہ پسند نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زمین پر کوئی خطا سرزد ہو۔

⑥..... عن أسد بن زداره رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مخطب الناس فالتفت التفافة فلم ير أبابكر فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: أبوبكر، أبوبكر، ان روح القدس جبريل عليه السلام أخبرني أبفا ان خير أمتك بعدك أبوبكر الصديق.

(طبرانی اوسط ج ۶ ص ۲۹۲، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴، تاریخ الخلفاء ص ۴۶، الصواعق المحرقة ص ۹۶، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۴۶)

ترجمہ: حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: ابوبکر! ابوبکر! بے شک روح القدس جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ابھی ابھی خبر دی ہے کہ میری امت میں، میرے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

③..... عن انس عن أبي بكر قال: قلت للنبي صلی اللہ علیہ وسلم وأنا في الغار: لو أن أحدهم نظر تحت قدميه لا بصرنا، فقال: ما ظنك يا أبا بكر باثنين، الله ثالثهما۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ کتاب المناقب، ص ۵۵۸ باب تقاسم المشرکین..... الخ ج ۲ ص ۶۷۲ کتاب التفسیر، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الفضائل، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۳۶، ابواب التفسیر، مسند احمد ج ۱ ص ۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۲۷۱ کتاب الفضائل، مشکوٰۃ ص ۵۳۰، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۸۲ تا ۸۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) غار میں تھا، اگر ان (تلاش کرنے والے کفار) میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف (جھک کر) دیکھے تو یقیناً ہمیں دیکھ لے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو (افراد) کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے، جن کے ساتھ تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہو۔

④..... عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا ينبغي لقوم فيهم أبو بكر أن يؤمهم غيره۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، تاریخ

الخلفاء ص ۱۴۱ الصواعق المحرقة ص ۹۷، ابن عساکر ج ۳ ص ۲۶۱)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم کے لئے مناسب نہیں کہ ان میں ابوبکر

موجود ہو اور ان کی امامت اس کے علاوہ کوئی اور شخص کروائے۔

④..... عن علی أن رسول الله ﷺ قال اتاني جبريل فقلت من يهاجر معي

قال ابوبكر وهو بلي أمتك بعدك وهو افضل أمتك۔

(جمع الجوامع ج ۱ ص ۳۹ مسند ابی بکر، الفردوس بماثور الخطاب ج ۱ ص ۲۳۷

برقم ۱۷۸۲، کنز العمال ج ۱ ص ۵۵۱، رقم ۳۲۵۸۸، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۱۶۸)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل آئے، میں نے کہا:

میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا، انہوں نے کہا: حضرت ابوبکر، اور وہ آپ کے بعد آپ

کی امت کے معاملات سنبھالیں گے اور وہ آپ کی امت میں سب سے افضل ہیں۔

⑤..... عن عائشة قالت قال لي رسول الله ﷺ في مرضه ادعى لي ابابكر أباك

واخاك حتى اكتب كتابا فاني أخاف أن يمتني متعن ويقول قائل أنا أولى

وبإبي الله والمؤمنون إلا ابابكر۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳ کتاب الفعائل، صحیح حبان ج ۱ ص ۵۶۳، تاریخ

الخلفاء ص ۶۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض (کے دنوں) میں مجھے فرمایا میرے پاس اپنے باپ ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں کوئی تحریر لکھ دوں، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابو بکر کے علاوہ (کسی کے حقدار ہونے کا) انکار کرتے ہیں۔

⑤..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ کا مرض زیادہ ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابو بکر نرم دل آدمی ہیں اور جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو (قرآن) نہیں سنا سکیں گے، پس آپ حضرت عمر کو فرمادیں، آپ نے فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے حضرت حفصہ سے کہا: آپ کہیں کہ حضرت ابو بکر نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو کچھ نہیں سنا سکیں گے، پس آپ حضرت عمر کو فرمادیں، پس حضرت حفصہ نے اس طرح کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم ضرور (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے زمانے کی عورتیں ہو، ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عائشہ نے بتایا: پھر صحابہ نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ وہ نماز پڑھائیں، جب حضرت ابو بکر نے نماز شروع کی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض میں کمی محسوس کی، پس آپ دو مردوں کے سہارے سے کھڑے ہوئے، آپ اپنے پیروں کو زمین پر گھسیٹے ہوئے چل رہے تھے جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر نے آپ

کی آہٹ محسوس کی، وہ پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارے سے منع فرمایا: اپنی جگہ کھڑے رہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور حضرت ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے تھے، حضرت ابوبکر نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ نماز میں حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۸، ۱۷۹، صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۵، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸،

موطا امام مالک ص ۱۵۷، سنن کبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۸۳)

..... ﴿۳۸﴾ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ ایک نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جائے نماز پر کھڑے ہوں گے تو (وہ بوجہ کثرتِ حزن اور رقتِ قلب) لوگوں کو نماز پڑھانے کی طاقت نہیں رکھیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے والی بات دہرائی، آپ نے پھر فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں، (حضرت عائشہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا) تم (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی صواب ہو، پھر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس (حضرت بلال) آپ کا پیغام لے کر آئے تو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۳ صاحب العلم والفضل الحق بالامامة، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۳۸)

..... ﴿۳۹﴾ حضرت عبداللہ بن عمیر اللہی سے روایت ہے:

بے شک نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں، حضرت ابوبکر صدیق نے تکبیر کہی اور نبی کریم ﷺ نے طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا، آپ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے، داوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق جب نماز پڑھتے تو التفات نہیں فرماتے تھے جب ابوبکر صدیق نے اپنے پیچھے آواز سنی تو آپ نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا اس جگہ تک کوئی نہیں بڑھ سکتا، پس آپ صف کی طرف پلٹے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو اپنی جگہ پر لوٹایا اور رسول اللہ ﷺ آپ کی ایک جانب (نماز کے لئے) بیٹھ گئے۔

(الرياض التنفزة ج ١، ١٣٨)



پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس



آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیمے اول سینائے ما

حدیث

افضیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کامیج مفہوم

افضل الصدیقین، سید المتقین، خلیفہ اول بلا فصل، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضل اور مقام کو قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر نہایت منفرد اور ممتاز انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جو اہل علم سے مخفی نہیں، ان میں ایک حدیث شریف زبان زد خاص و عام ہے، وہ حدیث پاک درج ذیل ہے:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ

ابوبکر..... الحدیث۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب، باب قول النبی ﷺ انا اهدى الناس والا ابواب الاباب ابی

بکر..... الخ ج ۱ ص ۵۱۶)

اس روایت کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الصلوٰۃ، باب الخوخۃ والحر فی المسجد ج ۱ ص ۶۷، اور کتاب المناقب، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینہ..... الخ ج ۱ ص ۵۵۲ پر بھی نقل کی ہے۔ اور دیگر محدثین کرام نے بھی متعدد مقامات پر نقل فرمائی ہے۔ جن کی نشاندہی ہم بعد میں کریں گے۔ سر دست صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ اس حدیث پاک کو جس قدر شہرت حاصل ہے، اسی قدر اس کا معنی بیان کرنے میں عموماً تسامح ہوتا ہے۔ مثلاً اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر سب سے زیادہ احسانات ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہیں“

اسی طرح ایک دوسری روایت ہے، جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ ما لاحد عندنا یدالا وقد کافینا ما خلا ابابکر

فان له عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ..... الحدیث۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے

مجھ پر کوئی احسان کیا ہے تو میں نے اس کا بدلہ چکا دیا، سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے، اس کے

احسان کا بدلہ اللہ قیامت کو چکائے گا۔“

حالانکہ یہ دونوں ترجمے تسامح اور تسامیل کا شکار ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر

امت میں سے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے، بلکہ آپ محسن کائنات ہیں، امت کے ہر ہر

فرد پر آپ کا احسان ہے، بلکہ جملہ مخلوقات آپ کے زیر احسان ہیں، کیونکہ آپ ﷺ

باعث تخلیق کائنات اور سبب تکوین عالم ہیں۔ کائنات کی ہر نعمت اور دولت آپ کی

بدولت ہے اور جس کو جو ملایا ملے گا وہ سب آپ کا صدقہ ہے۔

پھر آپ پر کسی کا کیا احسان ہو سکتا ہے، آپ تو خود سراپا احسان الہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود

حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

سطور ذیل کو بغور و فکر ملاحظہ فرمائیں!

①..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد من الله على المؤمنين اذا بعث فيهم رسولا..... الآية (آل عمران، ۱۶۴)

البتہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں ایک

عظیم رسول بھیج دیا۔

②..... مزید فرمایا:

واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم

فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها۔

(آل عمران، ۱۰۳)

اور (اے ایمان والو!) اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو! کہ جب تم آپس میں دشمن تھے تو

اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن

گئے اور تم دوزخ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے، تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

اور کون نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بدولت ہی معرض وجود میں آیا ہے۔

آپ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کا وہ احسان اور فضل ہیں کہ جس نے

دشمنوں کو دوست، خون کے پیاسوں کو بھائی بھائی اور پچھڑے ہوؤں کو آپس

میں ملا دیا۔ اور دوزخ کے کنارے پہنچے ہوؤں کو کھینچ کھینچ کر آگ میں گرنے سے بچا لیا۔ یہ ایسے احسانات ہیں کہ اس کے مقابلہ میں کوئی نعمت اور کوئی دولت کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔

③..... سرکارِ دو عالم ﷺ ہر مومن کے مال و جان کے، اس سے زیادہ مالک و مختار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النبي اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم (الاحزاب، ۶)

نبی کریم ﷺ ایمان والوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک (اور قریب) ہیں۔ یعنی دنیا و دین کے تمام امور میں ایمان والوں کو اپنی جان پر وہ ملکیت حاصل نہیں جو نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے۔

رسول اللہ ﷺ مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے مالک ہیں اور آپ کا حکم ان پر سب سے مقدم ہے۔

﴿﴾..... اس مضمون کے متعلق حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کا سب سے زیادہ حقدار ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم، پس جو مومن کوئی مال چھوڑے تو اس کے وارث اس کے رشتہ دار ہیں، جو بھی ہوں اور اگر اس نے کوئی قرض وغیرہ چھوڑا تو اسے میرے پاس لے آؤ میں اس کا مددگار ہوں، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں ہر مومن کی جان سے زیادہ اس کا حقدار ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لیے والد کی جگہ ہوں، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں.....

(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۱۲۸)

﴿﴾..... امام مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ اگر اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے تو امتی کا مال و دولت بھی درحقیقت اس کے نبی کی ملکیت ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی چیز بارگاہ نبوت میں پیش کرتا ہے تو وہ حقیقت میں انہی کا مال ان کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہے، لہذا امتی کا نبی پر احسان نہ ہوا۔

﴿﴾..... اسی حقیقت کو ظاہر کرنے کی خاطر شاید حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی ابکر۔

مجھے کسی کے مال نے ہرگز وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے۔

تو اس وقت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ هل انا و مالی الا لك یا رسول اللہ۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۰، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل ابی بکر

الصدیق رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھی اور میرا سارا مال بھی، سب کچھ آپ کی

ملکیت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

یہ حدیث دیگر مقامات کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی ہے: تاریخ

مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۵۶، تاریخ الخلفاء ص ۳۸، الصواعق المحرقة ص ۱۰۴،
مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۳۔

﴿﴾..... یہاں درج ذیل حدیث نبوی بھی ملاحظہ فرمائیں!

انت ومالك لا يبيك۔

ترجمہ: تو اور تیرا سب مال تمہارے باپ کا ہے۔

(مسند امام اعظم ص ۲۰۸، کتاب الادب، تاریخ الخلفاء ۸۹، سنن کبریٰ للبیہقی)

﴿﴾..... حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس حقیقت کو یوں آشکار فرمایا:

قال انا اولی بالمؤمنین من انفسهم۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۰۸ کتاب الکفالة باب جواز ابی بکر بن الصدیق فی

عبدالنبی..... الخ)

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمام مومنوں کا ان کی جانوں سے زیادہ

حقدار ہوں۔

جان سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی چیز ہے، جب رسول اللہ ﷺ جان کے بھی

مالک ہیں تو مال و دولت کا کیا ذکر ہے۔

﴿﴾..... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اللہ و رسول (جل جلالہ و علیہ السلام) کے نام

پر قربان کر دیا۔ یہ آپ کی بے مثال خدمت ہے، بعد والے لوگ تو رہے ایک طرف

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس مقام پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی سبقت لے گئے، حتیٰ کہ

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ باوجود کوشش کے، پکارا ٹھے: لا اسبقہ الی شئی ابدًا۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۶، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

میں کسی چیز میں بھی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کیونکہ

۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

لیکن بایں ہمہ آپ نے جس قدر سیم و زر، مال و دولت اور روپیہ و پیسہ خرچ کیا، وہ اللہ عز و جل اور رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا، اسمیں ذرہ بھر بھی ان کا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ پر کوئی احسان ہرگز نہیں ہے بلکہ درحقیقت اللہ و رسول (جل جلالہ و علیہ السلام) کا ان پر احسان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کی پیش کش اور قربانیوں و جانثاریوں کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔

آج اگر ایک سچا مرید اور مخلص شاگرد اپنا سارا مال اپنے شیخ اور مربی پر خرچ کر ڈالے تو آپ خلوت و علیحدگی میں جا کر اس سے پوچھ لیں کہ کیا آپ نے اپنے بزرگ پر احسان کیا ہے تو وہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرے گا، بھائی میں نے تو انہیں کچھ نہیں دیا، یہ ان کا کرم ہے کہ انہوں نے میرے ٹوٹے پھوٹے اور حقیر نذرانے کو قبول فرمالیا ہے۔ ﴿﴾ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں دنیوی نعمتیں پیش کی ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایمان، اسلام، قرآن، معرفت خداوندی، نجات ابدی جیسی نہ ختم ہونے والی اخروی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ دینی نعمتوں کے سامنے، دنیوی نعمتوں کا کوئی ذکر و تصور نہیں ہے۔ ایک صرف دولت ایمان ہی اتنی عظیم، رفیع اور جلیل نعمت ہے کہ دنیا کی ہر نعمت، دولت اور سہولت اس کے سامنے ہچ۔

﴿﴾ یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر منیں (احسانات) رسول اللہ ﷺ کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے، وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: وما اسألكم عليه من اجر ان اجرى الا على رب العالمين۔

(مطلع القمرین ص ۸۳ مطبوعہ کھاریاں)

..... حضرت امام رازی علیہ الرحمہ کا کلام بھی حقیقت سمجھنے کے لیے زبردست معاون ہے، انہوں نے کہا:

ہمارے (اہلسنت کے) مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ الاتقی سے مراد ابوبکر ہیں اور شیعہ کا مذہب ہے کہ اس سے مراد علی ہیں، حالانکہ نقلی دلیل شیعہ کی تردید اور اہل سنت کی بات کی تائید کرتی ہے۔ اس کا بیان اس طرح ہے کہ: الاتقی سے مراد ”افضل الخلق“ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ”ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم“ اور الاکرم، وہ ”الافضل“ ہے۔ جس اتقی کا وہاں ذکر ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں افضل الخلق ہے اور امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الخلق ابوبکر ہیں۔ حضرت علی پر اس آیت کا اطلاق ممکن ہی نہیں تو حضرت ابوبکر پر اطلاق متعین ہو گیا۔ حضرت علی پر اطلاق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ الاتقی کے وصف کے بعد ”وما لاحد عنده من نعمة تجزای“ کا جملہ ہے اور یہ وصف حضرت علی پر صادق نہیں آتا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب سے لے لیا تھا۔ آپ ﷺ انہیں کھلاتے، پلاتے، پہناتے اور پرورش فرماتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر ایسی نعمت فرمائی جس کا بدلہ دیا جاسکتا

تھا۔ جبکہ حضرت ابوبکر پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی دنیوی نعمت نہ تھی، بلکہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ پر خرچ کرتے، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان پر صرف دینی نعمت تھی یعنی ہدایت اور دین کی طرف رہنمائی، اور یہ وہ نعمت ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق ”لا أسئلكم عليه اجرا“ (میں دین کی تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا) آیت میں مطلق نعمت کا ذکر نہیں بلکہ اس نعمت کا ذکر ہے جس کا بدلہ دیا جاسکتا ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی، جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے مراد وہ ذات ہے جو ”أفضل الخلق“ ہے اور واضح ہو گیا کہ آیت سے مراد وہ افضل شخصیت یا تو حضرت ابوبکر ہیں یا حضرت علی اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی تو حضرت ابوبکر پر اس کا اطلاق متعین ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت کی دلالت اس پر ہے کہ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں۔ (التفسیر الکبیر ص ۲۰۵ الجزء الحادی والثلاثون)

﴿﴾ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ دنیا کا مال خاک اور زمین سے پیدا ہوتا ہے جبکہ دین کی دولت سیدنا مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔۔۔۔۔ اب سوچیے! کہ اس دولت سے کوئی دولت بہتر ہے جو کہ سیدنا رسول ﷺ سے پیدا ہوئی۔

﴿﴾ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اگر دنیا کی دولت زمین سے پیدا ہوتی ہے تو اس زمین کے مالک و وارث بھی اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

اعلموا ان الارض لله ورسوله۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۴۹ کتاب الجہاد، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب)

جان لو! بے شک زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ملکیت ہے۔

تو ثابت ہوا کہ زمین کی ہر چیز کے مالک اللہ و رسول (جل جلالہ و علیہ السلام) ہیں۔ لہذا زمین کی دولت پیش کرنے سے اللہ و رسول (جل جلالہ و علیہ السلام) پر کوئی احسان ہرگز نہیں ہے، کیونکہ وہ انہیں کی چیزیں، اور انہیں ہی پیش کی جا رہی ہیں، یہ ان کا کرم ہے کہ قبول فرما کر نوازشات و انعامات فرماتے ہیں۔

﴿﴾ اگر ہم یہ بات مان لیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ”محسن“ ہیں، تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر حضور ﷺ سے بھی بڑھ کر بخشنے والے ہیں، جو کہ غلط ہے، کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

قال رسول الله ﷺ هل تدرون من اجود جوداً قالوا الله ورسوله اعلم قال الله تعالى اجود جوداً ثم انا اجود بنى آدم الحدیث۔

(مشکوٰۃ ص ۳۷ واللفظ لہ، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۳۲۰، المطالب العالیہ برقم ۳۰۷، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۳، مسند ابویعلیٰ برقم: ۲۷۹۰، شعب الایمان) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا اندازہ لگا سکتے ہو کہ سب سے زیادہ جود و سخا والا کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ و رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جود و سخا والا ہے پھر اولاد آدم (تمام نسل انسانی میں) سے میں سب سے زیادہ سخاوت اور کرم کرنے والا ہوں۔

﴿﴾ نیز فرمایا:

انما انا قاسم وخازن والله يعطی۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۳۹ کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ

وللرسول..... الخ)

یعنی میں تقسیم کرنے والا اور خزانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔
معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے آپ ﷺ کے پاس جمع ہوتے ہیں
اور آپ ہی انہیں تقسیم فرماتے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ مخلوق کے تمام افراد اس میں
شامل ہیں۔ بقول حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ:

لا ورب العرش جس کو جو ملا اللہ سے ملا

بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

..... ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوالیہ انداز میں پوچھا کہ
کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے وسیلہ سے ہدایت نہیں دی، آپس میں ملایا نہیں، سلانا اور
غنی نہیں کیا تو تمام صحابہ کرام نے ہر بات کے جواب میں یہی عرض کیا: ”اللہ ورسولہ
امن“ اللہ اور رسول سب سے زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔ ملاحظہ ہو! بخاری ج ۲
ص ۶۴۰، مسلم ج ۱ ص ۳۳۹۔

..... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أجود الناس۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۳ باب کیف كان بدء الوحي الى رسول الله..... الخ، صحیح

مسلم ج ۲ ص ۲۵۳، مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۹، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۹۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ بخي تھے۔

ثابت ہوا کہ آپ ہی انسانوں بلکہ تمام مخلوقات کے محسن ہیں، مخلوق میں کسی کا

آپ پر کوئی احسان نہیں۔

ان تفصیلات سے ہمارا مقصد واضح ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہیں۔

اس لیے حدیث مذکور کا ترجمہ کرتے وقت ”احسان“ کا لفظ بولنا درست نہیں ہے۔

روایت کا صحیح مفہوم:

اب آئیے! اپنے اکابر کا دامن تھا کر ہم روایت کا صحیح معنی و مفہوم عرض
کر دیں تاکہ بات واضح ہو جائے۔

پہلی روایت میں ”اَمِّنَ النَّاسَ“ کا جملہ ہے جسے ”مِنَّہ“ سے مشتق مان کر ترجمہ کرنے میں بے توجہی واقع ہو گئی، جبکہ ”اَمَّنَ“ فعل تفضیل کا صیغہ ہے جو کہ ”مَعْنِی“ سے مشتق ہے۔ منت کا معنی بڑی نعمت، بڑا احسان۔ جبکہ ”مِنَّ“ سخاوت، خرچ اور عطا کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

تو روایت کا مفہوم یہ ہو گا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے لئے اپنا مال اور وقت صرف کرنے والے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

احادیث نبوی سے وضاحت:

حدیث شریف کا جو مفہوم اوپر بیان ہوا ہے یہ مفہوم درج ذیل احادیث مبارکہ سے بھی پوری طرح ثابت ہوتا ہے، گویا یوں ایک حدیث کی وضاحت دوسری احادیث خود فرما رہی ہیں۔ چند ایک روایات ملاحظہ ہوں!

حدیث نمبر ①..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله بعثني اليكم فقلتكم كذبت وقال ابو بكر صدقت، وواساني بنفسه وماله۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۶، تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے میری تکذیب کی اور ابو بکر نے میری تصدیق کی اور اس نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میری خیر خواہی کی۔

حدیث نمبر ﴿۲﴾..... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الاتدعون لي صاحبي ما شألكم وشأنه فوالله ما منكم رجل الا على باب بيته ظلمة الاباب ابي بكر، فان علي بابہ النور، فوالله لقد قلتكم: كذبت وقال ابو بكر صدقت، واما سكتكم الأموال وجادلي بماله، وخذلتموني وواساني واتبعني۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۱۱۰، تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

ترجمہ: کیا تم میرے لیے میرے یار کو چھوڑتے نہیں ہو، تمہارا اور اس کا معاملہ برابر نہیں، پس قسم بخدا! تم میں سے ہر شخص کے گھر کے دروازے پر ظلمت ہے سوائے ابو بکر کے دروازے کے، پس بلاشبہ اس کے دروازے پر نور ہے۔ قسم بخدا! تم نے (مجھے) کہا تھا کہ تو نے جھوٹ بولا اور ابو بکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اور تم نے اپنے مال روک لیے اور اس نے اپنا مال بہا دیا۔ اور تم نے مجھے تنہا چھوڑ دیا جبکہ اس نے میری خیر خواہی کی اور میری اتباع کی۔

شراحین کی تصریحات:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مزید اپنی گذارشات پیش کرنے کے بجائے شراحین حدیث کی تصریحات کو نقل کر دیا جائے تاکہ ہر منصف مزاج اس پر غور کر سکے۔

①..... شراح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قوله "امن" افعّل تفضیل من امن بمعنی العطاء والبذل یعنی ان ابذل الناس لنفسه وماله، لامن المنة التي تفسد الصنیعة۔

(فتح الباری بر حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۱۶، ج ۱ ص ۵۵۲)

امن، افعّل تفضیل کا صیغہ ہے اور "من" سے مشتق ہے عطاء و بذل کے معنی میں، یعنی "بے شک اپنی جان اور مال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خرچ کرنے والے (ابوبکر ہیں)"، یہ منت سے نہیں بنا، جو نعمت کو فاسد کر دیتی ہے۔

②..... علامہ طاہر پٹنی لکھتے ہیں:

ولامنة لأحد عليه بل له المنة على الأمة قاطبة۔

(مجمع البحار بر حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

ترجمہ: آپ ﷺ پر کسی کا احسان نہیں بلکہ ساری امت پر آپ کا احسان ہے۔

③..... شراح بخاری علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے:

(أن امن الناس على في صحبته وماله أبابكر) أي: أشجع بماله وأبذل ولم يرد به معنى الامتنان لأن المنة تفسد الصنیعة ولامنة لأحد على رسول

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (التتبیح لالفاظ الجامع مع الصحیح ج ۲ ص ۵۴۴ مکہ المکترمة، الریاض)

ترجمہ: اس جملے کا معنی یہ ہے کہ ”اپنا مال سب سے بڑھ کر صرف اور خرچ کرنے والے (ابوبکر ہیں)“ یہ احسان جتانے کے معنی میں نہیں، کیونکہ منت نعمت کو ضائع کر دیتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا احسان نہیں۔

④..... امام نووی علی الرحمہ لکھتے ہیں:

قال العلماء مغناه اكثرهم جودا اوسماحة لنا بنفسه وماله وليس هو من امن الذي هو الاعتداد بالصنعة لانه اذى مبطل لثواب ولان المنه لله ولرسوله صلی اللہ علیہ وسلم في قبول ذلك وفي وغيره۔ (نووی بر مسلم ج ۲ ص ۲۷۲)

ترجمہ: یعنی علماء نے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے: ہماری خاطر تمام لوگوں سے زیادہ ذاتی اور مالی طور پر خرچ اور سخاوت کرنے والے (ابوبکر) ہیں۔ یہ وہ احسان نہیں جو نعمت کو ضائع کرتا ہے کیونکہ وہ تکلیف دہ ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر کا احسان نہیں ہے، بلکہ اسے قبول فرمایا ان پر اللہ تعالیٰ اور اسے کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا احسان نہیں ہے۔ بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت ساری امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔

⑤..... جامع ترمذی کے حاشیہ میں ہے:

من امن الناس علی..... الخ ای اجود بماله وذات يده ولم يرد المنه لانها تفسد الصنعة ولامنة لاحد عليه بل له المنه على الامة قاطبة۔

(حاشیہ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، حاشیہ نمبر ۱)

اس جملے کا معنی ہے: سب سے زیادہ مال خرچ کرنے والا، اس سے منت (احسان) مراد نہیں کیونکہ اس سے نعمت ضائع ہو جاتی ہے اور آپ ﷺ پر کسی کا احسان نہیں بلکہ آپ کا ساری امت پر احسان ہے۔

⑥..... علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

قال التور بشتی یرید ان من ابدلهم واسمهم من "من علیہ منۃ" لا من "من علیہ منۃ" اذلیس لأحد ان یتمن علی رسول اللہ ﷺ..... الخ۔

(مرقاۃ ج ۱۱ ص ۲۸۱ باب مناقب ابی بکر)

ترجمہ: تورپشتی نے کہا کہ اس سے مراد زیادہ خرچ اور سخاوت کرنے والا ہے، یہ "من" سے ہے "منت" سے نہیں۔ کیونکہ کسی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر احسان کرے۔

④..... شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ یوں ترجمہ کرتے ہیں:

گفت آنحضرت بدرستی از عطا کنندہ ترین مردم بر من در صحبت خود و مال خود ابوبکر است۔ (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۶۳۴)
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام مردوں میں مجھ پر جان و مال کے لحاظ سے خرچ کرنے والا ابوبکر ہے۔

﴿﴾..... ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

یعنی میرے ساتھ جس کسی نے بھی تعاون اور اچھا معاملہ کیا میں نے سب کا بدلہ ادا کر دیا ہے سوائے ابوبکر کے، اس کی خدمت کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کو ادا کرے گا۔ یہ ان کی تکریم و سخاوت کو بیان کرتے ہوئے مبالغہ فرمایا ہے ورنہ حضور ﷺ کی ان پر بہت

ساری نعمتیں اور احسانات ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تمام نعمتیں اور ساری خدمتیں ان میں سے کسی ایک نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ (ایضاً ج ۲ ص ۶۳۸)

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے محسن ہیں نہ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

⑧..... ملا علی قاری دوسری روایت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

مالا احد عندنا یدای عطاء وانعام۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۸۶)

یعنی اس روایت میں یہ بمعنی پیش کرنے اور خدمت و نعمت کے معنی میں ہے۔

مفہوم یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے بھی ہمیں مال پیش کیا اور ہماری خدمت کی سب کا بدلہ دنیا میں دے

دیا ہے سوائے ابوبکر کے، ان کی خدمات کا بدلہ روز قیامت ادا کیا جائے گا۔

⑨..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر نعمتیں (احسانات)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض

ہو سکے، وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: وما اسألكم

عليه من اجر ان اجري الا على رب العالمين۔

(مطلع القمرین ص ۸۳ مطبوعہ کھاریاں)

⑩..... محدث اعظم پاکستان، حضور قبلہ علامہ مولانا محمد سرور احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں:

من امن الناس على اس کا معنی یہ کرنا کہ مجھ پر زیادہ احسان کرنے والے

ہیں۔ غلط ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا کوئی احسان نہیں، بلکہ تمام مخلوق پر رسول

پاک علیہ السلام کا احسان ہے۔ اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ سب سے زیادہ مجھ پر خرچ کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(کنز العلوم ص ۶۷۱، از مولانا محمد صدیق ملتانی)

⑪..... مولانا غلام رسول قاسمی لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان من امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابوبکر..... یعنی صحبت اور مال میں تمام لوگوں میں میرا سب سے بڑا خدمت گار ابوبکر ہے۔ (ضرب حیدری ص ۱۷۱ رحمۃ اللعالمین پبلیکیشنز سرگودھا)

⑫..... مولانا غلام رسول سعیدی القاسمی اللہ قول الذین قالوا..... الآیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر کی تصدیق معراج کا صلہ:

”..... جب تمام مشرکین رسول اللہ ﷺ کے سفر معراج کا انکار کر رہے تھے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی تھی اور فحاص اللہ تعالیٰ کو فقیر کہہ کر منکر ہو گیا اور سب یہودی حضرت ابوبکر کی تکذیب کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی تصدیق کی، رسول اللہ ﷺ کی جو حضرت ابوبکر نے تصدیق کی تھی اس کا بدلہ اتار دیا!“۔ (تبیان القرآن ج ۲ ص ۴۹۶)

ہمارا مقصد سمجھنے کے لیے عبارت بھی دعوت غور و فکر دے رہی ہے۔



حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کتب شیعہ کی روشنی میں

﴿تفسیر قرآن کی روشنی میں﴾

پہلی آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فقد نصره الله اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین انہما فی الغار
اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان الله معنا.....الآیۃ۔

(پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی جب کافروں نے آپ
(صلی اللہ علیہ وسلم) کو بے وطن کر دیا، اس حال میں کہ آپ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ
دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صاحب (ساتھی، صحابی) سے فرما رہے تھے، غم نہ کرو
بے شک اللہ (عز و جل) ہمارے ساتھ ہے۔

تفسیر: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ
ہجرت فرمانے کے دوران غار ثور میں ٹھہرنے کا ذکر کیا گیا ہے اور اس وقت آپ کے
ساتھ جو صاحب (یعنی صحابی) (رضی اللہ عنہ) تھے ان کا بیان ہے۔

ترجمہ شیعہ:

①..... ملا مقبول دہلوی شیعہ نے یوں ترجمہ کیا ہے:

اللہ نے تو اس کی مدد ایسے وقت کی تھی جب ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے تھے

اسے ایسی حالت میں نکالا تھا کہ وہ دو میں کا دوسرا تھا جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے اس وقت ہمارا رسول اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ افسوس نہ کر بے شک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۲۳۰، حافظ اینڈ کمپنی لاہور)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو میں سے دوسرے تھے اور آپ نے اپنے صاحب سے فرمایا کہ غم نہ کرو۔ وہ دوسرے کون ہیں، جنہیں آپ کا صاحب، دوست، ساتھی اور صحابی کہا گیا ہے؟

②..... شیعہ فرقہ کے معتبر مفسر، محمد حسین الطباطبائی نے لکھا ہے:

هو ابوبكر للنقل القطعي۔

(المیزان فی تفسیر القرآن ج ۹ ص ۲۹۲ مطبوعہ طہران)

وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں قطعی دلیل کی وجہ سے (یہی ثابت ہے)۔

③..... محمد المرتضیٰ الحسن الکاشانی نے یوں لکھا ہے:

اذ يقول لصاحبه وهو ابوبكر لا تحزن لا تخف ان الله معنا بالعصمة

والمعونة (كتاب الصافي في تفسير القرآن ج ۱ ص ۷۰۲)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب کو فرما رہے تھے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، غم نہ

کرو بے شک اللہ تعالیٰ حفاظت اور مدد کے ساتھ ہمارے ساتھ ہے۔

④..... کاشانی نے اس بات کی وضاحت میں مزید لکھا ہے:

في الكافي عن الامام الباقر عليه السلام ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اقبل

يقول لابي بكر في الغار اسكن فان الله معنا۔ (ایضاً)

کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ

ہوئے اور ابوبکر سے غار میں فرمایا: ٹھہر جاؤ بلاشبہ اللہ (عزوجل) ہمارے ساتھ ہے۔

⑤..... ابوعلی فضل بن حسن طبری نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

ثانی اثنین یعنی انه كان هو وابوبكر انهما في الغار ليس معهما
ثالث ای وهو احد اثنین ومعناه فقد نصره الله منفردا من كل شئ الا ابی
بكر اذ يقول لصاحبه ای اذ يقول الرسول لابی بكر۔

(مجمع البیان ج ۳ ص ۳۱ قم ایران، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۳۱ بیروت)

آپ دو میں سے دوسرے ہیں یعنی آپ ﷺ اور ابوبکر دونوں غار میں تھے ان کے ساتھ
تیسرا کوئی نہ تھا تو آپ دو میں سے ایک تھے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر چیز
سے الگ کر کے صرف ابوبکر کے ساتھ خاص کر کے مدد فرمائی، جب آپ اپنے صاحب
سے فرما رہے تھے یعنی جب رسول (کریم ﷺ) ابوبکر سے فرما رہے تھے۔

⑥..... مکارم الشیرازی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے:

ہجرت کے وقت وحشت اور خوف و ہراس کا عالم تھا، رسول (ﷺ) کے یار
اور پیغمبر کے ہمسفر کی دلداری فرمائی اور ارشاد فرمایا: غم مخور خدا بما است اذ
يقول لصاحبه..... الآية۔ (تفسیر نمونہ ج ۷ ص ۴۲۰)

غم نہ کرو، خدا ہمارے ساتھ ہے (جیسا کہ قرآن میں ہے) اذ يقول لصاحبه
لا تحزن ان الله معنا۔

④..... جمال الدین ابوالفتوح الرازی نے لکھا ہے:

یہ حقیقت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ دو افراد جو غار میں تھے رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر تھے..... مفسرین کا بیان ہے کہ (حضرت) ابوبکر کو پیغمبر پر غم

ہوا..... کہ اگر (خدا کی پناہ!) آپ کو کوئی ناپسند چیز پہنچی تو امت ہلاک ہو جائے گی۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

کوئی فکر نہ کر کیونکہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے.....

رازی شیعہ نے اس جگہ مجاہد کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) ان (ابوبکر) کے ساتھ غار میں تین روز رہے، اور حضرت ابوبکر کی بہت ساری خدمات کا بھی ذکر کیا ہے۔

نیز امام محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول لکھا ہے:

عمر اور آل عمر سے ابوبکر کی غار والی ایک رات بہتر ہے.....

اسی طرح قرآن کریم کے جملہ فائز اللہ سکینتہ (اللہ تعالیٰ نے اس پر سکینت نازل فرمائی) کے متعلق دوسرا قول یہ لکھا ہے کہ یہ سکینت و طمانیت ابوبکر پر نازل ہوئی ملاحظہ ہو! روح البیان ج ۶ جزء ۱ ص ۳۵ طہران، خیابان)

⑧..... ہاشم بن سلیمان نے اس آیت کے تحت ”صاحب“ سے حضرت ابوبکر کو مراد لیا، آپ کی شان و عظمت کو بیان کیا اور یہ بھی لکھا کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے حضرت جعفر کو کشتی میں آتے اور اہل مدینہ کو انتظار کرتے دیکھ لیا۔ ملاحظہ ہو! البرہان فی تفسیر القرآن ج ۲ ص ۱۲۵ مطبع علمیہ، قم۔

فائدہ:

یہاں امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی شیعہ روایت بھی ملاحظہ ہو!

⑨..... وہ فرماتے ہیں:

لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الغار قال لفلان

کانی انظر الى سفينة جعفر في أصحابه يقوم في البحر وانظر الى الانصار محتبين في افئدتهم فقال فلان تراهم يا رسول الله قال نعم قال فأرايهم فمسح على عينيه فراهم فقال له رسول الله انت الصديق۔

(تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۹۰ مطبوعہ ایران، دوسرا نسخہ ص ۲۶۵، ۲۶۶ مطبوعہ قم)

جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کی رات) غار میں تھے۔ تو آپ نے فلاں کو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) فرمایا کہ میں جعفر طیار (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔ نیز فرمایا: میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر فلاں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے تعجب سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ واقعی دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تو عرض کی مجھے بھی دکھلا دیجئے۔ تو آپ نے ان (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو صدیق ہے۔

⑩..... یہ مضمون بحار الانوار ج ۱۹ ص ۸۱ پر بھی موجود ہے۔

⑪..... شیعہ مفسر اعظمی نے لکھا ہے:

ثانی اثنین..... آں دونفر بودند حضرت پیغمبر ﷺ و ابوبکر اذہما فی الغار..... در آں حال نصرت فرمود حق تعالیٰ پیغمبر را منفردا از ہر شئی مگر ابی بکر۔ اذ یقول لصاحبه فرمود پیغمبر ﷺ صاحب خود ابوبکر لا تحزن ان اللہ معنا تراسان مباش کہ خدائے تعالیٰ باماباشد بنصرت

وغلبہ۔ (تفسیر اثنا عشری ج ۵ ص ۹۱)

دو فرد حضرت رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر ہیں۔ حق تعالیٰ نے ہر چیز سے جدا کر کے ابوبکر کی معیت میں آپ کی مدد فرمائی۔ جب حضرت رسول ﷺ نے اپنے صحابی ابوبکر سے فرمایا کہ ڈرو مت! اللہ تعالیٰ مدد اور غلبہ کیساتھ ہمارے ساتھ ہے۔

⑬..... محمد شیرازی نے لکھا ہے:

اذهما فی الغار اذ یقول الرسول لصاحبه و هو ابوبکر
لا تحزن ان الله معنا۔

(تقریب القرآن الی الاذہان، الجزء العاشر ص ۸۸)

جب وہ دونوں غار میں تھے، جب رسولؐ نے اپنے صاحب ابوبکر کو فرماتے تھے: غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

⑭..... محمد جواد نے لکھا ہے:

المراد بثنائی اثنین والصاحب هو ابوبکر لانه كان مع النبی
فی ہجرتہ۔ (التفسیر الکاشف ج ۴)

ثنائی اثنین اور صاحب سے مراد ابوبکر ہیں، کیونکہ وہ ہجرت کے موقع پر نبی (کریم ﷺ) کے ساتھ تھے۔

فائدہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ”یار غار“ ہونے پر حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت صدیقی کے موقع پر کی گئی درج ذیل وضاحت بھی ملاحظہ فرمائیں! تاکہ حقیقت تک پہنچے میں مزید آسانی ہو:

⑭..... قال علی والزبیر ما غضبنا الا فی المشورة وانا لنرى ابابكر احق الناس بها انه صاحب الغار وانا لنعرف له سنة وامره رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالصلوة وهو حي وكان افضلهم۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید ج ۱ ص ۱۵۴، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ہماری ناراضگی تو صرف مشورہ کے بارے میں ہے حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، وہ یار غار ہیں اور ان کی بزرگی کو بھی ہم پہچانتے ہیں..... اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حیات ظاہرہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کا حکم دیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سب سے افضل ہیں۔

⑮..... فتح اللہ کا شانی نے لکھا ہے:

ثانی اثنین حالست از ضمیر اخرجه یعنی اخراج رسول کردند در حالتیکہ دوم دوبرود یعنی باونبود مگر يك کس کہ آن ابوبکر است وقوله انهما بدل ثانی است یا ظرف ثانی اثنین یعنی نصرت داد پیغمبر را وقتے کہ او ابوبکر فی الغار بودند۔ (تفسیر نہج الصادقین ج ۳ ص ۲۶۰، ایران)

خلاصہ عبارت: غار میں اس حالت کو بیان کیا گیا، جس میں آپ دوسرے تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی۔

غار ثور کا واقعہ: شیعہ حضرات کی مشہور کتاب حملہ حیدری میں ہجرت کا واقعہ اور غار ثور

میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات اور گفتگو اشعار میں درج ہے، اسے ملاحظہ فرمائیں! اور اپنے عقیدہ کو مزید مستحکم فرمائیں!

③.....چنیں گفت راوی کہ سالار دین
چو سالم حفظ جہاں آفریں!
ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت!
بسوئے سرائے ابو بکر رفت
پئے ہجرت آں نیز ایستادہ بود
کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بود در خانہ اش چوں رسید
بگوشش ندائے سفر در رسید
چوں بو بکر زان حال آگاہ شد!
قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابو بکر آنکہ بدوشش گرفت!
کہ در کس چناں قوت آمد پدید
دے زیں حدیث است جائے شگفت
رفتند چندے دگر!
کہ خواندے عرب غار ثور ش لقب
چو گردید پیدان شان سحر!
گر رفتند در جوف آں غار جائے
کہ خواندے عرب غار ثور ش لقب
بہر جا کہ سوراخ یا رخندید!
وے پیش ابو بکر بنہاد پائے
بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا
قبار ابد رید آں رخند چید
بر آں رخند ماندہ آں یار غار!
یکے رخند نگر فتہ ماند از قضاء!
نیامد جز او این شگرف از کسے
کف پائے خود را نمود استور
نیامد چنیں کارے از غیر او
کہ دور از خردے نمائے بے!
بدینساں چو پرداخت ز رفت او
در آمد رسول خدا ہم بغار!
نشستند یک جا ہم ہر دو یار
چوں شد کار پرداخت ہم چناں
رسیدند کافر پیائے ذکر آں

در اندم بکف پائے آں یار غار

کہ بروئے سوراخ بودا استوار

رسیدش زدند ان مارگزند

وزارل در دوا فغان او شد بلند

پیغمبر باو گفت آهسته باش

رسیدند اعداء مکن راز فاش

مکن غم مگرداں صدرا بلند!

کہ از زخم افعی نیابی گزند!

بغارا اندروں تاسہ روز و شب

بسر برداں شاہ بفرمان رب

شدے پور بو بکر ہنگام شام!

بہ بردے دزآں غار آب و طعام

نمودے ہم از حال اصحاب شر

حبیب خدائے جہاں را خبر

نبی گفت پس پور پو بکرا!

کہ اے چوں پدر اہل صدق و صفا

دو جہازہ باید کنوں را، ہموار!

کہ مارا رسا ند بہ بیشرب پار!

ہم از ایل دین آمد کے جملہ وار

برو کرد رانہ نبی آشکارا!

ازو جملہ دارا میں سخن چوں شنود

دو جمازہ دروم مہیا نمود

تہی شد از ان قوم کوه و دشت

رسول خدا عازمِ راه گشت

صبح چهارم برآمد ز غار

دو جوازہ آور وہ بد جملہ داد

نشست از شتر آں شاہ دیں

ابوبکر را کرد با خود قریں

(جملہ حیدری ص ۲۸)

اشعار کا ترجمہ: راوی نے بیان کیا ہے:

جب سالار دین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ساتھ صحیح

سالم اس فریبی اور مکار قوم کے ہاتھوں نکل کر، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے گھر تشریف لے

گئے تو حضرت ابوبکر پہلے اطلاع ملنے کی وجہ سے بالکل تیار کھڑے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے گھر پہنچے تو ہجرت کے لئے سفر کرنے کی ندا سنائی دی تو حضرت ابوبکر ؓ واقف حال ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل دیئے، سفر میں چلتے چلتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر ؓ نے آپ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ یہ بات بہت ہی عجیب ہے کہ ابوبکر کو کیسی قوت اور طاقت مل گئی کہ بار نبوت اٹھالیا، القصد تھوڑا ہی چلے تھے کہ وقت سحر ہو گیا ایک غار نظر آئی جسے عرب ”غار ثور“ کہتے ہیں اس غار میں جلوہ افروز ہوئے، جس میں پہلا قدم حضرت ابوبکر ؓ نے رکھا، جہاں کہیں سوراخ نظر آئے، اپنی قمیض پھاڑ کر سوراخ بند کیے یہاں تک کہ قمیض ختم ہو گئی مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس سوراخ پر یار غار نے اپنا پاؤں رکھ دیا، یہ کتنا منفرد فعل ہے جو ایسے جانثار کے بغیر مشکل اور عقلاً محال نظر آتا ہے، اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف فرما ہوئے، دونوں یار اکٹھے بیٹھ گئے، یہاں تک کہ کفار یک دم اس غار تک پہنچ گئے۔ اس وقت یار غار نے جس پاؤں کو سوراخ پر رکھا ہوا تھا سانپ نے ڈسا، درد کی وجہ سے چیخ نکال گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموش! دشمن غار تک پہنچ چکے ہیں، ان پر راز فاش نہ ہو، غم نہ کرو، آواز بلند نہ کرو، سانپ کے ڈسنے سے، اس کا زہر تمہیں تکلیف نہ دے گا، بحکم الہی تین دن اور تین رات تک اُس غار میں رہے، روزانہ حضرت ابوبکر ؓ کے صاحبزادے شام کے وقت کھانا اور پانی لے کر حاضر ہوتے تھے، اور کفار کے حالات کی خبر بھی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر ؓ کے صاحبزادے کو فرمایا: اے اپنے باپ کی طرح صدق و صفا کے پیکر! دوسبک رفتار اونٹ چاہئیں، جو ہمیں مدینہ طیبہ پہنچائیں، حضرت ابوبکر کے

صاحبزادے کے ساتھ ایک چرواہا دواونٹ لے کر حاضر ہوا، کفار جب اس غار سے ادھر ادھر ہو گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے، آپ چوتھے روز غار سے باہر تشریف لائے، اونٹ پیش کیے گئے، ایک اونٹ پر شاہ دین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا۔ (اور مدینہ شریف پہنچ گئے)

دوسری آیت: فرمان خداوندی ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ (پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر: ۱۰۰)

تفسیر: اور سبقت لے جانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے، مہاجرین اور انصار میں سے اور جن لوگوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر: اس آیت میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی عظمت

و شان اور کامیابی و کامرانی کا بیان ہے۔، اولین ایماندار کون ہیں؟۔

①..... شیعہ مفسر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے:

واختلف في اول من اسلم من المهاجرين ف قيل اول من امن
خديجة بنت خويلد ثم علي ابن ابي طالب وقيل ان اول من اسلم بعد
خديجة ابوبكر۔ (مجمع البيان ج ۳ ص ۶۵)

مہاجرین میں پہلے ایمان لانے والوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے، پس یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد ایمان لائیں پھر علی بن ابو طالب اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خدیجہ کے بعد ابوبکر پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

﴿۴﴾..... مکارم شیرازی شیعہ نے تو اس آیت کو صرف حضرت ابوبکر، حضرت خدیجہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہم کے ساتھ خاص کرنے کے بجائے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے عام رکھا اور لکھا ہے:

جميع اصحاب رسول الله (ﷺ) في الجنة همه ياران
پیامبر در بهشت..... این آیه بخوان والسابقون الاولون تا آنجه می
فرماید رضی اللہ عنہم۔ (تفسیر نمرنہ ج ۸ ص ۱۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب جنتی ہیں..... یہ آیت پڑھ لو
والسابقون الاولون..... یہاں تک فرمادیا ”رضی اللہ عنہم“ ان سب سے اللہ
راضی ہو گیا۔

ثابت ہوا کہ صرف حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہی جنتی اور
اللہ تعالیٰ کی رضا کے حقدار نہیں، بلکہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت ابوسفیان،
حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت وحشی، حضرت امیر معاویہ، حضرت
سمرہ بن جندب، (وغیرہم) رضی اللہ عنہم اجمعین بھی شامل ہیں، سب کے سب جنتی،
رضائے الہی کے حقدار۔ در کامیاب ہیں۔

﴿۵﴾..... ابن ابی الحدید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول لکھا ہے:

والصحيح في امر أبي بكر أنه أول من أظهر إسلامه كذلك۔

ترجمہ: یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۱۸)

﴿﴾..... اسی طرح محمد بن کعب القرظی سے نقل کیا ہے:

لان علیا اخفی اسلامہ من ابی طالبہ وأسلم ابوبکر، فآظہر اسلامہ۔ (ایضاً ج ۲ ص ۱۱۸)

ترجمہ: حضرت علی نے ابوطالب کی وجہ سے اپنا ایمان چھپائے رکھا اور حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا تو اس کو سرعام ظاہر کر دیا۔

فائدہ ۵: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سبقت اور افضلیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک مقام پر یوں بھی بیان کیا گیا ہے:

نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے مجمع میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق نماز اور روزہ کی بنا پر سبقت نہیں لے گئے، بلکہ سبقت کی وجہ وہ محبت ہے جو ان کے سینے میں جمی ہوئی تھی۔ (مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۲۰۶)

تیسری آیت: فرمان الہی ہے:

الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا و علانیۃ فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ (البقرہ: ۲۷۳)

تفسیر: جو لوگ رات اور دن میں، خفیہ اور علانیہ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں تو ان کے رب کے پاس ان کے لیے اجر ہے، نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

تفسیر: اس آیت میں رضائے الہی کے لئے دن رات، خفیہ اور علانیہ اپنا

مال خرچ کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔

یہاں جن لوگوں کی شان بیان کی گئی ہے وہ کون ہیں:

①..... شیعی مفسر طباطبائی نے لکھا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آیہ مذکورہ ”نزلت فی

علی“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے.....

﴿﴾..... پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید لکھا:

وفی بعض التفاسیر ان الآية نزلت فی ابی بکر تصدق باریع واریعین

دیناراً عشرة باللیل عشرة بالنهار عشرة سراً عشرة علانیة کلها فی

عبدالرحمن بن عوف وعثمان بن عفان فی غزوة تبوک۔

.. (المیزان ج ۲ ص ۴۰۶)

بعض کتب تفسیر میں ہے کہ بے شک یہ آیت حضرت ابوبکر کے متعلق نازل

ہوئی، انہوں نے چالیس ہزار دینار صدقہ کیے، دس ہزار رات کو، دس ہزار صبح، دس

ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ..... یہ جملے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان

بن عفان کے غزوہ تبوک کے لیے تعاون کے سلسلہ میں نازل ہوئے۔

یعنی یہ تمام حضرات ہی اس سے مراد ہو سکتے ہیں اور بالخصوص حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ۔

چوتھی آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون۔

ترجمہ: اور جو سچ لے کر آئے اور جس نے اس کی تصدیق کی، وہی لوگ

متقی ہیں۔

تفسیر: اس آیت میں سچ لانے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کی
شان بیان کی گئی ہے۔

سچ لے کر کون آیا اور اس کی تصدیق کرنے والا کون ہے؟ ملاحظہ ہو!

①..... چھٹی صدی کے مشہور شیعہ مفسر ابو علی فضل بن حسن الطبرسی نے لکھا ہے:

قوی قول یہ ہے کہ صدق لانے والے اور تصدیق کرنے والے دونوں سے
مراد محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

”وقيل الذى جاء بالصدق رسول الله وصدق به أبوبكر“

اور بیان کیا گیا ہے کہ سچ لانے والے رسول اللہ اور اس کی تصدیق کرنے والے ابو بکر ہیں۔

اور ابو العالیہ اور کلبی سے یہ قول منقول ہے کہ سچ کو لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور مجاہد، ضحاک اور ائمہ اہلبیت سے مروی ہے: الذی جاء بالصدق محمد وصدق به علي

یعنی صدق لے کر آنے والے محمد مصطفیٰ ﷺ اور تصدیق کرنے والے علی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (مجمع البیان ج ۲ ص ۴۹۸، دوسرا نسخہ ج ۸ ص ۷۷۷)

۲..... طبری نے یہ بھی لکھا ہے کہ تفسیر قمی میں ہے:

جاء بالصدق قيل الرسول وصدق به أبو بكر۔

صدق لانے والے رسول ہیں اور تصدق کرنے والے ابوبکر ہیں۔

انہوں نے صدق بہ سے جمیع صحابہ کو مراد لینا بھی درست قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

نہایت افسوس ہے کہ تفسیر قمری کے بعض نسخوں سے اس عبارت کو نکال دیا گیا ہے۔

پانچویں آیت: فرمان خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ
عَلِيمٌ۔ (المائدہ: ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو
عنقریب اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں
گے، وہ ایمان والوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے
اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے
چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا، بہت علم والا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں دین سے مرتد ہونے والے منافقوں کا حال بیان
کرنے کے بعد ان مخلص، جانثار ایمانداروں کی مخصوص صفات کا ذکر فرمایا گیا ہے، جو
دین کے مجاہد ہوں گے۔

اس کی توضیح کرتے ہوئے طبری نے لکھا ہے:

لَمَّا بَيَّنَّ تَعَالَى حَالَ الْمُنَافِقِينَ..... وَانَّهُمْ يَتَرَبَّصُونَ الدَّوَائِرَ بِالْمُؤْمِنِينَ
وَعَلِمَ أَنَّ قَوْمًا مِنْهُمْ يَرْتَدُّونَ بَعْدَ وَفَاتِهِ أَعْلَمَ أَنَّ ذَلِكَ كَائِنٌ وَانَّهُمْ لَا يَبْنَالُونَ
أَمَّا نِيَّهِمْ وَاللَّهُ يَنْصُرُ دِينَهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ صِفَاتٌ مَخْصُوصَةٌ تَمِيزُ وَابَهَا مِنْ بَيْنِ
الْعَالَمِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... وَاخْتَلَفَ فِيهِمْ وَصْفٌ بِهَذِهِ الْأَوْصَافِ

منہم فقیل ہم ابوبکر واصحابہ الذین قاتلوا اهل الردۃ۔

(مجمع البیان ج ۲ ص ۲۰۸)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا حال بیان فرمایا، وہ مومنوں پر گردش کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور اللہ کے علم میں تھا کہ ایک قوم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد مرتد ہو جائے گی اور بتا دیا کہ بلاشبہ یہ ہو کر رہے گا اور وہ لوگ اپنی آرزوں کو نہیں پاسکیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی بددایک ایسی جماعت کے ساتھ فرمائے گا، جس کی مخصوص صفتیں اور (شانیں) ہیں وہ اپنی ان صفات کے ساتھ دوسروں سے نمایاں ہوں گے تو ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! تم میں جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسی قوم کو لائے گا جس سے وہ محبت کرے گا..... جن لوگوں کی یہ صفتیں بیان کی گئی ہیں ان میں اختلاف کیا گیا ہے (پہلا قول جسے نقل کر کے رد نہیں کیا یہ لکھا کہ) پس کہا گیا ہے کہ وہ لوگ حضرت ابوبکر اور آپ کے اصحاب ہیں، جنہوں نے مرتدین سے جنگ کی۔

چھٹی آیت: ارشاد ربانی ہے:

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی

الارض کما استخلف الذین من قبلہم (الآیۃ (النور: ۵۵)

ترجمہ: اور اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ جو تم میں سے ایمان

لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ ضرور بہ ضرور ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا، جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی۔

تفسیر: اس آیت میں ان لوگوں کی عظمت بیان کی گئی ہے جنہیں اللہ

تعالیٰ نے خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔

جن لوگوں کی عظمت اور خلافت کا بیان ہے، ان کی وضاحت کرتے ہوئے:

①..... شیعہ مفسر محمد حسین طباطبائی نے مختلف قول لکھے ہیں اور پہلا قول بلا رد یہ لکھا ہے:

بعد رحلة النبي ﷺ في أيام الخلفاء الراشدين۔

(الميزان ج ۱۵ ص ۱۵۳)

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد خلفاء راشدین کے ایام خلافت مراد ہیں۔

﴿.....﴾ اور مزید لکھا ہے:

المراد باستخلافهم استخلاف الخلفاء الاربعة بعد النبي ﷺ اور

الثلاثة الاول منهم۔ (ایضاً)

ترجمہ: نیک عمل کرنے والے مومنوں کو خلافت دینے سے مراد، نبی کریم ﷺ

کے بعد چاروں خلیفوں یا پہلے تینوں خلیفوں کی خلافت قائم کرنا ہے

②..... شیعہ مفسر شیرازی نے بھی اس قول کو برقرار رکھا ہے کہ اس آیت سے چار خلفاء کی

خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر نمونہ ج ۱۳ ص ۵۳۰)

③..... اس آیت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے طباطبائی نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ بھی درج کیا ہے جو انہوں نے اس وقت ارشاد فرمایا جب سیدنا عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے جنگ فارس (ایران) میں خود شریک ہونے کا ارادہ کیا تو آپ سے مشورہ

فرمایا۔

اس خطبہ کے جملہ ”و نحن على موعود من الله“ (یعنی ہمیں خدا کے

وعدے پر بھروسہ ہے)، سے اس وعدہ الہی کی نشاندہی فرمائی ہے۔ خطبہ کے ابتدائی

الفاظ ملاحظہ ہوں!

ومن كلام له عليه السلام لعمر ابن الخطاب وقد استشار في
الشخص لقتال الفرس بنفسه ان هذا الامر لم يكن نصرة ولا خذلانه بكثرة
ولا بقلته وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعدّه وأمره حتى بلغ ما بلغ
وطلع حيثما طلع ونحن على موعود من الله والله منجز وعده وناصر
جنده..... (نسخ البلاغة خطية نمبر ۱۳۶)

اس کا ترجمہ رئیس احمد جعفری نے یوں کیا ہے:

ارشاد: حضرت عمرؓ نے جنگ فارس (ایران) میں جب خود شریک ہونا چاہا اور
اس باب میں آپ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا:
اسلام کی نصرت اور خذلان کا انحصار فوج کی کمی یا زیادتی پر نہیں ہے، یہ خدا کا
دین ہے جسے تمام ادیان پر اس نے غلبہ عطا فرمایا ہے، اور یہ اس کا وہ لشکر ہے جسے اس
نے مہیا کیا ہے، اور اس کی اعانت کی ہے، یہاں تک کہ یہ کہاں تک پہنچا، اور اس نے
کہاں تک ترقی کر لی؟ ہمیں خدا کے وعدے پر بھروسہ ہے اور بلاشبہ خدا اپنا وعدہ
(ضرور) پورا کرے گا، وہ اپنے لشکر کا مددگار و ناصر ہے۔

(نسخ البلاغة مترجم ص ۸۷، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز)

ثابت ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ عنہما کے لشکر کو خدائی لشکر اور ان کی خلافتوں کو برحق جانتے تھے اور اسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ
یقین کرتے تھے، یہ وہی وعدہ ہے جو سورۃ النور کی آیت نمبر ۵۵ میں کیا گیا ہے۔

﴿...﴾ اگر ذہن میں شک و شبہ کی کوئی رمت باقی رہ گئی ہو تو درج ذیل عبارت پڑھ لیں!
نسخ البلاغة کے اسی خطبہ کی توضیح میں کمال الدین ابن میثم البحرانی نے لکھا

ہے: نحن على موعود من الله اثم وعدنا بموعود وهو النصر والغلبة والاستخلاف في الارض كما قال وعد الله ائمتنا منكم و عملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم الآية وكل وعد من الله فهو منجز لعدم الخلف في خبره۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۹۵ از خطبہ نمبر ۱۴۶)

ترجمہ: ہمیں اللہ کے وعدے پر بھروسہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ ایک وعدہ فرمایا ہے اور وہ مدد، غلبہ اور زمین میں خلافت قائم فرمانے کا وعدہ ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا: اللہ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیئے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کے ساتھ خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا تھا، اور اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ پورا ہوتا ہے کیونکہ اس کی خبر میں خلاف ورزی نہیں ہے۔

اس جملے میں کھلے لفظوں سے واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ وعدہ الہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت قائم فرمانے کا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی خلافت قائم فرمائی اور انہیں غلبہ و مدد بھی عطا فرمائی ہے، کیونکہ وہ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے۔

﴿...﴾ اسی سورۃ نور آیت نمبر ۵۵ کی تفسیر میں طبری نے لکھا ہے:

واختلف في الآية فقيل انها واردة في اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم وقيل هي

عامۃ في امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآله وسلم عن ابن عباس۔

(مجمع البیان ج ۴ ص ۱۵۲، دوسرا نسخہ ج ۷ ص ۲۳۹)

آیت کی مراد میں اختلاف ہے پس بیان کیا گیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (تمام) اصحاب کے بارے میں ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ عام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کے متعلق، یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

یعنی پوری امت میں جو افراد بھی اس وعدائے الہیہ کے مطابق خلیفہ قرار پائیں گے وہ تمام کے تمام اس آیت کے عموم میں شامل ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی جو حضرات اس منصب جلیل پر فائز ہوئے وہ بھی اس سے مراد ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ان افراد میں خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) پہلے نمبر پر ہیں، والحمد لله علیٰ ذلک۔

ساقیوں کی آیت: فرمان خداوندی ہے:

لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فأنزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا۔ (الفتح: ۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ ایمان والوں سے اس وقت راضی ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، پس اللہ کے علم میں ہے، جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پھر اللہ نے ان پر طمانیت نازل فرمائی اور انہیں عنقریب آنے والی فتح کا انعام دیا۔

تفسیر: یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد کی تمام آیات پڑھ لیں، ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متعدد صفات کا بیان ہے، ان کے ایمان، صدق نیت، اخلاص، رضائے الہی کے حصول، فتوحات، غنائم، ان پر سکینت و طمانیت کا نزول، صراط مستقیم پر ثابت قدمی، مزید دوسری کئی نعمتیں جو انسانی طاقت میں نہیں، کافروں کے مقابلہ میں مدد، کلمہ تقویٰ پر استحکام اور کئی دوسری صفتیں، عظمتیں اور شانیں، سورت کے اختتام

تک۔

ان تمام امور کو شیعہ مفسر طباطبائی نے بھی تسلیم کیا اور پھر چار و ناچار لکھنا ہی پڑا:

لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة۔

ترجمہ: درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی دوزخ میں

نہیں جائے گا۔ ملاحظہ ہو! المیزان ج ۱۸ صفحات ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، اور ۲۹۲۔

درخت کے نیچے وہ بیعت کرنے والے کم از کم تعداد کے مطابق بھی چودہ سو

صحابہ تھے اگرچہ پندرہ سو اور اٹھارہ سو کی روایت بھی آئی ہے۔ ان نفوس مقدسہ میں سیدنا

صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں اور سیدنا عثمان غنی

رضی اللہ عنہ تو وہ سعادت مند فرد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو ان کا ہاتھ قرار

دے کر پھر ان کی طرف سے بیعت لی اور انہیں بھی اس مقدس جماعت میں شامل فرما دیا

فائدہ:

یہاں سے شیعوں کے اس مفروضہ کا رد بھی خود بخود ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سوائے چند افراد کے تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔

معاذ اللہ!

﴿﴾..... جیسا کہ شیعوں نے لکھا ہے:

قال كان الناس اهل رقة بعد النبي صلى الله عليه وآله الا ثلاثة فقلت

ومن الثلاثة؟ فقال المقداد بن الاسود و ابوذر الغفاري وسلمان الفارسي رحمة الله

عليهم وبركانه۔ (فروع کافی ج ۳ کتاب الروضة ص ۱۱۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے،

سوائے تین کے اور وہ تین: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ہیں۔

یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا اور سکینت کو نازل فرمایا، وہ کلمہ اسلام سے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتے۔

آٹھویں آیت: ارشاد باری ہے:

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نبأها بہ قالت من انباءک هذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔ (التحریم: ۳)

ترجمہ: اور جب نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی ایک بیوی سے کوئی راز کی بات کہی، تو اس نے اس راز کی خبر دے دی اور اللہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس کا اظہار فرمادیا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو کچھ بتا دیا اور کچھ بتانے سے اعراض کیا، پھر جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس راز کو اس کے لئے کھول دیا تو اس نے کہا: آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے علیم وخبیر نے بتلایا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص راز کی خبر دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ وہ کونسا راز ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مکرمہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا تھا؟

﴿...﴾ شیعہ مفسر طبرسی نے لکھا ہے:

ولما احرم ماریة القبطیة اخبر حفصة انه یملک من بعده ابوبکر ثم عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر واعرض عن بعض أن ابابکر وعمر

یملکان بعدی وقرب من ذلك مارواه العیاشی بالاسناد۔

(مجمع البیان ج ۵ ص ۳۱۴)

ترجمہ: اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ماریہ قبطیہ کی تحریم فرمائی تو حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے پھر عمر، تو آپ نے بعض ان چیزوں کی پہچان کرائی جو انہوں نے ظاہر کر دی تھیں اور آپ نے بعض سے اعراض کیا (جو خبر دی وہ یہ تھی کہ) میرے بعد ابو بکر اور عمر خلیفہ ہوں گے۔

۲..... اس کے قریب قریب مضمون کو عیاشی نے باسند روایت کیا ہے۔

ان دونوں حوالوں سے واضح ہوا کہ وہ راز کی بات حضرت ابو بکر اور حضرت عمر

رضی اللہ عنہما کی خلافت حقہ تھی۔

۳..... شیعی مفسر کا شانی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو فرمایا:

انا افضی الیک سرّاً ان انت اخبرت به فعلیک لعنة الله والملئكة
والناس اجمعین فقالت نعم ما هو فقال ان ابا بکر یلی الخلافة بعدی ثم بعدہ
ابوک فقالت من انبأک هذا قال لبانی العلیم الخبیر۔

(کتاب الصافی فی تفسیر القرآن ج ۴ ص ۷۱۷، ۷۱۶)

میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتا ہوں، اگر اس پر تم نے کسی کو مطلع کیا تو تم پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، عرض کرنے لگیں، درست ہے، وہ کیا بات ہے بتائیں، آپ نے فرمایا میرے بعد ابو بکر کو خلافت ملے گی، پھر ان کے بعد تمہارے والد (حضرت عمر) خلیفہ ہوں گے، حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: آپ کو یہ بات

کس نے بتائی ہے، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے۔

﴿.....﴾ اور شیعوں کی معتبر تفسیر ”القمی“ میں ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے فرمایا: ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم من بعده ابوک۔ (تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۶)

ترجمہ: میرے بعد خلافت ابوبکر کو ملے گی اور اس کے بعد تمہارے والد عمر کو ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا: آپ کو یہ کس نے بتایا؟ فرمایا: علیم وخبیر یعنی اللہ (عزوجل) نے۔

﴿.....﴾ تفسیر منہج الصادقین ج ۹ ص ۳۳۰ پر بھی یہ مضمون موجود ہے۔

نویں، دسویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ اضلّ اعمالہم۔ (محمد: ۱)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے روکا ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

﴿.....﴾ مزید ارشاد فرمایا:

وما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ (الحشر: ۷)

ترجمہ: اور رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

تفسیر: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان دونوں آیتوں کو اپنے ایک خطاب میں تلاوت فرما کر ایک بہت بڑی حقیقت سے پردہ اٹھایا تھا۔

وہ کیا ہے؟ ملاحظہ ہو! المرتضیٰ کا شانی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا

ہے:

﴿۱﴾..... عن الباقر عليه السلام قال قال امير المؤمنين عليه السلام بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله في المسجد والناس مجتمعون بصوت عال الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله اضل اعمالهم فقال له ابن عباس يا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شيئاً من القرآن قال لقد قلت لا امر قال نعم ان الله يتول في كتابه وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا فتشهد على رسول الله صلى الله عليه وآله انه استخلف ابابكر قال ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله اوصي الا اليك قال فها لا بايعتني قال اجتمع العباس على ابى بكر فكنيت منهم الخ۔

(کتاب الصافی فی تفسیر القرآن ج ۲ ص ۵۶۲، ۵۶۱، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۲۰)

ترجمہ: امام باقر سے روایت ہے، حضرت علی (علیہ السلام) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی مسجد میں بلند آواز سے کہا، اس وقت لوگ جمع تھے کہ جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے سے روکا، ان کے اعمال بے کار ہو گئے، پس حضرت ابن عباس نے کہا: اے ابوالحسن! آپ نے جو کہا ہے وہ کیوں کہا؟ آپ نے جواب دیا: میں نے قرآن کی آیت پڑھی ہے، کہا: کسی مقصد کے لیے اسے پڑھا ہوگا؟ فرمایا: ہاں! بے شک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ اور رسول تمہیں جو دے وہ لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا تھا؟ پھر حضرت ابن عباس نے کہا: میں نے تو یہی سنا ہے کہ آپ نے صرف آپ کو وصی

بنایا تھا حضرت علی نے پوچھا، اگر یہ بات تھی، تو تم نے میری بیعت کیوں نہیں کی؟ کہا: لوگ (تمام صحابہ و اہلبیت) حضرت ابوبکر پر جمع ہو گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ ﴿۲﴾..... تفسیر قمی ص ۱۱۱ اس مضمون کو لکھا گیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا، اگر آپ ﷺ کا اشارہ نہ ہوتا تو اجماع نہ ہوتا۔

لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع و اتفاق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہوا، یہی حکم خداوندی ہے کہ آپ ﷺ جو بھی دیں وہ لے لو اور اس سے اعراض اللہ کے راستہ سے روکنا ہے اور اپنا ذخیرہ عمل ضائع کرنا ہے۔
گیارہویں آیت: ارشاد ربانی ہے:

لكن الرسول والذين امنوا معه جاهدوا باموالهم وانفسهم الثك
ولهم الخيرات واولئك هم المفلحون۔ (التوبہ: ۸۸)

ترجمہ: لیکن رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اور ان ہی کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

تفسیر: اس آیت سے پہلے منافقوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ وہ جہاد سے پیچھے رہتے اور اس سے جی چراتے ہیں اور اس آیت میں رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان فرمائی کہ وہ مجاہد ہیں۔

﴿۱﴾..... شیعہ مفسر طباطبائی نے اس کے تحت لکھا ہے:

والمراد بهم المؤمنون حقا الذين خلصت قلوبهم من رين النفاق
بدليل المقابلة المنافقين وليمدحهم بالجهاد باموالهم وانفسهم اي الهم لم

یرضوا بالقعود ولم یطبع علی قلوبہم بل نالوا سعادة الحیاة والنور الالہی۔ (المیزان ج ۹ ص ۳۷۹)

ترجمہ: اس سے وہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) مراد ہیں جو بچے مومن ہیں، جن کے دل نفاق کے غلبہ سے خالص ہو گئے اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کا تذکرہ منافقین کے مقابلہ میں ہوا اور ان کی تعریف کی گئی کہ وہ اموال و انفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، بے شک وہ جہاد سے پیچھے رہ جانے پر راضی نہیں اور ان کے دل منافقت سے پاک ہیں بلکہ انہوں نے زندگی کی سعادت اور نور الہی حاصل کر لیا ہے۔

اس کے بعد طباطبائی نے اس کے بعد والی آیات بھی لکھیں اور پھر شان صحابہ رضی اللہ عنہم میں مزید آیات نقل کی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منافق کے جنازہ سے روکنے والا واقعہ بھی لکھا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی دلجوئی فرمانے کا ذکر بھی کیا ہے۔
ملاحظہ ہو! تفسیر المیزان ج ۹ ص ۳۸۳۔

ثابت ہو گیا کہ آیہ مذکورہ میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان جہاد اور مقام و منصب کو بیان کیا گیا ہے، ان تمام کے سردار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔
﴿۴﴾..... اس آیت کے ضمن میں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک خطبہ کے درج جملے بھی پڑھ لیے جائیں تو بات مرید کھل جائے گی۔ ملاحظہ ہو! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

این القوم یندین دعوا الی الاسلام فقبلوه وقروا القرآن فاحکموہ
وہیجوا الی الجہاد فولہوا ولہ اللقاح الی اولادہا وسلبوا السیوف اغما دہا
واخذوا باطراف الارض زحفا زحفا وصفا صفا بعض ہلک وبعض نجلا

يبشرون بالاحياء ولا يغفرون عن الموتى مرة العيون من البكاء خمس
البطون من الصيام ذبل الشفاء من الدعاء صفر الالوان من السهر على
وجوههم غيرۃ الخاشعين اولئك اخواني الذاهبون۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۰)

ترجمہ: وہ لوگ کہاں ہیں؟ کہ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے
اسے قبول کیا، انہوں نے قرآن پڑھا تو اس پر استوار بھی ہو گئے، اور انہیں جہاد پر آمادہ
کیا گیا تو جہاد کے اتنے شیفہ ہوئے جیسے اونٹنی اپنے بچہ پر فریفتہ ہوتی ہے، انہوں نے
تکواریں نیاموں سے باہر نکال لیں اور اطراف زمین دستہ دستہ اور صف، صف پھیل
گئے، ان میں سے بعض شہید ہو گئے اور بعض سلامت رہے، یہ اپنی زندگی پر خوش نہیں اور
جو شہید ہو گئے وہ تعزیت نہیں چاہتے، ان کی آنکھیں گریہ سے سفید تھیں، پیٹ روزہ سے
لاغر، لب دعا سے خشک، رنگ بیداری سے زرد اور ان کے چہروں پر عاجزی کے آثار
نمایاں تھے، یہ چلے جانے والے میرے بھائی ہیں۔

بارھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد سمع الله قول الذين قالوا ان الله فقير ونحن اغنياء..... الآية۔

(آل عمران: ۱۸۱)

ترجمہ: اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے سن لیا ان لوگوں کی بات جنہوں نے

کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار۔

تفسیر: اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات کی تصدیق

نازل ہوئی ہے۔

ابوعلیٰ فضل بن حسن طبری نے لکھا ہے:

جب آیت من الذی یقرض اللہ قرضا حسنا نازل ہوئی تو یہودی کہنے لگے اللہ فقیر ہے، اس لیے کہ وہ ہم سے قرض مانگتا ہے، اور ہم غنی ہیں، یہ الفاظ کہنے والا ”حیی بن اخطب“ تھا، حسن اور مجاہد نے یہ تفسیر بیان کی ہے، اور بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابوبکر کے ساتھ یہود بنو قنیقاع کی طرف ایک رقعہ لکھ کر بھیجا، تاکہ وہ انہیں نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور اللہ کو قرض نہ دینے کی دعوت دیں، حضرت ابوبکر جب ان کی بیٹھک ”بیت مدرستہ“ میں پہنچے تو وہاں ایک آدمی کے گرد بہت سے لوگوں کو جمع پایا، جسے فنحاک بن عازوراء“ کہا جاتا، حضرت ابوبکر نے انہیں اسلام، نماز اور زکوٰۃ کی دعوت دی تو فنحاک کہنے لگا اگر تیری بات سچی ہے تو پھر اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار، اگر وہ مالدار ہوتا تو ہم سے ہمارے مال بطور قرض نہ مانگتا، حضرت ابوبکر غضبناک ہو گئے اور آپ نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، عکرمہ، سدی، مقاتل اور محمد بن اسحاق نے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے (تفسیر مجمع البیان جلد اول جزء ۲ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

تفسیر ہویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْتِلْ أُولَ الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ
وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ..... (النور: ۲۲)

ترجمہ: اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں
قرباں والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی۔

تفسیر: اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”فضل
والا“ قرار دیا گیا ہے:

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی نے لکھا ہے:

ان قوله لا یأتل اولوا الفضل منكم الآية نزلت فی ابی بکر ومسطح

بن اثاثہ۔ (تفسیر مجمع البیان ج ۷ ص ۱۳۳)

ترجمہ: ولا یأتل اولوا الفضل منكم الآية کا جملہ حضرت ابوبکر اور حضرت

مسطح بن اثاثہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

چودھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حلیم۔ (آل عمران: ۱۵۵)

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا، بے شک اللہ بخشنے

والا، حلم والا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں اہل اُحد کے لئے مغفرت الہیہ کا بیان ہے۔

اس آیہ مبارکہ کے تحت شیعہ مفسر طبرسی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

غزوہ اُحد میں ثابت قدمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں درج کی ہے:

اعاد تعالیٰ ذکر العفو تاکیدا لطمع المذنبین فی العفو ومنها لهم عن

الیأس وتحسینا یظنون المؤمنین (ان الله غفور حلیم) قد مر معناه و ذکر ابو

القاسم البلخی انه لم یبق مع النبی (ص) یوم اُحد الا ثلاثة عشر نفساً خمسة

من المهاجرین ثمانية من الانصار فاما المهاجرون فعلى (۶) وابوبکر وطلحة

وعبد الرحمن بن عوف وسعد ابن ابی وقاص۔

(تفسیر مجمع البیان ج ۱ ص ۵۲۲، بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے معافی کا ذکر دوبارہ اس لیے فرمایا ہے تاکہ گنہگاروں کو

اپنی معافی کی خواہش پر پختگی ہو جائے اور ان کی ناامیدی اور مایوسی ختم ہو جائے،
مومنوں کے حسن ظن کو تقویت پہنچے، اللہ تعالیٰ بخشے والا اور حلم والا ہے اس کا معنی بیان کیا
جا چکا ہے، ابوالقاسم بلخی نے ذکر کیا ہے کہ احد کے دن نبی پاک ﷺ کے ساتھ صرف تیرہ
اشخاص باقی رہ گئے پانچ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے، پس مہاجرین میں
سے حضرت علی، حضرت ابوبکر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد
بن ابی وقاص (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے۔

﴿﴾..... ملاحظہ اللہ کا شافی نے لکھا ہے:

ابو بکر اہل شرك را گفت شما بایں شاد شدہ اید چشم
شمار و شن مباد، بخدا کہ اہل روم بر مردم فارس غالب
خواہند شد، در بضع سنین گفتند این کجا میگوئی گفت از
رسول خدا ﷺ ابی بن خلف گفت کذبت یا ابا الفضل ابو بکر
گفت کذبت انت یا عدو اللہ۔

ابی گفت اگر راست میگوئی وقتی معین کن تا گردد
بندیم اگر آن وقت مقتضی شود، چنان باشد کہ تو گفتی من
گرد بدہم واگر نہ تو گرد ادا کنی، پس گرد بستند بسہ سال
بدہ شتر چون ابو بکر رسول را ازین صورت اخبار نمود
آنحضرت فرمود کہ خطا کردی زیرا کہ بضع میان ثلاثہ و
تسعہ است بر دود رمال و مدت بیفزائی، ابو بکر باز گشت
و تا مدت نہ سال بر صد شتر مراہنہ کر دند و این صورت قبل

ازاں بود کہ گرد حرام شود و چون ابوبکر میخواست کہ از مکہ بیرون آید، ابی گفت ترا بہا نہ کنم تا ضامنی بدہی۔ پسرش عبداللہ ضامن پدر شد۔ و چون ابی قصد کرد کہ بجنگ احد رود عبداللہ بن ابی بکر گفت ترا نگزارم تا ضامنی برائے خود تعین کنی، ابی ضامن بدا و بجنگ احد میرفت و بعد از واقعہ احد مجروح بکمہ آمد در آن جراحات بمرد ابوسعید خدری روایت کردہ کہ در بدر چون مسلمانان ظفر یافتند بر مشرکان و در ہماں روز خبر آمد کہ در میان غلبہ کردند بر فراسیان مسلمانان شاد شدند و ابوبکر نزدورثہ ابی خلف رفتہ مال دہانت از ایشان بستد و نزد رسول آورد آنحضرت فرمود این را تصدق کن ابوبکر ہماں را تصدق نمود۔ (تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۱۸۳)

ترجمہ: حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مشرکوں سے فرمایا کہ تم نے رومیوں کی فتح و نصرت پر بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے تم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے، خدا کی قسم ایک وقت آئے گا کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں گے، چند سال انتظار کرو، مشرکین نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ کو یہ بات کس نے کہی، تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے، ابی بن خلف نے کہا: اے ابوالفضل تم نے جھوٹ کہا ہے، تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تم جھوٹے ہو، تم اللہ تعالیٰ کے دشمن ہو، ابی بن خلف کہنے لگا اگر تم اپنے دعوے میں سچا ہو تو میں شرط دوں گا، اگر وقت گزر گیا

تو پھر تم شرط دو گے، تین سال کا عرصہ متعین ہوا، دس دس اونٹ شرط طے ہو گئے، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے رسول پاک ﷺ کو یہ ساری صورت بتائی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے غلطی کی ہے، اس لیے کہ بضع تین سے نو سال کے عرصہ تک کے سے بولا جاتا ہے، جاؤ مال اور مدت دونوں میں اضافہ کرو، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گئے مدت ۹ سال پر سو سو اونٹ شرط باندھی، یہ شرط اس وقت باندھی گئی جب کہ شرط حرام نہیں ہوتی تھی جب حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے باہر جانا تھا تو ابی بن خلف نے آپ کو کہا کہ ضامن دیئے بغیر آپ نہیں جاسکتے، تو حضرت ابوبکر کا بیٹا عبداللہ اپنے باپ کا ضامن ہو گیا، جب ابی بن خلف نے جنگ احد میں شرکت کا ارادہ کیا، تو حضرت عبداللہ بن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا جب تک تم اپنا ضامن نہ دو گے میں تمہیں نہیں جانے دوں گا، ابی نے ضامن دیا اور جنگ احد میں چلے گئے۔ اُحد کے واقعہ کے بعد زخمی ہو کر جب واپس آیا تو اسی زخم سے مر گیا۔

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ بدر میں مشرکوں پر مسلمان جب کامیاب و کامران ہوئے تو اسی دن اطلاع آئی کہ رومیوں نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کر لیا، مسلمان خوش ہوئے، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ابی بن خلف کے ورثاء کے ہاں گئے ان سے مال حاصل کیا اور بارگاہ رسول میں حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا سارے مال کو صدقہ کر دو، تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے تمام مال صدقہ کر دیا۔

پندرھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

حَقُّ (الانفال: ۷۴)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا..... وہی لوگ مؤمن برحق ہیں۔

تفسیر: اس آیت میں صحابہ کرام کے ایمان، ہجرت، جہاد اور مؤمن برحق ہونے کا بیان ہے۔

شیعی مفسر کا شانی نے آیت قرآنی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

قبیلہ دوم بنی حنیفہ بودند در امامہ اصحاب مسیلمہ کذاب کہ دعویٰ نبوت کرد و گفت کہ من شریک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ونامہ نوشت باکی حضرت کہ من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اما بعد فان الارض نصفھا لی ونصفھا لک۔ و آب نابہ را بدہ مرد از اشراف داد فرستاد چون رسولان بیامدند و آن نامہ را با آنحضرت داوند فرمود کہ بمسیلمہ ایمان آورید۔ گفتند آری فرمود کہ اگر نہ آن پوڈے کہ عادت نامہ نوشتند کہ من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مسیلمہ الکذاب اما بعد فان الارض لله یورثھا من یشاء من عبادة والعاقبة للمتقين وبعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار شد و بجوار ایزدی پیوست و کار مسیلمہ قوت گرفت و ابوبکر چون بخلافت بنشت خالد بن ولید را بجماعتی بجانب خیبر فرستاد تا او را مقہور کردند و بردست وحشی قاتل حمزہ کشتہ شد و وحشی بعد از

قتل او میگفت کہ دو کس بردست بن کشتہ شدند کہ
بہترین مرد ماں در زمانہ جاہلیت و دیگرے بدترین خلق
خدا در زمان اسلام دگر دیدن من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
اول حمزہ بود دوم مسیلمہ کذاب۔

(تفسیر منہج الصادقین ج ۳ ص ۲۵۷، ایران)

ترجمہ: قبیلہ دوم بنو حنیفہ تھا، اصحاب پیامہ میں سے مسیلمہ کذاب نے دعویٰ
نبوت کیا، اور کہنے لگا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ شریک نبوت ہوں، اس نے
ایک خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف لکھا:

من مسیلمة رسول الله الى محمد رسول الله صلى الله عليه وآله اما
بعد فان الارض نصفها لي ونصفها لك۔

یہ خط دس معزز آدمیوں کو دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، جب اس
بھیجے ہوئے آدمی بارگاہ نبوی میں پہنچے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زقہ دیا، آپ نے ان کو
فرمایا کہ کیا تم مسیلمہ پر ایمان لا چکے ہو، تو انہوں نے کہا ہاں، فرمایا اگر قاصدوں کے
متعلق یہ عادت نہ ہوتی کہ ان کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں سب کو قتل کرنے کا حکم
فرما دیتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس خط کا جواب لکھو!

من محمد رسول الله صلى الله عليه وآله الى مسيلمة الكذاب اما
بعد فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علیل ہو گئے، اور جوار خداوندی میں پہنچ
گئے مسیلمہ کذاب کا سلسلہ تقویت پکڑ گیا، حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) مسند خلافت پر

ترجمہ: (پس بہر حال جس نے مال دیا اور پرہیزگار ہوا) حضرت ابن زبیر سے مروی ہے کہ بے شک یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے مسلمان ہونے والے غلاموں کو خریدا اور انہیں آزاد کر دیا، مثلاً: حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ وغیرہا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اور مقام و مرتبہ پر یہ وہ دلائل ہیں جو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اہل ایمان کے عقیدہ کو مضبوط و مستحکم کر رہے ہیں۔



بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
 ہے یار غار، محبوب خدا صدیق اکبر کا
 رُسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
 یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ، صدیق اکبر کا
 لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
 کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا



حضرت سیدنا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اقوال وارشادات کی روشنی میں

آیات قرآنی کے بعد ہم سطور ذیل میں کتب شیعہ سے اہلیت کرام رضی اللہ عنہم کی روایات وارشادات اور شیعہ اکابر کے اقوال و آراء پیش کر کے حقیقت حال روز روشن کی طرح نمایاں کر دینا چاہتے ہیں، ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

①..... قال رسول الله (ص) ان ابا بكر مني بمنزلة السمع وان عمر مني بمنزلة البصر وان عثمان مني بمنزلة الفؤاد فقال (علي) هم السمع والبصر والفؤاد۔ (عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۲۴۲ طبع نجف)

②..... یہ بات تفسیر حسن عسکری ص ۱۶۵، اور معانی الاخبار ص ۱۱۰ پر بھی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: بے شک ابوبکر میرے نزدیک کان کا درجہ رکھتا ہے، اور بے شک عمر میرے نزدیک آنکھ کے درجہ پر ہے اور بے شک عثمان میرے دل کے مقام پر ہے، پس حضرت علی نے فرمایا (واقعی) وہ کان، آنکھ اور دل ہیں۔

③..... آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فان الله اصطفى محمد اباعلمه وجعله الامين على وحيه والرسول الى خلقه واجتنبى له من المسلمين اعواناً ايده بهم فكانوا في منازلهم عنده على قدر فضائلهم في الاسلام فكان افضلهم في

الاسلام، وأنصحهم (وأنفعهم) لله ولرسوله الخليفة من بعده وخليفة الخليفة من بعد خليفته والثالث الخليفة عثمان المظلوم، فكلهم حسرت وعلى كلهم بغيت۔ (شرح نهج البلاغة لابن میثم تحت کتاب نمبر ۹)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے علم سے چنا اور اپنی وحی پر انہیں امین بنایا اور اپنی مخلوق کے لئے رسول اور ان کے لئے مسلمانوں میں سے مددگار چنے، ان کے ذریعے آپ کی تائید فرمائی، پس وہ آپ کے نزدیک اسلام میں اپنے فضائل (دورجات) کے اعتبار سے مختلف مقامات پر فائز ہیں، سوان تمام میں اسلام میں افضل، سب سے زیادہ خیر خواہ (اور سب سے زیادہ نفع دینے والے) اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں، وہ خلیفہ بلا فصل ہیں اور پھر وہ خلیفہ جو ان کے بعد ہوئے اور پھر تیسرے خلیفہ عثمان مظلوم، ان تمام خلفاء پر حسد کیا گیا اور سب سے بغاوت کی گئی ہے۔

④..... علی ابن ابی طالب (ع) قال بينما انا امشي مع النبي (ص) في بعض طرقات المدينة اذ لقينا شيخ طويل كث اللحية بعيد ما بين المنكين فسلم علي النبي (ص) ورحب به ثم التفت الي فقال السلام عليك يا رابع الخلفاء ورحمة الله وبركاته اليس كذلك هو يا رسول الله فقال له رسول الله (ص) بلى۔ (عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: اس دوران کہ میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مدینہ کے بعض راستوں میں چل رہا تھا اچانک ہمیں ایک لمبے قد، عمر رسیدہ، گھنی داڑھی اور چوڑے کندھوں والا ایک شخص ملا، اس نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام عرض کیا اور مرحبا کہا، پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے چوتھے خلیفہ! تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت

وبرکات ہوں، یا رسول اللہ کیا یہ ایسے ہی نہیں (چوتھے خلیفہ ہیں نا!) آپ نے فرمایا: کیوں نہیں!۔

ثابت ہو گیا کہ حضرت علی پہلے نہیں، چوتھے خلیفہ ہیں۔ پہلی تینوں خلافتیں اپنی ترتیب کے ساتھ درست ہیں اور حضرت ابوبکر خلیفہ اول بلا فصل ہیں۔
⑤..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انا لدری ابابکر احق الناس بھا ای الخلافة انه لصاحب الغار و ثانی الثمین و انه لنعرف له سنہ و لقد امرہ رسول اللہ بالصلاة و هوہ حی۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی ج اص ۳۳۲)

ترجمہ: بے شک ہم ابوبکر کو تمام لوگوں سے خلافت کا زیادہ حقدار جانتے ہیں، بے شک وہ غار کے ساتھی اور دو میں سے دوسرے ہیں اور ہم ان کی عمر کے لحاظ سے بزرگی کو بھی پہنچانتے ہیں۔ اور البتہ تحقیق انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔

⑥..... آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: یا بیعت ابابکر کما بايعتموه..... فبايعت عمر کما بايعتموه۔ (کتاب الآمالی للطوسی ص ۵۰، ج ۲ ص ۱۲۱)

ترجمہ: میں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی، (جس طرح تم نے کی پھر انہوں نے معاملہ حضرت عمر کے سپرد کیا) تو میں نے حضرت عمر کی بیعت بھی اسی طرح کی جیسے تم نے کی۔

⑦..... امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں:

قال رجل من قریش لعلى بن ابی طالب امیر المؤمنین علیہ السلام

یا امیر المؤمنین سمعت فی خطبة أنفاً اللهم اصلح لنا احوالنا بما اصلحت
بالخلفاء الراشدين فمن هم قال هم حبيباي وعمالك ابوبكر وعمر اماما الهدى
وشيخا الاسلام ورجلا قریش والمقتدا بهما بعد رسول الله فمن اقتدى بهما
عصم ومن اتبع آثارهما هدى اى صراط مستقيم ومن تمسك بهما فهو من
حزب الله وحزب الله هم المفلحون۔ (تلخیص الثانی ج ۲ ص ۲۲۸، دوسرا نسخ ج ۳ ص ۳۱۸ ق ۴)

ترجمہ: ایک قریشی آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

اے امیر المؤمنین میں نے سنا کہ آپ خطبہ میں فرما رہے تھے ”اے اللہ!
ہمارے احوال کی اصلاح فرما جیسے تو نے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی!۔ تو وہ کون
ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں میرے محبوب اور تیرے چچے ابوبکر و عمر ہیں، جو ہدایت
کے امام، اسلام کے شیخ، قریش کے جلیل القدر مرد اور رسول اللہ کے بعد ان کی اقتداء کی
جاتی ہے، پس جس نے ان کی پیروی کی وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے ان کے نقوش کی
اتباع کی اس کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی دی گئی اور جس نے ان کے دامن کو تھام لیا وہ
اللہ کے گروہ میں شامل ہو گیا اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہے۔

⑧..... حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے وقت ایک
شرط یہ بھی قائم فرمائی،

بشرط آنکہ او عمل کند در میان مردم بکتاب
خدا و سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و سیرت خلفائے
شایستہ (منتہی الآمال ج ۱ ص ۲۲۹ کتاب فروشی اسلامیہ)

ترجمہ: کہ آپ کتاب و سنت اور خلفائے (راشدین رضی اللہ عنہم) کی پاکیزہ سیرت

کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں گے۔

⑨..... وعن عروة بن عبد الله قال سألت ابا جعفر محمد بن علي عليهما السلام عن حلية السيوف فقال: لا بأس به قد حلى ابو بكر الصديق رضي الله عنه سيفه قلت فتقول الصديق؟ فوثب وثبة واستقبل القبلة وقال: نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل له الصديق فلا صدق الله له قولا في الدنيا ولا في الآخرة۔ (كشف الغمہ ج ۲ ص ۱۲۷ ترمیز)

ترجمہ: عروہ بن عبد اللہ کا بیان ہے: میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے پوچھا کہ تلواروں کو زیور چڑھانا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کو سونے کا دستہ چڑھایا تھا، میں نے کہا: آپ ان کو صدیق کہتے ہیں؟ آپ نے جلال میں آکر ایک جھٹکا لیا اور قبلہ رخ ہو گئے اور فرمایا: ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو انہیں صدیق نہ کہے، اللہ دنیا و آخرت میں اس کی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔

⑩..... امام باقر فرماتے ہیں: لست بمنكر فضل أبي بكر۔ (الاحتجاج ج ۲ ص ۴۴۷)
ترجمہ: میں ابو بکر کی فضیلت کا انکار نہیں کرتا۔

⑪..... ایک شخص نے حضرت امام جعفر سے سوال کیا کہ آپ ابو بکر اور عمر کے بارے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

اما مان عادلان قاسطان قاما على الحق وماتا على الحق وعليهما
رحمة الله يوم القيامة۔ (احقاق الحق ج ۱ ص ۱۶، از نور اللہ شوستری)

ترجمہ: وہ دونوں عدل والے اور انصاف کرنے والے امام تھے، دونوں حق پر

③..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما اوصی رسول الله فاوصی ولكن قال ان اراد الله خيرا فجمعهم
على خيرهم بعد نبیهم۔ (تلخیص الثانی ج ۲ ص ۲۷۲ لللطوسی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے خلیفہ ہونے کی وصیت نہیں کی کہ میں
بھی کروں لیکن آپ نے یہ فرمایا: اگر اللہ بہتری کا ارادہ فرمائے گا تو ان کو امت میں سب
سے بہتر شخص پر جمع کر دے گا۔

④..... جب ابن ملجم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر وار کر کے آپ کو زخمی کر دیا تو آپ
سے خلیفہ مقرر کرنے کا مطالبہ ہوا اس پر حضرت علی نے فرمایا:

نہیں، بے شک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض کے وقت آپ کی بارگاہ
میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کے تقرر کا مطالبہ کیا، تو آپ نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ پس تم
بنو اسرائیل کے حضرت ہارون سے اختلاف کرنے کی طرح مختلف نہ ہو جاؤ

ولكن ان يعلم الله في قلوبكم خيرا اختاركم۔ (ایضاً)

اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے دلوں کی بہتری کی وجہ سے تمہیں بہتر کام کے لئے چن لے گا

⑤..... عن امیر المؤمنین لما قبل له الاتوصی فقال ما اوصی رسول الله

فاوصی ولكن اذا اراد الله بالناس خيرا استجمعهم على خیر كما جمعهم علی
خیر بعد نبیهم۔ (الثانی ص ۱۷۱)

ترجمہ: جب حضرت علی سے عرض کیا گیا کہ آپ وصی مقرر نہیں کریں
گے؟ تو آپ نے فرمایا رسول اللہ نے کوئی وصی نہیں بنایا کہ میں بناؤں اور لیکن اگر اللہ
تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان کو بہتر شخص پر جمع کر دے گا، جس

طرح اس نے اپنے نبی کے بعد ان کو بہتر شخص پر جمع کیا تھا۔

①۹..... آپ نے مزید فرمایا:

واما عتیق وابن الخطاب فان كانا اخذا ما جعله رسول الله لي..... الخ
ترجمہ: اور بہر حال عتیق (حضرت ابوبکر) اور ابن خطاب (حضرت عمر) نے
(اگر) اس چیز کو لے لیا جو رسول اللہ نے میرے لیے مقرر فرمائی، اور آپ اس کو بہتر
جانتے ہو، اور جان لو، کہ مجھے اس کام (خلافت) سے کوئی دلچسپی نہیں

و ترکہ منذ حین، میں تو اسے ایک مدت سے چھوڑ بیٹھا ہوں۔

پس بہر حال اگر وہ میرا حق نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا ہے تو جس نے آغاز کیا اس نے اس
کا حصہ پالیا اور اگر یہ میرا حق ہے، دیگر مسلمانوں کا حق نہیں تو میں راضی خوشی ان
(حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کو دے چکا ہوں اور اپنا ہاتھ اس (فرضت) سے کھینچ لیا
ہے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۵۱۹)

یعنی مجھ سے پہلے خلیفہ برحق ہیں۔

②۰..... حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک موقع پر حق کو یوں بے نقاب کرتے ہیں:

الذليل عدی عزیز حتی اخذ الحق له والقوی عدی ضعیف حتی
اخذ الحق منه رضینا عن الله قضاءه وسلمنا لله امره اترانی اکذب علی
رسول الله؟ صلی الله علیه وآله والله لانا اول من صدقه فلا اکون اول من
کذب علیه فنظرت فی امری فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی واذا الميثاق فی
عنقی لغیری۔ (نسخ البلاغہ خطبہ نمبر ۳، شیخ غلام علی اینڈ سنز)

ترجمہ: ذلیل (کنزور) میرے نزدیک عزیز (محترم) ہے یہاں تک کہ اس کا

حق واپس لے لوں اور قوی میرے نزدیک ناتواں ہے تا وقتیکہ حق اس سے چھین لوں، میں قضاء قدر الہی سے خوش ہوں اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جھوٹ بولوں گا؟ حالانکہ خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تھی، پس میں آپ کی تکذیب کرنے والا پہلا شخص نہیں بن سکتا۔ میں نے اپنے معاملہ کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ مجھ پر حکم رسول سے دوسرے کی اطاعت کرنا اپنی بیعت لینے سے پہلے ثابت ہو چکی ہے اور میری گردن میں دوسروں کی اطاعت کا میثاق (پختہ وعدہ) پڑا ہوا ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں اس خطبہ کا نمبر ۳۳ ہے، ملاحظہ ہو! شرح از محمد عبدہ ہے۔

ثابت ہوا کہ حضرت علی (علیہ السلام) کے نزدیک خلافت صدیقی برحق ہے۔

②۱..... اس کی توضیح میں ابن میثم نے لکھا ہے:

انه كان معهوداً اليه ان لا ينازع في امر الخلافة (شرح نهج البلاغة ج ۲ ص ۹۷)

ترجمہ: آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ خلافت کے مسئلہ میں اختلاف نہیں کریں گے۔ (بلکہ نہیں تسلیم کریں گے)

②۲..... اس خطبہ کے جملے ”فاذا اطاعني قد سبقت بيعتي“ اور ”واذا الميثاق في

عنقي لغيري“ کی مزید وضاحت کے لئے ابن میثم کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہوتا کہ غلط تاویلیں کرنے والوں کا دھوکہ باطل ثابت ہو جائے، لکھا ہے:

فقوله فنظرت فاذا اطاعني قد سبقت بيعتي اي طاعني لرسول الله

صلى الله عليه وآله وسلم فيما امرني به من ترك القتال قد سبقت بيعتي

للقوم فلا سبيل الى الامتناع منها وقوله واذا الميثاق في عنقي لغيري اي ميثاق

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعهده الى بعدم المشاققة وقيل الميثاق
مالزمه من بيعة ابى بكر بعد ايقاعها اى فاذا ميثاق القوم قد لزمى فلم
يمكنى المخالفة بعده (شرح نهج البلاغه ج ۲ ص ۹۷ لابن ميثم مطبوعه ايران)

ترجمہ: (حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ پس میں نے غور و فکر کیا تو مجھے
معلوم ہوا کہ میرے بیعت لینے سے اطاعت کرنا سبقت لے گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو ترک قتال کا مجھے حکم فرمایا تھا، وہ اس بات پر سبقت لے گیا
ہے کہ میں قوم سے بیعت لوں۔ واذا الميثاق في عنقى لغیری سے مراد رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے وعدہ لینا ہے، اور مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ کہ
جب لوگ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کر لیں، تو میں بھی بیعت کر لوں۔ پس جب
قوم کا عہد مجھ پر لازم ہوا یعنی ابوبکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے
ناممکن تھا کہ میں اس کی مخالفت کرتا۔

۳۳..... یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک خط بھی نقل کر دینا مفید ترین بات
ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

انه بايعنى القوم الذين بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان علي ما
يعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختاروا للغائب ان يرد وانما الشورى
للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان (لله) رضا فان
خرج عن امرهم خارج بطعن او بدعت ردوه الى ما خرج منه فان ابى قاتلوه
على اتباعه غير سبيل المؤمنين وولاه الله ماتولى (نهج البلاغه، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۶)
ترجمہ: مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان سے

بیعت کی اور اسی بات یہ بیعت کی جس پر ان کی بیعت کی تھی، لہذا نہ تو حاضر کو اختیار کا حق باقی رہ گیا اور نہ ہی غائب کو روگردانی کا، شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لیے ہے اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی بھی رضامندی ہے، اگر امت کے اس اتفاق سے کوئی شخص اعتراض یا بدعت کے ساتھ خروج کرنا ہے تو مسلمان اسے حق کی طرف لوٹائیں گے، جس سے وہ خارج ہوا، انکار کرے گا تو اس سے جنگ ہوگی، کیونکہ اس نے مومنوں کی راہ سے کٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے اور خدا اسے اس کی گمراہی کے حوالے کر دے گا۔

ثابت ہوا کہ خلفائے راشدین کی خلافتیں برحق اور اللہ کی رضامندی سے قائم ہوئی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار اللہ اور مہاجرین و انصار کا انکار ہے، جسے امت امام مقرر کر دے وہی امام ہوتا ہے۔

⑬..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا، جس میں آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے فضائل کو یوں بیان فرمایا:

وكانوا في منازلهم عند الله على قدر فضائلهم في الاسلام فكان
افضلهم كما زعمت في الاسلام وانصحهم لله ورسوله الخليفة الصديق
والخليفة الخليفة الفاروق ولعمري ذكرت امر او مانت والصديق فالصديق من
صدق بحقنا وابطل باطل عدونا ومانت والفاروق فالفاروق من فرق بيننا
وبين اعدائنا۔ (تاريخ التواتر ج ۳ ص ۱۴۶)

ترجمہ: ان (خلفاء کرام یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) کے
اللہ کی بارگاہ میں وہی درجات ہیں جو اسلام میں ان کے فضائل ہیں، پس ان سب سے

افضل، اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ، خلیفہ صدیق ہیں اور (ان کے بعد افضل) ان کے خلیفہ فاروق ہیں اور مجھے اپنی جان کی قسم! آپ نے ایک بات کا ذکر کیا ہے۔ صدیق تو وہ ہے جس نے ہمارے حق کی تصدیق اور ہمارے دشمن کی غلط باتوں کا رد کیا اور فاروق تو وہ ہیں جنہوں نے ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان فرق کیا۔

②۵..... نیز یہی مضمون تاریخ التوارخ ج ۳ ص ۴۷۱ در حوالات امیر المؤمنین پر بھی موجود ہے۔

②۶..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو اس قدر جلدی جلدی در دولت سے تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھا، صرف پیرہن میں ملبوس تھے، اسی صورت میں حضرت ابو بکر کے ہاں پہنچے اور بیعت کی، بیعت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بھیجے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں۔ (تاریخ روضۃ الصفاء ج ۱ ص ۴۳۲)

②۷..... کتاب الشافی میں امام زین العابدین کی روایت ہے:

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو (حضرت) ابوسفیان، حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھر دوں گا، اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا: ویحک یا اباسفیان هذه من دواھیک قد اجتمع الناس علی ابی بکر ما زلت تبتغی الاسلام عوجا فی الجاہلیۃ والاسلام واللہ ماضی الاسلام ذلک شینا ما زلت صاحب الفتنة۔ (الشافی ج ۲ ص ۴۲۸)

ابوسفیان! تیرے لیے سخت افسوس ہے، یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجتماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گر ہی رہیگا۔

یہاں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف غلط جملے لکھنے کے باوجود کم از کم اتنا تو مان لیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کو حضرت علی نے ڈنکے کی چوٹ پر تسلیم کیا ہے۔

②۸..... (قال علی) ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصایب بہما لجرح شدید فی الاسلام یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا۔

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم ج ۴ ص ۳۶۲ زیر مکتوب نمبر ۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کی قسم! ان دونوں (ابوبکر و عمر) کا اسلام میں عظیم مقام ہے اور بلاشبہ ان پر اعتراضات کرنا، اسلام پر بڑی جرح کرنا ہے، اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے اور انہیں ان کے اعمال کی اچھی جزا دے۔

②۹..... شیعہ مفسر قتی نے سورۃ الروم کی آیت "فات ذا القربی حقہ" کے تحت لکھا ہے: ثم قام وتہیاء للصلوة وحضرا المسجد و صلی خلف ابی بکر (تفسیر قتی ج ۲ ص ۱۵۹)

پھر علی اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد میں چلے گئے اور ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔

③۰..... یہی بات الاحتجاج للطبری جلد اول صفحہ ۱۲۶ پر بھی موجود ہے۔

③۱..... مزید لکھا ہے: پھر علی شیر خدا اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں

تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ (ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۲۵)

③۲..... مزید لکھا ہے: حضرت علی کا حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھنا مسلمات میں سے

ہے، اس کا انکار ناممکن ہے۔ (تلخیص الثانی ص ۳۵۴)

③..... مزید یہ بھی دیکھیں! حضر المسجد و صلی خلف ابی بکر۔ حضرت علی مسجد

میں حاضر ہوئے اور حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی۔ (مرآة العقول شرح الاصول

ص ۳۸۸ بحث فی الاشارة الی بعض المناقب فاطمة وقصة فدک، ایران)

④..... وکان علی علیہ السلام یصلی فی المسجد الصلوات الخمس۔

(کتاب سلیم بن قیس ص ۲۲۲)

ترجمہ: حضرت علی پانچوں نمازیں مسجد میں ہی ادا کرتے۔

تسبیہ: نوٹ: بعض مقامات پر علیحدہ اور تنہا نماز پڑھنے کا جو ڈھونگ رچایا گیا ہے

وہ محض دھرم بچانے کے لیے ہے، کیونکہ باقی عبارتیں اس چیز کا رد کر رہی ہیں۔

⑤..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر کے پاس آئے: ..

ثم تناول ید ابی بکر فبايعه۔ (الاحتجاج ج ۱ ص ۸۴)

ترجمہ: پھر حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور ان کی بیعت کر لی۔

⑥..... ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ جب فتنے رونما ہوئے تو کچھ دیر بعد حضرت

علی خود چل کر حضرت ابو بکر کے پاس گئے اور بیعت کی، آپ خود فرماتے ہیں:

فبايعته۔ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۴ ص ۹۶، ۹۵، ۹۴)

ترجمہ: میں نے ان کی بیعت کر لی۔

⑦..... یہ مضمون تاریخ التواریخ ج ۳ ص ۵۳۲، اور منار الہدیٰ ص ۳۷۳، از علی

بحرانی پر بھی موجود ہے۔

⑧..... جنگ صفین کے دوران جب حضرت محمد بن حنفیہ کے مقابلہ میں عبید اللہ بن عمر لڑ

رہے تھے تو محمد بن حنفیہ کی زبان سے حالت جوش میں حضرت عمر کی شان میں کوئی سخت جملہ نکل گیا تو حضرت علی نے فوراً روکا اور فرمایا:

لاتذکرا بآبہ ولا تقل فیہ الا خیراً رحمہ اللہ۔ (ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۶۴۴ بیروت)
ترجمہ: اس کے باپ کی بات نہ کر اور اس کے متعلق سوائے بھلائی کے کوئی جملہ نہ بولو۔
﴿.....﴾ کثیر النورۃ نے امام باقر سے پوچھا:

جعلت فداک ارایت ابابکر وعمر هل ظلما کم من حکم شیئا
او قال ذمما بحکم فقال لا والذي انزل القرآن علی عبدہ لیكون للعالمین
نذیرا وما ظلمنا من حقنا مثقال حبة من خردل قلت جعلت فداک افا تولاھما
قال نعم ویحک تولاھما فی الدنیا والآخرۃ وما اصابک ففی عنقی ثم قال فعل
اللہ بالمغیرۃ وبالبنان انھما کذبا علینا اهل البیت۔

(ابن ابی الحدیث ج ۴ ص ۱۳۳ بیروت، ج ۴ ص ۱۱۳)

ترجمہ: میں آپ پر فدا! مجھے بتلائیے کیا ابوبکر و عمر نے آپ کا کوئی حق مارا یا
کہا: آپ کا حق چھینا، فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا
تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو انہوں نے ہمارے حق میں کوئی معمولی چیز
کی بھی کمی نہیں کی، میں نے کہا: میں آپ پر فدا، کیا میں ان دونوں سے محبت رکھوں؟
فرمایا: ہاں! دنیا و آخرت میں ان سے محبت رکھ اور اگر تجھے کوئی نقصان پہنچا تو میں ذمہ
دار ہوں، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ مغیرہ اور بنان نامی شخصوں (شیعوں) کا برا کرے انہوں
نے ہم اہلبیت پر جھوٹی باتیں باندھ دی ہیں۔

﴿.....﴾ عن الجعفر الصادق علیہ السلام انه کان یتولاھما ویاتی القبر فیسلم

علیہما مع تسلیمہ علی رسول اللہ ﷺ (کتاب الثانی مع التلخیص ص ۲۳۸، از مرتضیٰ حسینی)
ترجمہ: یعنی حضرت امام جعفر صادق حضرت ابوبکر و حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) سے
محبت کرتے تھے اور قبر نبوی پر حاضری دیتے تو آپ ﷺ کو سلام عرض کرنے کے ساتھ
ان دونوں کو بھی سلام پیش کرتے۔

۳۲..... یہ بات شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۲ ص ۱۴۰ بحث فذک، الفصل الثالث
پر بھی موجود ہے۔

۳۳..... قال علی والزبیر ما غضبنا الا فی المشورة وانا لنراہ احق الناس بہا لانه
صاحب الغار وانا لنعرف سنہ وامرہ رسول اللہ بالصلوة وهو حی وکان
افضلہم۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۵۰ لابن ابی الحدید، بحث بقیۃ السقیۃ)
ترجمہ: حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہماری ناراضگی تو صرف
مشورہ کے بارے میں ہے، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہی خلافت کے سب
سے زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ وہ یار غار ہیں اور ہم ان کی بزرگی کو بھی پہنچانتے ہیں اور آپ
ﷺ نے انہیں اپنی زندگی میں نماز پڑھانے کا حکم فرمایا، اور حضرت ابوبکر سب سے
افضل ہیں۔

۳۴..... امام باقر سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ کو جب بذریعہ خط اطلاع ہوئی کہ
آپ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ لوٹ آئے،
وہاں آکر دیکھا کہ سب لوگ حضرت ابوبکر کے پاس جمع ہیں تو انہوں نے حضرت علی کے
پاس جا کر پوچھا: فہل بایعتہ قال نعم۔ (الاحتجاج ج ۱ ص ۱۱۵)
ترجمہ: کیا آپ نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے فرمایا: ہاں۔

②..... ان علیا علیہ السلام سلم لهما الامر وبایعهما طائعا غیر مکرھا وترك
حقه لهما فنحن رضوان لایحل لنا الا ذلك فان ولایة ابی بکر صارت رشدا
وهدی بتسلیم علی ورضاه۔ (فرق الشیعة ص ۴۲)

ترجمہ: بے شک حضرت علی نے ان دونوں (ابوبکر و عمر) کے لیے خلافت کو
راضی خوشی بغیر کسی مجبوری کے تسلیم کر لیا اور انہیں حق دے دیا، پس ہمارے لیے یہی
حلال تھا، حضرت علی کے برضا و رغبت تسلیم کر لینے سے حضرت ابوبکر کی ولایت و خلافت
رشد و ہدایت ہو گئی۔

③..... نماز ظہر کے بعد لوگوں نے سر عام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، حضرت علی
رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے بباغ دہل شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان کی اور
خلافت کا حقدار انہیں قرار دیا۔

ثم قام الی ابی بکر فبایعه فاقبل الناس علی علی قالوا اصببت
واحسنت۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت علی اٹھے اور حضرت ابوبکر کے پاس آئے تو ان کی بیعت
کر لی، پس سارے لوگ حضرت علی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے:
آپ نے اچھا کیا آپ نے درست کیا۔

④..... مال فدک کے سلسلہ کلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سے کہا:

ان لك مالایك..... فرخمت بذلك واخذت العهد علیہ بہ۔

(شرح نہج البلاغہ لابن عثیم ج ۵ ص ۷۰ مقصد ثامن)

ترجمہ: بے شک آپ کے لئے وہی ہے جو آپ کے والد بزرگوار (حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا..... تو آپ اس پر راضی ہو گئیں اور اس پر عہد لے لیا۔
 ۴۸..... نجفی نے بھی یہ سارا مضمون نقل کر کے لکھا ہے:

ویاخذ الغلة فيدفع اليهم منها ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك۔

(الدرة النجفية شرح نهج البلاغة ص ۳۳۲)

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر باغ فدک میں سے انہیں غلہ بھیجتے پھر ان کے بعد

دوسرے خلفاء نے بھی اسی طرح کیا۔

۴۹..... نجفی شیعہ نے مزید لکھا ہے:

وقال ابوبکر يا ائمة رسول الله صدق علي وصدق ام ايمن وصدق

عمر وصدق عبدالرحمن ذلك ان مالك مالا يبيك۔ (ایضاً)

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے بیت رسول! علی، ام ایمن، عمر اور

عبدالرحمن نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، بلاشبہ آپ کے لیے وہ کچھ ہے جو آپ کے

والد گرامی کے لئے تھا۔

۵۰..... نقی علی نے لکھا ہے:

ابوبکر غله وسوداں را گرفتہ بقدر کفایت باہلبیت

عليهم السلام میداد وخلفائے بعد از او ہم یراں اسلوب

افتاد نمودند۔ (فیض الاسلام شرح نهج البلاغة ج ۲ ص ۹۶۰، تہران)

ترجمہ: حضرت ابوبکر غلہ اور منافع بقدر ضرورت اہلبیت کو دیتے اور بعد کے

خلفاء بھی اسی راہ پر گامزن رہے۔

۵۱..... ابن ابی الحدید نے لکھا ہے:

کان ابو بکر یاخذ غلتها ویدفع الیهم منها ما یکفیهم ویقسم
الباقی وکنا عمر کذلک ثم کان عثمان کذلک ثم کان علی
کذلک۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۵۶، بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو بکر سیدہ فاطمہ اور ان کی اولاد کو غلہ پہنچاتے جو ان کی
ضروریات کی کفایت کرتا پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی بھی اسی طرح ہی
کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ راشد ہیں کہ مولا علی سمیت
دیگر صحابہ بھی ان کے نقش قدم پر گامزن رہتے ہیں۔ اور اگر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
نے اہلبیت کا حق غضب کیا تھا تو حضرت علی بھی اسی راہ پر چلتے رہے ہیں، پھر آپ کے
بارے کیا خیال ہے!

﴿.....﴾ مزید ملاحظہ ہو!

فلما وصل الامرالی علی ابن ابی طالب کلم فی رد فذک فقال انی
لاستحیی من الله ان ارد شیئا منع منه ابو بکر وامضاه عمر۔

(ابن ابی الحدید ج ۴ ص ۱۳۰ بحث فذک، فصل ثانی)

ترجمہ: جب بات حضرت علی تک پہنچی تو فذک کو لوٹائے جانے کے بارے میں
غلام ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اسے لوٹا دوں جس کو حضرت
ابو بکر نے روکا اور حضرت عمر نے اسے قائم رکھا۔

﴿.....﴾ یہ بات الثانی ص ۳۲۱، ۳۱۳ فی تتبع کلامہ علی الطاعن علی ابی بکر ج ۴ ص ۱۳۰۔

﴿.....﴾ حضرت زید بن علی فرماتے ہیں: واللہ لو رجع الامرالی لقضیت فیہ بقضاء

کہا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا، میں اس پر راضی ہوں اور اس پر عہد لیتی ہوں۔

چنانچہ حضرت ابوبکر اور باقی خلفاء بھی ان کو مسلسل حصہ بھیجتے رہے اور وہ وصول فرماتی رہیں۔

اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اور صداقت و حقانیت روز روشن کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی بھی دوپہر کے اجالے کی طرح نکھر کے سامنے آ جاتی ہے۔ والحمد لله علی ذلک۔

⑤..... ایک عبارت ملاحظہ ہو!

واما امر الصلاة فقد روى أن ابا بكر هو الذي صلى على فاطمة عليها السلام وكبر عليها أربعاً وهذا أحد ما استدلل به كثير من الفقهاء في التكبير على الميت۔ (شرح شرح نهج البلاغة ابن أبي الحديد ج ۱۶ ص ۲۷۱، الفصل الثالث في أن فذك هل صلح كونها بحلة رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة عليها السلام۔ حكاية المرتضى عن قاضي القضاة في "المغنى"..... الخ مطبوعه بيروت لبنان، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۱۰۰، مطبوعہ بیروت،)

ترجمہ: اور بہر حال نماز کا واقعہ یہ ہے کہ روایت کیا گیا ہے: بے شک حضرت ابوبکر ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں اور یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جس سے بہت سارے فقہاء نے میت پر تکبیر کہنے کا استدلال کیا ہے۔

⑥..... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم نبوی سے مصلائے امامت پر کھڑے ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

فلما اشتد به المرض امر ابابكر ان يصلي بالناس وقد اختلف في صلوته بهم فالشيعة تزعم انه لم يصل بهم الا صلوة واحدة التي خرج رسول الله صلى الله عليه واله فيها وقام..... والصحيح عندي وهو الاكثر والاشهر انها لم تكن اخر الصلوة في حياته وان ابابكر صلى بالناس بعد ذلك يومين ثم مات۔ (الدرة النجفية شرح نهج البلاغة ص ۲۳۵)

ترجمہ: پھر جب آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے حضرت ابوبکر کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور اس میں اختلاف کیا گیا کہ انہوں نے صحابہ کو کتنی نماز پڑھائیں، شیعوں کا گمان ہے کہ انہوں نے صرف ایک ہی نماز پڑھائی جس میں رسول اللہ ﷺ وآلہ باہر تشریف لائے..... اور صحیح یہ ہے اور یہی اکثر و بیشتر حضرات کا موقف ہے کہ وہ آخری نماز نہ تھی بلاشبہ حضرت ابوبکر نے اس کے بعد مزید دو دن نمازیں پڑھائیں پھر آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

یعنی کم از کم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے آپ کی ظاہری زندگی میں تیرہ یا چودہ نمازیں پڑھانے کا شرف حاصل کیا ہے، اور یہ مقام و مرتبہ صرف اور صرف آپ ہی کو نصیب ہوا۔

۵۹..... حضرت امام حسن کی روایات سے واضح ہے کہ جنازہ نبوی کی ابتداء کرنے والے بھی حضرت ابوبکر ہیں۔ ملاحظہ ہو! حیاة القلوب ج ۲ ص ۲۹۷ مطبوعہ تہران۔

۶۰..... ابن ابی الحدید نے لکھا ہے:

فہو ایضاً یعلم أن ابابكر سيلي الخلافة۔ (شرح نهج البلاغة ج ۱ ص ۱۶۱)

ترجمہ: آپ ﷺ جانتے تھے کہ بے شک میرے بعد ابوبکر کی خلافت ہوگی۔

⑥..... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ کی والدہ کا نام ”خولہ بنت جعفر“ ہے ان کے متعلق لکھا ہے: وان ابابکر دفعها الی علی علیہ السلام من سهمہ من المقتنم۔ (ایضاً ج ۱ ص ۲۴۴)

ترجمہ: وہ خاتون حضرت ابوبکر نے مال غنیمت کے طور پر حضرت علی کو عطا فرمائی تھی
⑦..... ابن ابی الحدید نے مزید لکھا ہے:

فاستخلف الناس ابابکر، ثم استخلف ابوبکر عمر، فاحسبنا السیرۃ وعدلا فی الامۃ۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳ تحت کلام نمبر ۵۴)
ترجمہ: پھر لوگوں نے ابوبکر کو اور ابوبکر نے عمر کو خلیفہ مقرر کیا ان دونوں کا طریقہ بہت عمدہ رہا اور انہوں نے امت میں عدل و انصاف قائم کیا۔

⑧..... سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ دو ٹوک فرماتے ہیں:

یہلک فی رجلان محب غال ومبغض قال۔ (ایضاً ج ۲ ص ۱۰۵)
ترجمہ: میرے ساتھ حد سے زیادہ محبت کرنے والا اور بغض کر کے جدا ہو جانے والا دونوں ہلاک ہوں گے۔

”حد سے زیادہ محبت کرنے والا“ سے مراد آپ کو خلیفہ اول کے کہنے والا ہے
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ وہی ہے جو قرآن و سنت، صحابہ و اہلبیت کے فیصلے اور آپ کی اپنی تعلیمات و تصریحات کے مطابق ہے۔ اس کے خلاف کرنا حد سے بڑھانا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے افضل و اعلیٰ مقام و منصب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور پھر سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان غنی اور چوتھے مقام پر سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) فائز ہیں۔ اور یہی عقیدہ اہلسنت

وجماعت کا ہے اور ایسے عقیدے کے حامل ہی نجات یافتہ ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

③..... شیعہ مفسر ملا فتح اللہ کاشانی نے ہجرت کے موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور آپ کے گھرانے کی بے مثال خدمات اور قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

شب جمعرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین (علی) علیہ السلام کو اپنے

بستر پر سلایا، اور خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں ان کے گھر سے ”غار ثور“ کی

طرف روانہ ہوئے، اور رات وہی آرام فرمایا..... مجاہد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تین رات دن وہاں غار میں قیام پذیر رہے۔ عروہ سے روایت ہے کہ ابوبکر کی چند بھیڑ

بکریاں تھیں، نماز مغرب کے بعد ابوبکر کے غلام ”عامر بن فہیرہ“ ان بکریوں کو غار کے

دھانے پر لے آتے اور یہ دونوں حضرات ان کا دودھ نوش فرماتے، قتادہ کہتے ہیں کہ

ابوبکر کے بیٹے جناب عبدالرحمن خفیہ طور پر صبح و شام انہیں کھانا پہنچاتے رہے۔

(تفسیر منہج الصادقین ج ۴ ص ۲۷۰)

④..... خلافت صدیقی میں علی المرتضیٰ کے مشورہ سے فیصلہ ہونا:

امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے مروی ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص نے شراب پی لی، تو اس

کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے پوچھا تو نے شراب پی

ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں آپ نے پوچھا کیوں پی ہے، جبکہ وہ حرام ہے؟ تو اس شخص

نے عرض کیا! میں ابھی نیا ہی مسلمان ہوا ہوں، اور صحیح قلب سے مسلمان ہوا ہوں، لیکن

میرا گھر ان لوگوں کے گھروں کے درمیان ہے جو شراب پیتے ہیں، اور اس کو حلال

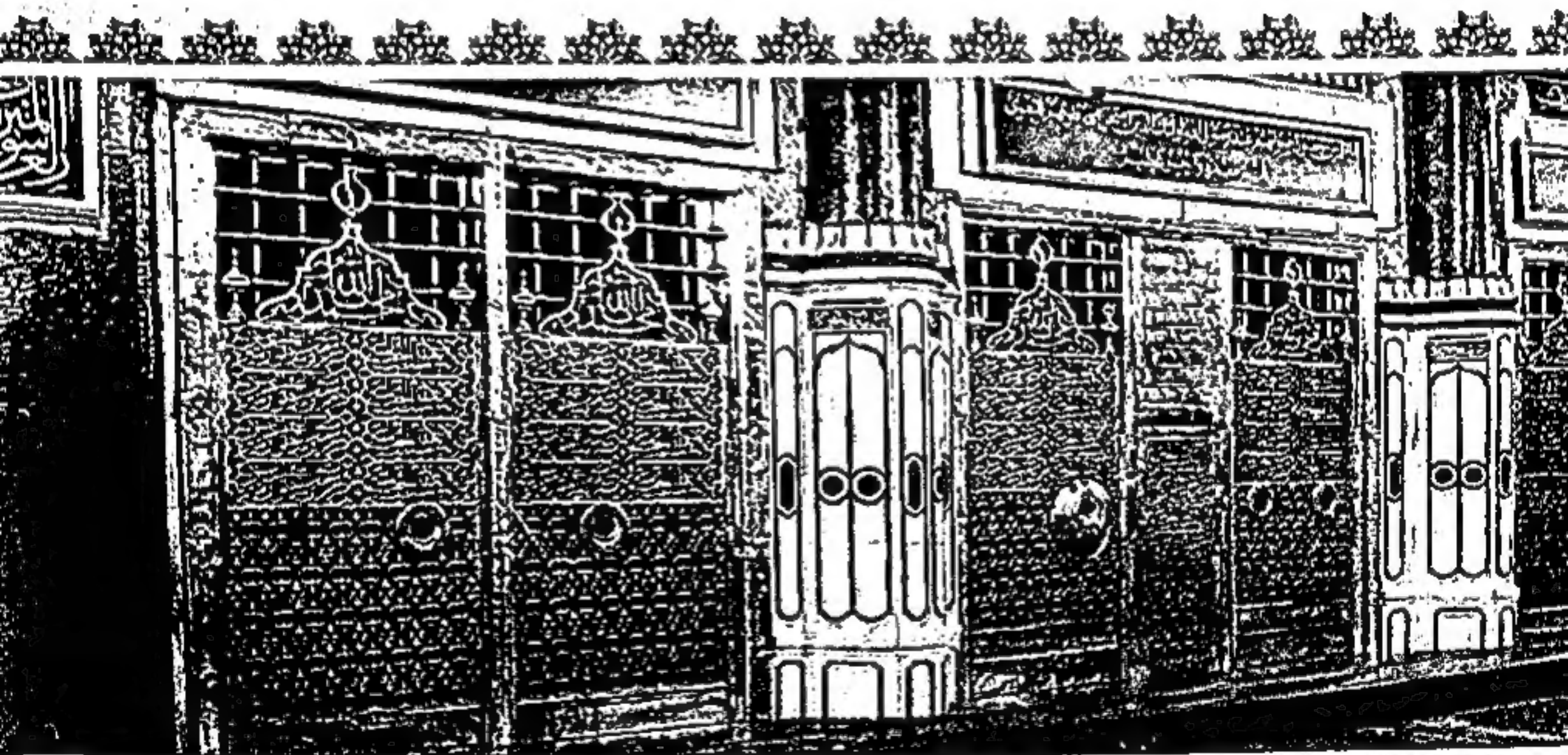
جانتے ہیں، اگر مجھے علم ہوتا کہ شراب حرام ہے تو کبھی نہ پیتا۔

فالتفت ابوبکر الی عمر فقال ماتقول فی امر هذا الرجل فقال عمر
معضلة وليس لها الا ابوالحسن قال فقال ابوبکر ادع لنا علیا فقال عمر یؤتی
الحکم فی بیته فقام الرجل معهما ومن حضرهما امیر المؤمنین علیہ السلام
فاخبراه بقصة الرجل قصته قال فقال ابعثوا معه من یدور به علی مجالس
المهاجرین والانصار من کان تلا علیہ آية التحريم فلیشهد علیہ اجد بانه قرأ
علیه آية التحريم فخلی عنه وقال له ان شربت بعد ها اقمنا علیک الحد۔
(فروع کافی ج ۷ ص ۲۱۶، ۲۱۷، ایران)

ترجمہ: پس حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھا اور
کہا اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا یہ ایک سنجیدہ
مسئلہ ہے اس کو ابوالحسن (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ہی حل کریں گے، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے
فرمایا کہ حضرت علی (المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کو بلواؤ، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہمیں ان کے
گھر چلنا چاہیے، چنانچہ دونوں اٹھے اور وہ آدمی بھی ان کے ساتھ تھا اور جو حاضرین تھے
وہ بھی حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے گھر آئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے
اس کا قصہ بیان کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اس کے ساتھ دو چار آدمی بھیجو
جو مهاجرین اور انصار کے اجتماع میں اس کے متعلق پوچھیں کہ کیا تم میں سے کسی نے اس
آدمی کو شراب کی حرمت والی آیت سنائی ہے تاکہ اس کی بھی شہادت ہو جائے۔ ایسا ہی
کیا گیا، ان میں سے کوئی بھی گواہ نہ ملا، تو حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اسے
چھوڑ دیا جائے اور اس کو فرمایا: اگر اس کے بعد تم نے شراب نوشی کی تو ہم تم پر حد لگائیں
گے۔



ہماری چٹک دیگر مطبوعات

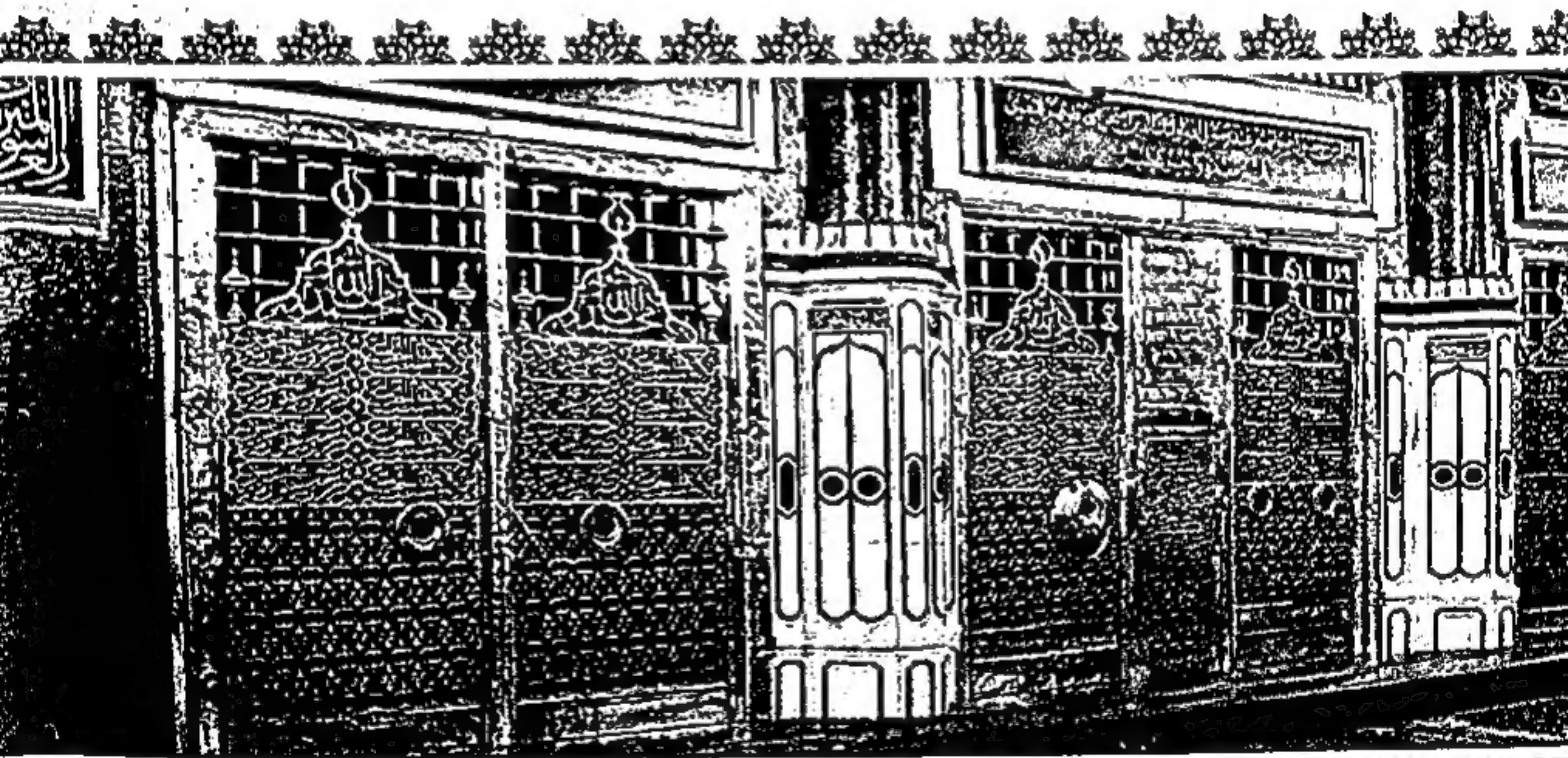
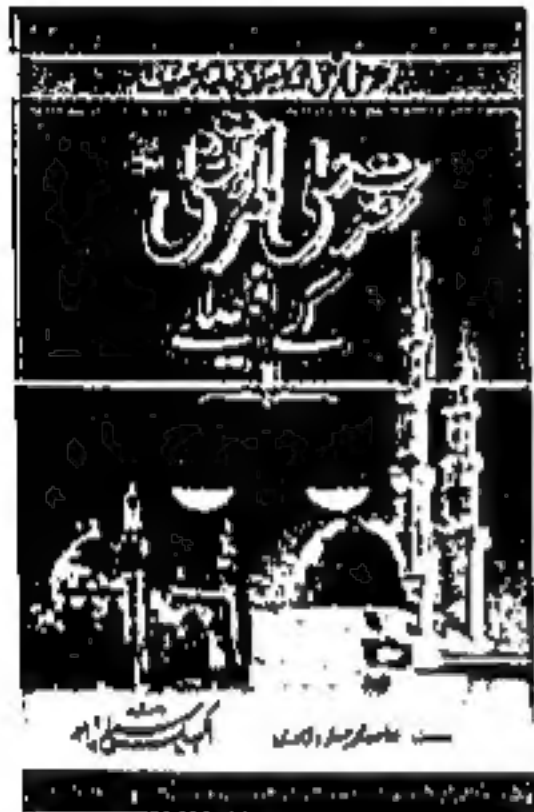


اکبر شاہ

زبیر منیر ۳۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022



ہماری چنک دیگر مطبوعات



اکبر شہزاد

زبیر منیر ۳۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022